وفا کا کعبہ

پاکستان کا روحانی و جسمانی ظہور
اور بانیانِ پاکستان کا تصورِ ریاست

حسن محمود

www.urdupdfbooks.com

Digitized by Google

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفا کا کعبہ

پاکستان کی روحانی شناخت

(Spiritual Identity of Pakistan)

کارواں ملت کا آ پہنچا زمینِ پاک پر
چاند تارہ جگمگایا پرچمِ اسلام کا
بٹ گیا ہندوستان کعبہ وفا کا بن گیا
اور آخر پھر گیا رخ گردشِ ایام کا

(سیمابؔ: ۱۹۴۷ء)

علامہ سیماب اکبر آبادی" تحریکِ آزادی کے سرگرم کارکن اور بلند پایہ شاعر اور عالم دین تھے ،آپ تاریخِ اسلام کے پہلے قرآن کے' منظوم مترجم تھے۔انہوں نے تحریکِ آزادی کے دوران لازوال شاعری کی۔

Digitized by Google

پیش لفظ

پاکستانیات کے موضوع پر جناب حسن محمود کا سلسلۂ تصانیف ۔۔۔وفا کا کعبہ دیکھ کر میں ایک انتہائی خوشگوار حیرت میں ڈوب گیا۔ پاکستان کی روحانی اور مادی شناخت کی معرفت حاصل کرنے کی خاطر یہ جوانِ رعنا، ہماری تاریخ کے ظاہر اور باطن میں بہت دور تک گئے ہیں۔ جناب حسن محمود نے اس مبارک سفر کی سوغات کو تین ضخیم جلدوں میں پیش کیا ہے۔ انہوں نے از راہِ انکسار کہا ہے کہ وہ کوئی پیشہ ور ادیب نہیں ہیں۔ انکسار برطرف! میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ وہ پاکستانیات کے کوئی پیشہ ور سکالر نہیں ہیں۔ انہوں نے اس موضوع پر جتنی دقتِ نظر کے ساتھ دادِ تحقیق دی ہے' وہ موضوع کے ساتھ عاشقانہ رسم وسلوک کے بغیر ناممکن تھا۔ ان کی انتھک محنت کا بنیادی محرک یہ ہے کہ وہ پاکستان کی جغرافیائی حدود کے اندر بانیانِ پاکستان کے تصورات کا معاشرہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

> اس نظام میں رہتے ہوئے تبدیلی نہیں آسکتی۔ اس سے تحفظ پانے والے اس کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔ جس ڈالی پر وہ خود بیٹھے ہیں اسے کیسے کاٹ سکتے ہیں؟ قدرت نے ہمیں ایک خطہ زمین عطا کیا ہے۔ جس پر پہلے سے موجود ایک غلام قوم کیلئے تخلیق کردہ نظام کی عمارت گرا کر بانیان پاکستان کے تصورات (Vision) کے مطابق آزاد و خود مختار جدید اسلامی فلاحی ریاست تعمیر کرنا ہوگی۔ جو کہ ایک آزاد و خود مختار مسلمان قوم کے شایانِ شان ہو۔ نیز قرآنی اصولوں کی روشنی میں جدید اور خود مختار (از سرِ نو) ریاستی ادارے تعمیر کرنا ہوں گے۔ ان اداروں کی نومولود پودے کی طرح دیکھ بھال بھی کرنا ہوگی۔ ہمیں ان بنیادوں کی طرف پلٹنا ہوگا جو لاکھوں شہداء نے اس ریاست کی تخلیق کیلئے اپنے لہو سے رکھیں۔

میں دل وجان سے جناب حسن محمود کا ہمنوا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ وہ مجھ جیسے بوڑھوں کی قیادت کا حق ادا کرسکیں گے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

پروفیسر فتح محمد ملک

صدر نشین

مقتدرہ قومی زبان (کابینہ ڈویژن' حکومتِ پاکستان)

پطرس بخاری روڈ ایچ ۸/۴' اسلام آباد

Digitized by Google

دیباچہ

نظامِ کائنات پر غور کیجیئے تو آپ پر یہ منکشف ہوگا کہ یہ ہر لحہ تغیر پذیر اور توسیع پذیر ہے۔ اس نظامِ قدرت اور اس میں کارفرما قانونِ قدرت میں ہمیں ایک طرف تو نئی نئی کہکشائیں جنم لیتی دکھائی دیتی ہیں تو دوسری جانب کائنات کے چہرے سے کئی ستارے حرفِ غلط کی طرح مٹتے اور بلیک ہولز کے جہنم کی نذر ہو کر لقمہ اجل بنتے بھی نظر آتے ہیں۔ نظامِ فطرت میں تخریب و تعمیر کا یہ کام ہمیں پیہم جاری وساری نظر آتا ہے۔ بعینہ یہی معاملہ تاریخِ حضرتِ انساں کا بھی ہے۔ تاریخِ انسانی شاھد ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں ہمیں نئی نئی تہذیبیں جنم لیتی اور نمو پاتی دکھائی دیتی ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ پرانی فرسودہ اور نظامِ فطرت سے متصادم اصولوں پر پروان چڑھنے والی تہذیبیں حرفِ غلط کی مانند صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ اور آنے والوں کیلیئے ایک سبق اور نشانِ عبرت بنیں۔

تاریخِ انسانی کا مطالعہ ہمیں باور کراتا ہے کہ قوموں کا عروج وزوال بھی ہمیشہ قائم نہیں رہتا۔ کبھی ایک قوم کا پلڑا بھاری ہوتا ہے تو کبھی دوسری قوم کا۔ درحقیقت اصل جنگ نظریہ (Ideology) کی ہوتی ہے۔ ایک قوم کے غلبہ کے ساتھ اسکا نظریہ حیات بھی غالب آجاتا ہے۔

اسی طرح کا مدوجذر ہمیں امتِ مسلمہ کی تاریخ میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ یہ امت بھی کبھی دنیا کی رہبر و رہنما رہی۔ علم و ہنر کے سوتے کبھی اسی سے پھوٹتے تھے۔ زیادہ دور کی بات نہیں، پندرھویں صدی عیسوی کا زمانہ ہے جب یورپ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ ان کے اپنے مورخین اسے Dark Ages قرار دیتے ہیں۔ مسلمانانِ ہسپانیہ بدترین انارکی اور نفاق کا شکار ہو کر (اور نظامِ فطرت سے متصادم عمل کے باعث) عالمی نقشہ سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئے۔ ان کی تاریخ اور جاہ وجلال داستانِ پارینہ رفتہ بن گیا۔ اور وہ نشانِ عبرت بن کر رہ گئے۔ مسلمانانِ ہسپانیہ جنہوں نے جدید علوم میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ بڑی درس گائیں اور لائبریریاں قائم کیں۔ انہوں نے یورپ میں جدید علوم وسائنس کے احیاء کی بنیاد رکھی۔ مسیحی یورپ کے نوجوان پیاسِ علم بجھانے کیلیئے ہسپانیہ کے دانش کدوں کا رخ کرتے۔ مسلمانوں کا اہم علمی، فکری اور تعلیمی مرکز پر مسیحی یورپ کے قبضہ کے بعد یہ علمی احیاء یورپ میں پھیل گیا۔ لیکن یہ احیاء یک چشمی One Eyed تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کے برعکس مسیحی یورپ نے آسمانی راہنمائی کو اس میں سے خیر باد کہہ دیا۔ اہلِ یورپ تمام تر رسائی مادی (Materialistic Approach) تک رہی۔ جسکے باعث یہ احیاء العلم، روحانی قدروں اور تصورِ آخرت سے خالی تھا۔ چنانچہ یہ انسانیت کی فلاح کی بجائے تباہی کا باعث بنا۔ آج اسی فکر کی

Digitized by Google

کوکھ سے جنم لینے والا مغرب ساری دنیا کو درس تہذیب دیتا ہے' اقبالؒ نے فرمایا تھا۔

جس کو ہم نے آشنا لطفِ تکلم سے کیا
اس حریفِ بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ

اقبالؒ نے اہلِ مغرب کی تہذیب حاضر کو (جس نے اب عالمی صورت اختیار کر لی ہے) عہدِ کہن سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس نظام فطرت سے متصادم اور ظلم پر مبنی تہذیب کی جگہ نظامِ فطرت کے ازسرِ نو احیاء اور ایک جنتی معاشرہ کے قیام کی نوید اپنی بصیرت و وجدان کی بنا پر دی ہے۔

سقوطِ غرناطہ کے بعد امتِ مسلمہ کا زوال من حیث المجموعی جاری رہا۔ اور مسلمان یورپ کی جبری غلامی میں چلے گئے۔ برِ عظیم اور ہسپانیہ میں ایک ہی برس اسلام کے داخلے کا آغاز ہوا۔ محمد بن قاسمؒ کی برِ عظیم میں آمد اور اسکے واپس بلا لیئے جانے کے بعد۔ گیارھویں صدی عیسوی میں محمود غزنویؒ حملہ آور ہوئے۔ پھر شہاب الدین غوریؒ نے باقاعدہ مسلم سلطنت کی بنیاد رکھی۔ قریباً ہزار برس تک مسلمان ہندوستان کے مختلف حصوں پر پورے جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کرتے رہے۔ یہ غلبہ مغلیہ سلطنت کے زوال تک جاری رہا۔ مسلمان نہایت اقلیت کے باوجود ہنود کی اکثریت پر غالب رہے۔ تاریخ برِ عظیم میں مسلمانوں کے کئی کمزور لمحات میں ہندوؤں نے سر اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ ہمیشہ شکست و ریخت سے دوچار ہوئے۔ بھارت کے معروف مسلمان بیوروکریٹ اور سیاستدان شہاب الدین نے جب اہم بھارتی ہفت روزہ "سنڈے" میں یہ رقم کیا کہ "ہندو گھاس کی طرح ہیں جسے شہ سواروں کے گھوڑے روند ڈالتے ہیں اور مسلمان ایک تناور درخت کی مانند باد تند و تیز سے دائیں بائیں جھوم تو سکتا ہے لیکن کسی کے گھوڑے اسے روند نہیں سکتے۔" تو سارا ہندوستان چلا اٹھا اور ہندو دانشوروں نے لکھا۔

"Another Jinnah Speaking"

تاریخِ برِ عظیم اور تاریخِ اسلام میں ہمیں جا بجا ایسے نازک موڑ دکھائی دیتے ہیں جہاں بظاہر مسلمانوں کے بچاؤ کی کوئی صورت ممکن نہ رہی، تاریخ کے نازک مواقع پر غیر معمولی مسلم شخصیات ابھریں۔ جنہوں نے غیر معمولی جد و جہد اور آہنی عزم سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ معجزانہ طور پر مسلمانوں کو حالات کے بھنور سے نکال کر کامرانی سے سرفراز کیا۔ ذہن نشین رہے کہ ہندوستان میں مسلمان ہمیشہ اقلیت میں رہے۔ مسلم دورِ اقتدار میں یہاں مسلمانوں کو نابود کرنے کی کئی تحریکیں چلیں۔ تاریخِ برِ عظیم کے ان نازک ادوار میں مسلم زعماء اور مجاہدین نے اپنی لازوال قربانیوں سے وفا کی داستانیں رقم کیں۔ یہ وفا کی تاریخ حجازیوں سے تاتاریوں تک صدیوں پر محیط ہے۔

Digitized by Google

صدیوں سے پرورش پانے والا مسلمانانِ برِعظیم کا اسلام سے یہ غیر معمولی لگاؤ ہی تھا جس نے تمام نسلی لسانی اور علاقائی عصبیتوں کا بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک کلمہ پر متحد و متفق کر دیا۔ اور ان کے بطن سے تحریکِ پاکستان کے عنوان سے ایک عظیم تحریک نے جنم لیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس تحریک نے سارے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ملتِ ہند نے اپنے اندر کے خوابیدہ خوابوں کی تعبیر کیلئے ایک ایسا خطہ زمین حاصل کر لیا۔ ایک ایسا خطہ ارضی جو ممالک کے مابین مسجد قرار پائے۔ لاکھوں شہداء اور اہلِ حق نے اپنی وفاؤں اور ناقابلِ فراموش قربانیوں سے اس کعبہ کی تعمیر کی، پاکستان مجدد الف ثانیؒ سے علامہ اقبالؒ تک کی فکری مساعی کا نچوڑ ہے۔ اسے اہلِ جنوں نے خونِ جگر سے سینچا اور پروان چڑھایا ہے۔

''وفا کا کعبہ'' ان روحانی رشتوں کا امین ہے جنکی جڑیں تاریخ کی گہرائیوں میں ہی پیوست نہیں بلکہ عرشِ معلیٰ تک پھیلی ہوئی ہیں۔ قدرت نے ہمیں فطرت کی تمام ظاہری و باطنی نعمتوں سے مالا مال ایک حسین خطہ ارضی عطا کیا ہے۔ تاکہ ہم اپنے پروردگار کے شکر گزار بنیں۔

قدرت نے ہمیں آزاد خطہ ارضی عطا کیا' ہماری بدنصیبی کہ سامراجی دور میں نمو پانے والا غلام ذہنیت کا قوم فروش مقتدر طبقہ سامراج ہی کی وراثت میں ہمیں ملا۔

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

بنی اسرائیل کی مانند ہمیں بھی موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں سامری جیسے راہنما میسر آئے۔ ہم نصف صدی تک ریت کے گھروندے بناتے اور مٹاتے رہے۔ ملت سونے کے بچھڑے کی پجاری بن گئی۔ ملک کو بڑی طاقتوں اور عالمی مالیاتی اداروں کا غلام بنا دیا گیا۔ تعمیر ریاست کا کام بھی کھٹائی میں ڈال دیا گیا۔ دور غلامی کا فرسودہ نظام، ریاست پر جوں کا توں مسلط رکھا گیا۔ قائدؒ کی جیب کے کھوٹے سکے ملک کی تقدیر پر مسلط ہو گئے۔ نوچ نوچ کر فارن کرنسی کی شکل میں سرمایہ بیرونی ممالک میں منتقل کیا جانے لگا۔ ریاست کو معاشی (Collapse) تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا گیا۔

تحریکِ پاکستان کے دوران بھی ان کھوٹے سکوں نے مسلمانانِ ہند کی آزادی کو داؤ پر لگائے رکھا۔ قائدؒ نے نہ صرف انگریز سامراج اور ہنود سے جنگ لڑی بلکہ انہیں اس قوم فروش طبقہ سے بھی لڑنا پڑا۔ اگر قائدؒ نہ ہوتے تو پاکستان نہ بنتا۔ قائدؒ کی زندگی کے اس اہم گوشے سے پردہ اٹھ چکا ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی جان لیوا بیماری کو انتہائی پامردی اور رازداری سے چھپائے رکھا۔ قائدؒ اس طبقہ سے بخوبی آگاہ تھے اسلئے انہوں نے اپنی مہلک بیماری کو انتہائی پوشیدہ رکھا۔ ان کی بیماری کا علم فقط ان کے ڈاکٹر کو تھا۔ قائدؒ کی وفات کے بعد لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا اگر اسے جناح کی بیماری کا

Digitized by Google

علم ہو جاتا تو وہ کبھی ہندوستان کو تقسیم نہ کرتا۔ قائدؒ اس بات سے آگاہ تھے، اس لئے انہوں نے فرمایا تھا کہ انہیں رومال کے برابر بھی پاکستان ملتا، تو وہ لے لیتے۔

ہمیں قائدؒ اور اقبالؒ کے اصل پاکستان کے قیام کیلئے انگریزوں، ہندوؤں اور یہودیوں کے غلاموں سے آزادی کی جنگ لڑنا ہے۔ ابھی اصل پاکستان بنا ہی نہیں جس کا خواب قائدؒ اور اقبالؒ نے دیکھا تھا۔ انقلابات کا اصل محرک عوام کے شعور اور بیداری میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ تحریکِ تکمیلِ پاکستان ہماری عظمتِ رفتہ پھر سے ہمیں لوٹا سکتی ہے۔ ہمارا دورِ عروج ہمارے دروازہ پر دستک دے رہا ہے۔ بالخصوص ملتِ پاکستانیہ اور بالعموم امہ میں اس کی حالت بدلنے کا احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر نظامِ گلستان ہو گا جنوں والوں کے پاس
باندھ کر نکلے گی پوری قوم جب سر سے کفن

یاد رکھیئے اس نظام میں رہتے ہوئے تبدیلی نہیں آسکتی۔ اس سے تحفظ پانے والے اس کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔ جس ڈالی پر وہ خود بیٹھے ہیں اسے کیسے کاٹ سکتے ہیں؟ قدرت نے ہمیں ایک خطہ زمین عطا کیا ہے۔ جس پر پہلے سے موجود ایک غلام قوم کیلئے تخلیق کردہ نظام کی عمارت گرا کر بانیانِ پاکستان کے تصورات (Vision) کے مطابق آزاد و خود مختار جدید اسلامی فلاحی ریاست تعمیر کرنا ہوگی۔ جو کہ ایک آزاد و خود مختار مسلمان قوم کے شایانِ شان ہو۔ نیز قرآنی اصولوں کی روشنی میں جدید اور خود مختار (از سرِ نو) ریاستی ادارے تعمیر کرنا ہوں گے۔ ان اداروں کی نومولود پودے کی طرح دیکھ بھال بھی کرنا ہوگی۔ ہمیں ان بنیادوں کی طرف پلٹنا ہوگا جو لاکھوں شہداء نے اس ریاست کی تخلیق کیلئے اپنے لہو سے رکھیں۔

یہ خوش آئند امر یہ ہے کہ ملتِ پاکستانیہ کے باطن میں زبردست صلاحیتیں اور حرارت پوشیدہ ہے۔ جس کا ادراک حکیم الامت اور مجددِ وقت حضرت علامہ اقبالؒ نے کیا فرماتے ہیں۔

جس خاک کے خمیر میں ہو آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند

حالات اپنا رخ خود متعین کر رہے ہیں۔ تقدیر کا لکھا ہر صاحبِ نظر پڑھ رہا ہے۔ وہ وقت اب زیادہ دور نہیں جب یہ ریاست تمام آلائشوں اور فرسودہ روایات سے پاک ہو کر حقیقی طور پر پاک اور مقدس سرزمین بن جائے گی۔ جہاں قرآن کی عملی نمود ہوگی۔

یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

حسن محمود

844/12، مغل آباد، علی روڈ، راولپنڈی کینٹ

Digitized by Google

''وفا کا کعبہ''

''پاکستان کی روحانی نمود''

اس کتاب میں پاکستان کے صدیوں پر محیط روحانی سفر اور اس ارتقاء کے نتیجہ میں اس ریاست کی نمود اور اس کے اس پس منظر میں' اس کے مستقبل کے کردار کو موضوع بحث بنایا ہے۔

غیر معمولی اور غیر یقینی حالات میں' نہایت اہم روحانی پس منظر میں' اس کے قیام کا خاکہ اختصاراً دیکھا جائے تو اس طرح سے سامنے آتا ہے۔ لیلۃ القدر کی گھڑیوں میں اس کا قیام اور تخلیق۔ پاکستان کا مقصدِ قیام۔ پہلا یومِ آزادی کے حقائق اور زعمائے پاکستان کا تصور۔ مدینہ ثانی پاکستان کا کی بعض اہم خصوصیات اور اس کا ریاست مدینہ طیبہ سے تخلیقی موازنہ۔ قیامِ پاکستان کا معجزانہ قیام اور تاریخ انسانی کی عظیم ہجرت کی وقوع پذیری۔ نیز مسلمانانِ ہند کی عظیم ایثار و قربانی کو اجاگر کیا ہے۔ اس ریاست پر قدرت کی باطنی وظاہری نعمتوں کی عظیم فیاضی۔ مثلِ قومِ بنی اسرائیل' ملتِ پاکستانیہ کی اہمیت اور ذمہ داری۔ اور ان دونوں کا موازنہ۔ تاریخ پاک وہند اور تاریخ ہسپانیہ وغرناطہ کا تقابلی مطالعہ۔ اور اس خطہ میں جنم لینے والی غیر معمولی شخصیات اور ان کی خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ سرزمینِ ہند سے متعلق روحانی پسِ منظر میں اہم حقائق سامنے لانے کی بھی کاوش کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں بھی پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات اور اس خطہ سے خصوصی نسبتوں کو اجاگر کیا ہے۔

ہندو قوم کی حقیقت سے متعلق جو غیر معمولی حقائق سامنے آچکے ہیں ان کا مختصراً بیان ہے۔ مشرِکینِ عرب اور مشرِکین ہند کا موازنہ ہے۔ اسلام اور پاکستان کے ازلی دشمنوں کے عزائم' یہود وہنود گٹھ جوڑ' ان کا آپس میں موازنہ اور تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں تاریخی حقائق کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت کی راہنمائی بھی پیش نظر رکھی گئی ہے۔ نیز ہندوؤں اور یہود کی احیائے تحریکیں اور ان کی تاریخ اور پسِ منظر اور مقاصد بیان کیئے گئے ہیں۔ پاکستان کے مشرِکینِ ہند کے فتنہ کے خلاف کردار۔ اور فتنہ یہود جسے دجالی فتنہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ اس کی وقوع پذیری اور بعض اہم معلومات سامنے لائی گئی ہیں اور یہودی ریاست اور اس کے عزائم کی سرکوبی کیلئے پاکستان کا کردار۔

کتاب آخری باب میں' اس خطے کے عظیم مفکر اور راہنما کی' مستقبل کے بارہ میں بصیرت اموز راہنمائی پر بات کی گئی ہے۔ علامہ اقبالؒ جو اللہ کا مسلمانوں کیلئے خاص اور عظیم عطیہ تھے۔ ایسے لوگ صدیوں بعد جنم لیتے ہیں۔ پاکستان اقبالؒ کی نظر اور الہام اور قائد کی پر عزم قیادت اور بلند کردار کا ثمر ہے۔ ان کے شخصی وملی کردار اور خدمات کے علاوہ ان کے Vision (تصور) کو اجاگر کیا گیا ہے۔

Digitized by Google

باب: اول

(پاکستان کا روحانی پسِ منظر)

اہم موضوعات کی فہرست	صفحہ نمبر		صفحہ نمبر
ابتدائیہ	۸	آزادی اور تاریخی ہجرت	۲۵
اے ملتِ پاکستانیہ! (قرآن اور پاکستان)	۸	حصارِ اسلام	۲۶
لیلۃ القدر اور قیامِ پاکستان	۱۲	نویدِ پاکستان	۲۷
شبِ قدر کی اہمیت قرآن اور پاکستان	۱۴	اقبالؒ کا الہام پاکستان	۲۷
قرآن اور شب قدر	۱۵	نواب بہادر یار جنگؒ کی نوید	۲۸
شب جمعہ اور جمعۃ الوداع	۱۵	علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی بصیرت	۳۰
طلوعِ صبح آزادی اور تقریبِ آزادی	۱۶	رسالت مآب ﷺ کے روحانی تصرفات	۳۱
یوم پاکستان پر قائدؒ کا قوم سے خطاب	۱۷	علامہ اشرف علی تھانویؒ کی نوید	۳۲
پاکستان کا سالانہ تجدیدِ آزادی	۱۸	مولانا حسین احمد مدنی کا الہام	۳۳
شہیدِ پاکستان کا تبصرہ	۱۸	رسول اللہ ﷺ کا روحانی فیضان اور پاکستان	۳۶
بھارت کا یوم آزادی، ہندو پنڈتوں کا اعلان	۲۰	اقبالؒ اور جناحؒ کے ربانی مشن	۳۸
پاکستان کا مقصدِ قیام	۲۲	میرا انعام پاکستان	۴۲
لائے ہیں طوفاں سے ہم کشتی نکال کے	۲۳	حوالاجات :Refferences	۴۷

باب : دوم

مدینہ ثانی

اہم موضوعات کی فہرست	صفحہ نمبر		صفحہ نمبر
مکی اور مدنی زندگی کا موازنہ، قائداعظمؒ	۵۰	قدرت کی منصوبہ بندی	۷۹
مدینہ ثانی	۵۱	تاریخ کی عظیم ہجرت، مجاہدین آزادی	۷۹
اقبالؒ، رحمتؒ اور تصورِ پاکستان	۵۳	جلال الدین خوارزم کی سرزمین	۷۹
پاکستان یا پاک ستان (Pak-Stan)	۵۴	جعفر دوودایوف شہیدؒ کی وصیت	۸۰
ہندو عقیدہ کی ضد	۵۷	ابوالحسن علی ندویؒ اور پاکستان	۸۰

Digitized by Google

بہادر شاہ ظفر اور چوہدری رحمت علیؒ کی تکریم	۵۷	غیر مسلم سرفروشانِ آزادی	۸۱
ریاستِ مدینہ اور ریاستِ پاکستانیہ میں موازنہ	۵۸	ڈاکٹر پٹیل کا احسان	۸۱
قومِ بنی اسرائیل و ملتِ پاکستانیہ میں موازنہ	۶۴	بھگت سنگھ، سوبھاش چندر بوس	۸۱
تاریخِ ہسپانیہ و غرناطہ اور تاریخِ ہندیہ	۶۸	خطہ لاہور	۸۲
و پاکستانیہ میں موازنہ	۷۰	دنیا کی بہترین اور باصلاحیت ترین قوم	۸۳
برِصغیر کا غرناطہ اور بھارتی عزائم	۷۱	تاریخِ پاکستان کا روشن باب	۸۳
پاکستان: عالمِ اسلام کا فکری و روحانی مرکز	۷۲	دو قومی نظریہ اور قیامِ پاکستان	۸۵
پاکستان کی روحانی نمود	۷۴	دو قومی نظریہ اور قرآنی مثالیں	۸۶
پاکستان کا عالمی کردار اور		دو قومی نظریہ اور قائداعظمؒ	۸۸
اقبالؒ کے جہانِ نو کے نمود کی سرزمین	۷۵	نظریہ وطنیت اور اقبالؒ	۸۸
اقبال کا مردِ راہداں اور خضرِ وقت	۷۶	ہندو گائے اور جناحؒ کے ارادے	۹۰
صوفیائے کرام، دینی دانشور و علماء	۷۷	پاکستان عظیم کا کائناتی روحانی حقیقت	۹۲
درویش صفت حکمران	۷۸	روحانی پس منظر میں پاکستان	۹۲
مجاہدینِ جنگِ آزادی و تحریکِ آزادی	۷۸	اسرائیلی و بھارتی استعمار کا انجام	۹۲
		ترانہ ملی، حوالاجات:Refferences	۹۵

باب: سوم

رسولِ عربی ﷺ اور پاک و ہند

اہم موضوعات کی فہرست	صفحہ نمبر		صفحہ نمبر
ہندوستان	۹۸	ہندوستانی اشیاء میں حضور ﷺ کی دلچسپی	۱۰۳
ہندوستان کا جنتی دریا	۹۹	ہندوستانی راجہ کا تحفہ	۱۰۴
رسولِ عربی ﷺ کی نسبتِ ہند	۱۰۱	قرآنِ پاک میں ہندوستانی اشیاء کا تذکرہ	۱۰۴
ہند کے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اور اقبالؒ	۱۰۱	لباسِ ہند اور رسالت مآب ﷺ	۱۰۴
ہندوستان میں نبوت	۱۰۲	حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ہندی لباس	۱۰۴
عہدِ نبوی ﷺ میں ہندوستان سے تعلقات	۱۰۳	حوالاجات:Refferences	۱۰۶

Digitized by Google

باب : چہارم

ہند اور ہنود کی حقیقت اور ملتِ پاکستانیہ کی ذمہ داری

اہم موضوعات کی فہرست	صفحہ نمبر		صفحہ نمبر
ملتِ پاکستانیہ کی ذمہ داری	۱۰۸	ہندو عرب روابط (قبل اور بعد از اسلام)	۱۱۳
مدینہ ثانی پاکستان اور مشرکینِ ہند	۱۰۸	تاریخ بت پرستی، بچیوں کا قتل اور عورت کا مقام	۱۱۴
کیا ہنود قومِ نوح ہیں؟	۱۰۹	مصالحت:Compromising کی فطرت	۱۱۶
اسلام اور ہندومت میں موازنہ	۱۱۲	حوالہ جات : Reffences	۱۱۶

باب : پنجم

ہندو احیائی تحریکیں (تاریخی ارتقاء) اور اسرائیل بھارت گٹھ جوڑ

اہم موضوعات کی فہرست	صفحہ نمبر		صفحہ نمبر
یہود و ہنود اتحاد اور قرآن	۱۱۷	یہود و ہنود میں موازنہ	۱۲۹
ہندو احیائی تحریکوں کی تاریخ	۱۱۸	اسرائیل بھارت گٹھ جوڑ	۱۳۱
فتح بنگال اور ہندو احیاء	۱۱۸	بھارتی ایٹمی دھماکے اور اسرائیلی معاہدات	۱۳۲
RSS کے قیام کے مقاصد	۱۱۹	پاکستان کے ایٹمی دھماکے	۱۳۳
آزادیِ بھارت کے بعد مسلمانوں کی حالت	۱۲۲	گولڈن جوبلی اور ٹائمز	۱۳۳
BJPیاRSS: نصب العین	۱۲۳	عہد اشوک اور ہندوستان	۱۳۴
بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ	۱۲۴	اشوک سلطنت کی نشاۃ ثانیہ اور گاندھی	۱۳۴
بابری مسجد کی شہادت	۱۲۴	دھرتی ماتا، تقسیم ہند اور ہندو عقیدہ	۱۳۵
ایودھیا کی اصل حقیقت (بابری مسجد یا خانہ کعبہ؟)	۱۲۵	بھارت ماتا یا دھرتی ماتا کا مندر	۱۳۵
رام مندر کی تعمیر	۱۲۷	ہندوؤں کا خواب، بھارتی راہنماؤں کے تاثرات	۱۳۷
یہود و ہنود گٹھ جوڑ	۱۲۸	حوالاجات :Refferences	۱۳۹

باب : ششم

جہادِ ہند اور پاکستان کا کردار

اہم موضوعات کی فہرست	صفحہ نمبر		صفحہ نمبر

Digitized by Google

جہاد ہند اور قائدؒ کا جذبہ جہاد؛ بن گورین کا بیان	۱۴۲	فرمان نبوی ﷺ اور جہادِ ہند اور غزوہ ہند	۱۵۵
یہود و ہنود عزائم Nato اور ہماری ذمہ داری	۱۴۳	فتح ہند، ہندی حاکموں کی گرفتاری اور جہاد	۱۵۵
فلیش پوائنٹس، جہاد ہند اور فرامینِ نبویہ	۱۴۸	پاکستان میں قیام خلافت کی نوید	۱۶۱
غیر عرب قوم کے ہاتھوں نصرتِ اسلام	۱۵۹	اسرائیل کی خبر حوالاجات : Refferences	۱۶۴

باب : ہفتم

یہودی فتنہ دجال اور پاکستان کا کردار

اہم موضوعات کی فہرست	صفحہ نمبر		صفحہ نمبر
یہود اور قرآن	۱۶۵	مسیحیت اور بائبل کا نقطہ نظر	۱۹۰
یہود کا عالمی حکمرانی کا خواب	۱۶۶	یہودیت اور قیامِ اسرائیل، اسلامی نقطہِ نظر	۱۹۱
یہودی فتنہ دجال	۱۶۷	نیو ورلڈ آرڈر میں بھارت کا کردار	۱۹۵
عالمی غلبہ کا یہودی پس منظر	۱۷۱	ایل کے ایڈوانی کا اہم انٹرویو	۱۹۵
فتنہ یہود اور اقبالؒ کی چشمِ بینا	۱۷۲	پاکستان کے خاتمہ کی صیہونی منصوبہ بندی	۱۹۶.
جدید تاریخِ یہود اور قیامِ اسرائیل کا سفر	۱۷۶	INDIAN SUPER STATE PLAN	۱۹۶
پاکستان، ریاستِ اسرائیل کا نظریاتی جواب	۱۷۸	ریڈرز ڈائجسٹ کی حیران کن پیش بینی	۱۹۹
حکیم سعیدؒ کی راہنمائی اور یہود کے عزائم	۱۸۰	علاماتِ جہادِ ہند و اسرائیل	۲۰۰
یہود کا پلان اور بن گورین کا عالمی حکومت کا خواب	۱۸۲	اسرائیل کے خلاف محاذ جنگ اور فرمانِ نبویؐ	۲۰۲
(UN) کی حقیقت اور علامہ اقبالؒ	۱۸۶	ااا جہادِ اسرائیل اور پاکستان	۲۰۹
یہودی دجالی نظام اور اسکی آرمی	۱۸۶	جہادِ اسرائیل اور قائدؒ کے عزائم	۲۱۰
عالمی حکومت اور یہودی بشارتیں اور گلوبلائزیشن	۱۸۹	حوالاجات : Refferences	۲۱۱

باب : ہشتم

تکمیلِ پاکستان، اقبالؒ اور عالمی مستقبل

اہم موضوعات کی فہرست	صفحہ نمبر		صفحہ نمبر
اقبال مفکرِ فردا	۲۱۵	اقبالؒ کی غیر معمولی الہامی کیفیات	۲۲۲
جمعیت آدم	۲۱۸	امت کے پانچ ادوار	۲۲۶
اقبال کی چشمِ بینا (آئینہ دوش)	۲۲۰	حوالاجات:Refferences	۲۳۰

Digitized by Google

باب: اول

رحمانی ریاست

(پاکستان کی روحانی نمود)

(Spiritual Emergence of Pakistan)

اترے زمیں پہ ہم تو زمیں بھی ٹھہر گئی
ہم بھی شریکِ حکمتِ پروردگار تھے

قائداعظمؒ نے نے ارشاد فرمایا

''یاد رکھیں کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تعمیر کر رہے ہیں جو پورے عالم اسلام کی تقدیر بنانے میں اہم ترین کردار ادا کرنے والی ہے''

(۱۲۲پریل ۱۹۳۹ء، اسلامیہ کالج پشاور میں خطاب)

Digitized by Google

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال آیت 24 میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"اے ایمان لانے والو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہو جب کہ رسول ﷺ تمہیں اس چیز کی طرف لا رہا ہے، جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے"۔

"فرماتے ہیں کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے اور بچو اس فتنے سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف انہی لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو اور جان رکھو اللہ سخت سزا دینے والا ہے"۔

اے ملتِ پاکستانیہ!

قرآن پاک کی سورۃ الانفال (آیت ۲۶ سے ۲۹) میں پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

"یاد کرو وہ وقت جب کہ تم تھوڑے تھے۔ زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا۔ تم ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دی۔ اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کئے تمہیں اچھا رزق پہنچایا شاید کہ تم شکر گزار بنو۔ اے ایمان لانے والو جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ خیانت نہ کرو اپنی امانتوں میں غداری کے مرتکب نہ ہو اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد حقیقت میں سامانِ آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس اجر دینے کے لئے بہت کچھ ہے اے ایمان لانے والو اگر تم خدا ترسی اختیار کرو گے تو تمہارے لئے کسوٹی باہم پہنچا دے گا، فرقان عطا کرے گا اور تمہاری برائیوں کو تم سے دور کرے گا اور تمہارے قصور معاف کرے گا اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے"۔ (بحوالہ #۱)

Digitized by Google

ساحل اتر انیچ بھنور میں

ان آیاتِ کریمہ میں تقسیمِ ہند سے قبل اور اس کی تنفیذ کے بعد کے حالات کی کس قدر عمدہ عکاسی ہوتی ہے۔ جب مسلمانانِ ہند قلیل تھے، انہیں یہ ڈر تھا کہ دشمن (مشرکینِ ہند) انہیں مٹا نہ دیں۔ انہوں نے ایک عظیم نصب العین اور نظریاتی قومیت کی بنا پر اللہ سے جائے پناہ طلب کی۔ تو اس نے انہیں 'اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں سے مالا مال خطہ ارضی عطا کیا۔

بصد افسوس ہم نصف صدی سے اپنی منزل کھوٹی کرتے رہے۔ جس عظیم نصب العین اور ایک تاریخ ساز جدوجہد کے بعد ہم نے یہ رحمانی مسکن حاصل کیا، عملاً اسے گرانے میں لگے رہے۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے عہد شکنی اور غداری کے مرتکب ہوئے۔ اللہ کی نعمتوں کی بے قدری کی۔ بدعنوان اور کرپٹ قوموں میں عالمی شہرت پائی۔ قومی بے کرداری اور منافقت کی بدترین مثال قائم کی۔

اللہ فرماتے ہیں کے تم اپنے ارفع نصب العین کی طرف پلٹ آؤ۔ خدا کا تقوٰی اختیار کرلو تو وہ نہ صرف دنیا میں تمہیں عزت سے سرفراز کرے گا بلکہ تمہاری خطاؤں کو بھی بخش دے گا۔

روایتی طور پر ان آیات کو مدینہ کے تناظر میں دیکھا جاتا رہا ہے مگر متعدد جدید سکالرز ان کو پاکستان کیلیئے مخصوص سمجھتے ہیں۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اس میں تقسیمِ ہند اور اسکے بعد کی صورتحال کی نہایت عمدہ عکاسی ہوتی ہے۔ ممتاز دینی سکالر پروفیسر ملک غلام مرتضٰی اعوان صاحب کے نزدیک یہ آیات فقط پاکستان پر صادق آتی ہیں۔

مسلمانانِ ہند کی جاہِ پناہ

پاکستان بلاشبہ منشہ اور حکمِ الٰہی ہے۔ خداوند کریم نے مسلمانانِ ہند کو مرکزیت اور جائے پناہ فراہم کی۔ یہ ریاست ایک مورچے کی صورت' مسلمانانِ برِعظیم کیلیئے ایک پناہ گاہ بنا۔ جس کی بدولت قائدؒ کے اس خواب کی تعبیر کیلیئے ایک موقع میسر آیا جس کے تحت ہم اسلام کے اصولِ حریت عدل عمرانی کو متشکل کر کے ایک رول ماڈل کی صورت میں دنیا کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ قدرت نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں اور فیاضیوں کی انتہا کر کے 'بنی اسرائیل کی مانند ہمیں بھی ' آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا' کہ اب ہم اپنے اللہ سے کیئے گئے عہد و پیمان کا کیا کرتے ہیں۔

تقسیمِ ہند کے زمانے کے حالات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ پاکستان کا قیام درحقیقت مسلمانانِ ہند کیلیئے زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔ قیامِ پاکستان کے وقت' مسلمان برعظیم میں قریباً 22% تھے۔ اور

Digitized by Google

ان کے آئینی تحفظ کیلئے قائداعظمؒ کا مطالبہ تھا کہ انہیں 33% تسلیم کیا جائے (دیکھئے چودہ نکات)۔ ہندوقوم' نہ صرف اس بنیادی حق سے' بلکہ کسی بھی قسم کی مراعات اور آئینی تحفظ دینے سے انکاری تھی۔ ہنوداس وقت معاش، سیاست، تعلیم' اور الغرض ہر میدانِ حیات میں، ہر پہلو سے غلبہ حاصل کیئے ہوئے تھے۔ مسلمان ان تمام میدانوں میں پسماندگی کا شکار تھے۔ تاریخ کے ان نازک ترین لمحات میں اگر مسلمان اپنی بقاء کی جنگ لڑنے میں ناکام رہتے' تو بلآخر ہندوستان میں اپنے وجود سے بھی ہمیشہ کیلئے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ تقسیمِ ہند کے بعد کے حالات اور واقعات نے اس بات کی توثیق بھی کردی۔ قائدؒ کی بصیرت نے اصل صورتحال کا ادراک کرلیا تھا۔ قائدؒ نے اپنے ۱۰اپریل ۱۹۴۶ء مجلسِ قانون ساز مسلم لیگ کنونشن سے خطاب میں' تاریخِ ہند کے اس فیصلہ کن موڑ کی نشاندھی کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

''اگر اکھنڈ ہندوستان قائم ہوجائے اور ہندو اس آئین کو تبدیل کرنا چاہیں تو آپ کیا کریں گے' انہیں کون روک سکے گا؟ اگر پانچ یا دس سال کے بعد وہ کہیں کہ ہم جداگانہ طریقِ انتخاب کو ختم کرتے ہیں' تو پھر ان کے ہاتھ کون پکڑے گا؟ وہ روز افزوں طاقتور ہوتے جائیں گے۔ اور آپ اکھنڈ ہندوستان میں کمزور ہوتے جائیں گے اور تمام تحفظات یکے بعد دیگرے نیست ونابود کردیئے جائیں گے۔'' (حوالہ #۲)

قائدؒ کا یہ کس قدر دانشمندانہ اور بصیرت افروز تجزیہ ہے جو تقسیمِ ہند کے بعد' وارد ہونے والے حالات و واقعات کی حرف بہ حرف توثیق کرتا ہے۔

متذکرہ آیہ مبارکہ میں جائے پناہ سے مراد پاکستان ہے۔

قیامِ پاکستان مسلمانانِ ہند کیلیئے زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا تھا۔ پاکستان کا قیام نہ صرف مسلمانانِ ہند کے لئے جائے پناہ بنا۔ بلکہ پورے مشرقِ وسطیٰ، افغانستان اور ایران وغیرہ کو بھی پاکستان کے قدرتی حصار کی بدولت ہندو امپیریل ازم سے تحفظ میسر آیا۔

بالفاظ دیگر پاکستان کو نہ صرف نظریاتی اساس کی بنا پر حصارِ اسلام کی حیثیت حاصل ہے بلکہ جغرافیائی اعتبار سے بھی یہ عالمِ اسلام کیلیئے قدرتی قلعہ کام کررہا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ قائدؒ کو پاکستان کی اس جغرافیائی اور نظریاتی اہمیت کا بخوبی احساس تھا۔ کہ اگر یہ ملک قائم نہ ہوا تو اس کے کس قدر بھیانک نتائج مسلمانوں پر وارد ہوسکتے ہیں۔ اگست ۱۹۴۶ء میں قائد نے دوٹوک اعلان فرمایا کہ پاکستان مسلمانوں کیلیئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔

Digitized by Google

''خواہ ہمیں کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑے ہم پاکستان لیکر رہیں گے،

پاکستان کے بغیر مسلمانانِ ہند تباہ و برباد ہو جائیں گے۔''

قیامِ پاکستان نہ صرف مسلمانانِ ہند کیلیئے مژدہِ جانفزاء لیکر آیا بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی آرزوؤں کا مرکز بن گیا۔

متذکرہ آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ملی نصب العین اور فلاح کو چند باتوں سے مشروط کیا ہے۔ جن پر چل کر حقیقی پاکستان کا خواب پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ مگر اولاد اور مال کی محبت ہماری ملی زندگی میں، ہمارے آڑے آگئی۔ پوری قوم سونے کے بچھڑے کی پجاری بن گئی۔ مال و اسباب کی ہوس نے ہمیں روحانی اعتبار سے اندھا کر دیا۔ ہم خالقِ کائنات سے اپنا تعلق بھول گئے۔ ہمارا ملی کردار گہنا کر رہ گیا۔ اگر ہم پھر سے اپنی اصل کی جانب پلٹیں گے، تقویٰ اختیار کریں گے۔ اور اللہ کی شکر گزار قوم بنیں گے تو متذکرہ آیہ کی روشنی میں وہ ہمیں تین چیزوں سے نوازے گا۔

۱. فرقان (عطا ہوگا) نیکی اور بدی کی تمیز (نظامِ عدل)

(میدانِ بدر کے روز کو بھی یوم فرقان سے تعبیر کیا گیا کیونکہ اس روز اہلِ ایمان اور جو ایمان نہیں رکھتے، کے مابین لائن کھچ گئی۔ دو صفیں بن گئیں۔ اب بھی یہی ہوگا۔)

۲. برائیوں کو اللہ ہٹا دے گا (شفاف نظامِ ریاست اور پاکیزہ و صالح معاشرہ کا قیام)

۳. مغفرت فرما دے گا

آزادی کے وقت سے لیکر آج تک ہمارے ہاں، بدستور، سامراجی دور کا، (غلام قوم کیلیئے) تخلیق کردہ نظامِ ریاست اور قانون رواں دواں ہے۔ انگریز کے تیار کردہ قوم فروش طبقات آج بھی ہم پر جوں کے توں مسلط ہیں۔ ہمارے معاشرے اور نظام میں عدل نام کی کوئی شے نہیں بچی۔ آج یہ اللہ کے نام پر لی جانے والی ریاست ظلم اور نفاق کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ جہاں کسی کے جان، مال اور آبرو کا تحفظ نہیں رہا۔ ہمیں ناشکر گزار قوم ہونے کی سزا مل رہی ہے۔ ہم اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے عہد شکنی اور غداری کے مرتکب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، اگر ہم راستی اور خدا خوفی اختیار کریں گے۔ بلند کرداری صدق اور امانت کو قومی اور انفرادی زندگی میں شعار بنائیں گے۔ تو اللہ ہمارے انفرادی اور قومی زندگی سے ہر طرح کی بد عنوانیاں اور کرپشن ختم کر دیں گے۔ عدل و انصاف کا نظام قائم ہوگا۔ تمام تر معاشرتی امتیازات اور انسانی تفریقیں رفع ہو جائیں گے۔ اللہ کی اس امانت کو جائے پناہ سے جائے امتیاز بنانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

Digitized by Google

لیلۃ القدر اور قیامِ پاکستان

آیئے ہم پہلے قیامِ پاکستان کے روحانی پس منظر کے حوالے سے چند اہم پہلوؤں کا جائزہ لے لیں۔ ان قرآنی تعلیمات اور مرویاتِ رسول اللہ ﷺ سے' اس ریاست کے کردار کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

شبِ قدر کا تعین

اللہ تعالیٰ نے بعض مہینے، دن اور راتیں اپنی خصوصی رحمتوں اور برکتوں کے لئے مخصوص کئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم ترین لیلۃ القدر ہے۔ جس کی قدر و منزلت قرآن و فرامینِ نبوی ﷺ سے عیاں ہے۔

فرمانِ نبوی کی رو سے رمضان المبارک کی **۲۷ ویں شب لیلۃ القدر** ہے۔

طبرانی میں حضرتِ ابنِ عمر سے مروی ہے کہ

التمسوالیة القدر لیلة سبع و عشرین

(مسند الامام احمد بن حنبل، منتخب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال صفحہ ۳۵۱)

لیلۃ القدر کو ستائیسویں شب میں تلاش کریں۔

مسند احمد میں ابنِ عمرؓ سے روایت ہے فرمایا کہ

عن ابنِ عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من کان متحر یھا فلیتحر ھا لیلة سبع و عشرین وقال تحر و ھا لیلة سبع و عشرین یعنی لیلة القدر.

(مسند احمد۔ حدیث نمبر ۴۵۷۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اسے تلاش کرنا چاہیں تو ستائیسویں رات میں تلاش کریں۔ اور کہا اسے ستائیسویں شب میں تلاش کرو' یعنی لیلۃ القدر کو۔ اسی طرح کا مسند احمد' طبرانی میں بھی ایسے دیگر فرمودات دیکھے جا سکتے ہیں۔ ابنِ کعب سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

اخبر نا بھا رسول اللہ ﷺ لیلة سبع و عشرین تمضحا من رمضان

(مسند احمد۔ حدیث نمبر ۲۰۲۴۷)

یعنی رسول اللہ کی خبر کے مطابق شبِ قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔

Digitized by Google

حضورِ اکرم ﷺ نے شبِ قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کا حکم دیا ہے، نیز اس رات کا تعین بھی فرمایا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا کہ یہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے۔

(مزید تفصیل باب آخر بقیہ ۳ پر دیکھیے)

دو اہم روایات

واما الشاهد فما اخرجه مسلم فی صحيحه عن زر بن حبيش انه قال : سالت ابي بن كعب ، فقلت : ان اخاک ابن مسعود يقول : من يقم الحول يصب ليلة القدر فقال : رحمه الله اراد ان لا يتكل الناس اما انه علم انها فی رمضان ، وانها فی العشر الا واخر و انها ليلة سبع و عشرين ، ثم حلف يستثنی انها ليلة سبع و عشرين.

(مرویات ابنِ مسعودؓ جلد اول، باب بیان وقت لیلۃ القدر، صفحہ ۷۱۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود کے نزدیک بھی یہ بات یقین کے درجہ تک ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی ستائیسویں شب لیلۃ القدر ہوتی ہے۔

ایک اور اہم روایت دیکھیے۔

عن عبدالله بن عباس : ان رجلاً اتى النبی صلی الله عليه وسلم فقال : يا نبی الله ، انی شيخ كبير عليل ، يشق علی القيام ، فا مرنی بليلة لعل الله يوفقنی فيها ليلة القدر ! قال : عليک بالسابعة .

(رواہ مسند احمد، جلد ۴ صفحہ ۲۱۵، اسنادا الصحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی وہ ایک بوڑھا بیمار آدمی ہے۔ راتوں کو کھڑا رہنا (قیام اللیل) اس کیلئے مشکل ہوتا ہے۔ اسے کسی ایک رات کے قیام کا حکم فرمائیے، جس میں اللہ تعالیٰ اس کے لیئے شبِ قدر مقدر فرما دے۔ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ

ستائیسویں شب (بیس کے بعد ساتویں) کو پکا کرلو۔

حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ

"شبِ قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے"

(حوالہ #۳W۱)

ان فرامین سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ شبِ قدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہوتی ہے۔

Digitized by Google

شب قدر کی نسبتِ قرآن اور پاکستان

شب قدر کی قدر و منزلت قرآن پاک کی روشنی میں۔

شهر رمضان الذی انزل فیهِ القرآن

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔'' (البقرۃ ۱۸۵)

اس شب میں سورۃ القدر کے بیان کے مطابق نزول قرآن کا آغاز ہوا۔ اس شب کی اہمیت اور عظمت میں سورۃ القدر نازل ہوئی۔ اس شب کی قدر و منزلت کا حقیقی سبب قرآن پاک کا اس رات میں نزول قرار دیا گیا۔ اس شب کو رب العالمین نے قدر و قیمت کے اعتبار سے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا۔ امن اور سلامتی اس رات کا خاصہ ہیں۔ سورۃ الدخان میں اس قدر والی رات کو مبارک شب کی صفت سے بھی متصف کیا گیا ہے۔ اور اس میں نزول قرآن کے حوالے سے بتایا گیا کہ

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ

''ہم نے اسے بہت برکت والی رات میں نازل کیا' ہم تو رستہ دکھانے والے ہیں۔''
(سورۃ الدخان آیت ۳)

(ابنِ کثیر میں ابنِ عباسؓ کا فرمان کے مطابق ''پورا قرآنِ پاک آسمانِ اول سے شبِ قدر میں بیت العزت پر اترا۔ پھر ۲۳ برس رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا)۔ (بحوالہ #۲W۱)

یعنی قرآن فرشتوں کے سپرد کر دیا گیا اور پھر واقعات کے مطابق ۲۳ برس تک رسول اللہ پر نازل ہوتا رہا۔ سورۃ الدخان کی اگلی آیہ میں اس مبارک شب کی ایک اور بڑی صفت یہ بیان فرمائی گئی کہ۔

فِيهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيمٍ (سورۃ الدخان آیت ۴)

''یہ وہ رات ہے جس میں وہ (اللہ) بہت بڑے بڑے حکمت کے فیصلے کر دیتا ہے''۔

عظیم منصوبہ ساز اور خالقِ کائنات' اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنی اعلیٰ منصوبہ بندی اور حکمت عملی کے تحت عالمی تقدیر کے نہایت اہم فیصلے فرماتے ہیں (سورۃ القدر آیت ۴) ان احکام کی تنفیذ حضرت جبرائیلؑ اور دیگر ملائکہ کے ذریعہ عمل میں آتی ہے۔ اس رات میں قیامِ پاکستان کا فیصلہ عظیم خدائی تدبیر کا اظہار ہے۔

Digitized by Google

شب جمعہ اور جمعۃ الوداع

جمعہ اور شب جمعہ کی قدر و فضیلت بھی دینِ محمدی ﷺ میں مسلم ہے۔ شبِ جمعہ کے بعد طلوع ہونے والے دن کو سید الایام کہا گیا ہے۔

جمعۃ الوداع کی رات تکمیل قرآن کی رات ہے۔ اور اسے ایک خاص مقام حاصل ہے۔ شبِ قدر اور شبِ جمعۃ الوداع، یعنی نزول و تکمیلِ قرآن کی راتیں، یکجا ہو کر پاکستان کی شبِ آزادی میں، یعنی ایک ہی رات میں آگئیں۔ اور یہی وہ شب تھی کہ جب ہمارے مقدر کا اعلان ہوا۔

قیامِ پاکستان کا اعلان اور شب قدر

تاج برطانیہ کے آئینی نوٹیفکیشن کے مطابق ۱۵ اگست کی تاریخ آزادی ہند کیلئے مقرر کی گئی۔ جسکے مطابق ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو انڈیا کی دو حصوں میں تقسیم عمل میں آئے گی۔ انڈیا اور پاکستان کے نام سے دو ریاستیں وجود میں آجائیں گی۔ اس آئینی حکم کا اصل انگریزی متن راقم کی کتاب "پاکستان کا جسمانی ظہور" میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے تحت آئینی و قانونی تقاضوں کی بجا آوری کیلئے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو رسمِ تقریبِ آزادی برائے انتقالِ اقتدار' سندھ اسمبلی ہال میں منعقد ہوئی۔ جہاں ایک خصوصی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ جیسا کہ بیان ہوا کہ ۱۵ اگست کی تاریخ پاکستان کے یومِ آزادی کیلئے مقرر کی گئی۔ ۱۴ اور ۱۵ اگست کی درمیانی شب' رات بارہ (۱۲) بجے ہمیں آزادی نصیب ہوئی۔ اسلامی کیلنڈر کی رو سے یہ ۲۷ رمضانِ مبارک ۱۳۶۶ھ کی درمیانی شب تھی۔ جو کہ شبِ قدر اور شبِ جمعۃ الوداع بھی تھی۔ دو انتہائی مبارک ساعتوں میں قیام پاکستان کا اعلان' ٹھیک نصف شب کو ہوا (متذکرہ لیلۃ القدر کے حوالہ سے رات ۱۲ بجے ریڈیو پشاور نے ایک عظیم الشان مسلم مملکت' پاکستان کا قیام' عمل میں آنے کا اعلان کیا۔ اسکے بعد قاری علی تجمل نے سورۃ القدر کی تلاوت و ترجمہ پیش کیا)۔

آزادی وطن کے لئے اس متبرک اور عظیم گھڑی کا انتخاب مسلمانوں سے پوچھ کر نہ کیا گیا۔ اور نہ ہی انگریز نے اسے ہمارے لئے چنا۔ آزادیِ وطن کا یہ کام دن کے وقت بھی ہو سکتا تھا۔ مگر حکمت باری تعالیٰ سے وسط شب میں ہونا قرار پایا۔ قیامِ پاکستان کا اعلان ایسی بابرکت رات، لمحات' ساعت اور ایسے دن میں ہوا کہ اس سے بہتر رات، وقت، ساعت یا دن کا تصور بھی محال ہے۔

ان مبارک لمحات میں' نظریہ کفر و ایمان کی بنا پر عالمی نقشہ پر خطوط ابھرنا کوئی پیدائشی حادثہ نہیں بلکہ انہیں خونِ جگر نے سینچا، اور اسی نے پروان چڑھایا۔

Digitized by Google

اترے زمیں پہ ہم تو زمیں بھی ٹھہر گئی
ہم بھی شریکِ حکمتِ پروردگار تھے

ابھی عید الفطر میں چند روز باقی تھے۔ مگر اس برس رمضان المبارک مسلمانان برصغیر کے لئے اس عید سے قبل ایک بڑی عید کی نوید لے کر آیا۔ جسے حضرت اقبالؒ نے "عیدِ آزاداں" سے تعبیر کیا ہے۔ رات ٹھیک ۱۲ بجے سائرنِ آزادی بجا۔ غلامی کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں۔ ان آزادی کے تاریخی لحات میں مسلمان بارگاہِ خداوندی میں نمدار نظروں سے سجدہ ریز ہو گئے۔ ہر مسلمان پر اس آزادی کی نعمتِ عظمٰی کے حصول پر شادمانی وجد اور سرشاری کی کیفیت طاری تھی۔

مسلمانانِ ہند کے جوش خروش کا یہ عالم تھا کہ شبِ آزادی میں اعلان قیامِ پاکستان کے ہوتے ہی، انہوں نے ایک دوسرے کو سینے سے لگایا۔ مبارک بادیں دیں۔ تکبیر اور پاکستان زندہ باد کے واشگاف نعروں سے ہند کی فضا گونجتی رہی۔ اس شب مٹھائیاں بانٹی گئیں اور خوشیاں منائی گئیں۔

حقیقت میں یہ رات مسلمانانِ برصغیر کے لئے ہزار مہینوں سے بہتر تھی۔ رمضان المبارک کے اس تیسرے عشرے میں ہمیں غلامی کے جہنم سے نجات مل گئی۔ اس رات مسلمانوں کو ایک ایسا محفوظ ٹھکانہ میسر آ گیا تھا۔ جسکے ذریعہ وہ اپنی منزل مراد پا سکتے تھے۔

؎ میری جبیں شوق سے رحمت لپٹ گئی
کیا رات تھی کہ ایک ہی سجدہ میں کٹ گئی

طلوعِ صبح آزادی

رسالت مآب ﷺ کی قرآنِ پاک نے یہ صفتِ حریت بیان فرمائی ہے کہ وہ لوگوں کے کندھوں سے بار ہٹاتے ہیں۔ نبی رحمت ﷺ نے عملاً اپنی حکمت اور جدوجہد سے غلامی کا کلیتاً خاتمہ فرمادیا۔

ویضع عنهم اصرهم والاغلٰل التی کانت علیهم (۷/۱۵۷)

"وہ انسانوں کے طوق وسلاسل اتارنے کے لیئے بھیجا گیا ہے۔ ان کے بوجھ ہلکے کرنے اور ان کے پاؤں سے زنجیریں اتروانے کیلیئے۔"

یہی نہیں آپ ﷺ نے تمام انسانی غلامیوں اور امتیازات سے پاک' مدینہ طیبہ کی ریاست کی بنا ڈالی۔ اور انسانیت کیلیئے آزادی کا عملی رول ماڈل قائم کر کے دکھایا۔

حضرت مسیحؑ پر مقدمہ بھی درحقیقت اسی حریت کی پاداش پر چلا۔ کیونکہ اس وقت قریباً نوے

Digitized by Google

فیصد عوام رومنوں کے غلام تھے۔ نیز بنی اسرائیل کے طاقتور کرپٹ طبقات نے عوام کو' سودی نظامِ معاش میں جکڑ رکھا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس صورتحال کو عملاً چیلنج فرمایا۔ حصولِ آزادی درحقیقت پیغمبرانہ سنت اور جدوجہد ہے۔

آزادی درحقیقت اللہ کی نعمتوں میں' سب سے بڑی' سب سے ارفع نعمت ہے۔ جسکا مثل کوئی دوسری شے نہیں۔ بلاشک مسلمانانِ ہند کو اللہ نے اپنی نعمتِ عظمیٰ سے نوازہ۔ ہمیں اسکی ناشکری کی بجائے قدر کرنا چاہیئے۔ اقبالؒ کے نالوں' قائدؒ کی عزم وایثار 'اور ان لاکھوں شہداء نے ہمیں اس آزادی کی نعمت سے سرفراز کیا' جنہوں نے اس پاک وطن کے حصول کیلیئے سب کچھ لٹا دیا۔ یہ ملک عظیم قربانیوں اور اہلِ درد کے نالوں کا ثمر ہے۔

تقریبِ آزادی

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو یعنی یوم آزادی کی صبح، تقریب آزادی کی سربراہی (صدارت) اور انعقاد، حضرتِ قائدِ اعظمؒ کی بجائے، مغربی پاکستان کے دارالحکومت میں، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مشرقی پاکستان میں' علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کے ہاتھوں ہوا۔ ان صاحبان نے ان تقریبات کی صدارت فرمائی۔ بانیِ پاکستان نے یہ سعادت حاصل نہیں کی۔

قائدِ اعظمؒ کی جانب سے، ان دو معروف اور جید دینی شخصیات کے ہاتھوں' یہ ریاست کی اہم اور اعلیٰ ترین تقریب منعقد کرانا، درحقیقت اس نظریاتی ریاست کی ترجیحات کا اعلان تھا کہ یہاں کونسا نظام قائم کیا جانا ہے۔ قائدؒ نے اس روز یومِ آزادی (۱۵ اگست ۱۹۴۷ء) کو گورنر جنرل آف پاکستان کے عہدے کا حلف اٹھایا۔ حلف برداری کی تقریب گورنر جنرل ہاؤس میں صبح ساڑھے نو بجے منعقد ہوئی۔ لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس سردار عبدالرشید نے قائدؒ سے حلف لیا۔

یوم پاکستان پر قائدؒ کا قوم سے خطاب

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے مبارک دن، پاکستان سب سے بڑی اور خودمختار و آزاد مسلم مملکت کی حیثیت سے عالمی نقشہ پر ابھرا۔ اور قدرت نے ہمیں غلامی کے دوزخ سے نکال کر آزاد فضاؤں کا باسی بنا دیا۔ بانیِ پاکستان' حضرت قائد اعظمؒ نے پاکستان کے یوم آزادی پر ریڈیو پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

اہلیان پاکستان! ''میں انتہائی مسرت اور قلبی احساس کے ساتھ آپ سب کی خدمت میں

Digitized by Google

تہنیت پیش کرتا ہوں۔ **۱۵ اگست** ہماری آزاد وخود مختار ریاست' پاکستان کے وجود میں آنے کا دن ہے۔۔۔آج جمعتہ الوداع ہے' رمضان کے مہینے کا آخری جمعہ آج کا دن ہم سب کیلیئے اس برصغیر کے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے' شادمانی کا دن ہے۔ ہمیں چاہیے کہ آج کے دن تمام مساجد میں ہزاروں مسلمان مجتمع ہوں اور قادرِ مطلق کے حضور عاجزی اور انکساری کے ساتھ سربہ سجود ہو کر اس کی بخششوں اور ابدی رحمتوں کا شکر بجالائیں۔ اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ایک عظیم ریاست بنانے کیلیئے اور ہمیں اس کے اہل شہری بننے کیلیئے اپنی ہدایت ونصرت سے سرفراز کرے"۔ (بحوالہ #۱۷)

پاکستان کا سالانہ تجدیدِ آزادی

پاکستان کا یومِ آزادی (جیسا کہ بیان کیا گیا) ۲۷ رمضان المبارک ہے۔ اس سے زیادہ مقدس لمحات کسی ریاست کو میسر نہیں آسکتے۔ لہذا مقتدر حکمرانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ سامراج سے آزادی کے بعد اس کے غلامانہ نظام اور اسکے کلینڈر سے بھی نجات حاصل کریں۔ بطور مسلمان ان مقدس ساعتوں کا پاس کریں۔ اور پاکستان کا یومِ آزادی ۲۷ رمضان المبارک کو منائیں اور عید الفطر سے قبل اسے **عیدِ آزادی** قرار دیں۔

آزادی کی تمام تر تقریبات شبِ قدر میں اور ۲۷ رمضان کے دن کو ہونی چاہیں۔

شہیدِ پاکستان کا تبصرہ

حکیم محمد سعید شہیدؒ جو سنتِ رسول ﷺ کی پیروی میں' ہجرت کر کے سرزمینِ پاک میں تشریف لائے۔ حکیم صاحب نے ایک عظیم نصب العین کے تحت زندگی بسر کی' اپنی علم ودانش اور فہم وفراست سے اس سرزمین کو منور کیا۔ حکیم صاحب ایک دانا اور دردمند انسان تھے۔ وہ اسلام' نظریہ پاکستان اور بانیانِ پاکستان سے بے انتہا عقیدت واحترام رکھتے تھے۔

حکیم صاحب تمام عمر پاکستان کی نظریاتی اساس کے محافظ بن کر کھڑے رہے۔ اور حتیٰ کہ اس ملک کو اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ یومِ پاکستان کے سلسلہ میں ان کی یہ تحریک رہی کہ پاکستان کا یومِ آزادی' اسلامی کلینڈر کے مطابق 'لیلۃ القدر' کو منایا جانا چاہیئے۔ حکیم سعید شہیدؒ فرماتے ہیں کہ

"یہ عجیب اور حیرت انگیز حقیقت ہے۔ اور کرشمہ الٰہی کہ پاکستان ٹھیک اس دن عالم وجود

Digitized by Google

میں آیا اور منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا کہ جب 27 رمضان المبارک یوم نزول قرآن تھا' بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ 27 رمضان المبارک کا دن پاکستان بنانے کیلئے مقرر تھا۔ ایک دنیا کی عظیم مملکت بے اندازہ قربانیوں اور بے پناہ ایثار اور دیانت دارانہ انسانی جدوجہد کے نتیجہ میں معرض وجود میں آئی تھی۔

یہ نظامِ الٰہی تھا کہ پاکستان ایسے دن قائم ہوا کہ جو تمام عالم اسلام کے نزدیک مبارک و متبرک ہے اور جس کی عظمت و تقدیس میں ہمارا عالم اسلام متفق و متحد ہے۔ درحقیقت اللہ کا یہ بڑا اہم فیصلہ تھا کہ پاکستان قائم ہو اور اس میں حکومت قرآن ہو"۔ (بحوالہ #۱۰W)

حکیم صاحب یومِ پاکستان کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں۔

"افسوس کے ہم نے ایک بار بھی غور نہیں کیا کہ ۲۷ رمضان کا مفہوم کیا ہے اور یومِ نزولِ قرآن کی عظمت کیا ہے اور شبِ قدر کی فضیلت اور برکت کیا ہے۔ ہم پوری غفلت شعاری کے ساتھ عیسوی مہینے اگست کی چودھویں تاریخ کو اپنا یومِ آزادی منانے میں مصروف رہے' اس پر اصرار بھی کرتے رہے اور اپنی اس حرکت پر شرمندہ بھی نہ ہوئے۔ اور اس حقیقت کی تکذیب کرتے رہے کہ علامہ اقبالؒ کا تصور ایک خطہ زمین حاصل کر کے نظریاتی مملکت کا قیام تھا۔ چنانچہ اسلام دشمن نظریات کو اپنے قانون سیاست و معاشرت کی اساس بنا کر روحِ اقبالؒ کو صدمہ پہنچاتے رہے۔" (حوالہ #۱۱W)

پاکستان عالم وجود میں اس لئے آیا تھا کہ یہاں بسنے والے انسان کا فرانہ نظروں اور ان کے استبداد کی زنجیروں سے بندگانِ الٰہی کو آزاد کرائیں گے اور یہاں علم و عالم کی قدردانی کا سامان کیا جائے گا۔ اور علم کی روشنی سے تاریکی کا ہر پردہ چاک کر دیا جائے گا۔

انسان کے شرف اور رتبہ کو پہچانتے ہوئے ' اس کا احترام و اکرام کیا جائے گا۔ اور انسان کی عظمتوں اور نعمتوں کا سامان بھی ہو گا۔ قیامِ پاکستان کا ان مقدس لیلۃ القدر کی' قرآنی رات کے لمحات میں قیام' درحقیقت پاکستان میں ایک قرآنی ریاست کے قیام کا واضح الٰہی اشارہ بھی ہے۔

حکیم محمد سعیدؒ صاحب کا یہ بھی کہنا تھا کہ قیامِ پاکستان درحقیقت نظام قرآنی کا ربانی اشارہ تھا۔ تا کہ انسان' انسان کی غلامی سے نکل کر رب کی غلامی میں آ جائے۔ اس ریاست کو اس لئے وجود بخشا گیا کہ انسان کی گردن میں جو ابلیسی قوتوں کے طوق ہیں اور جن زنجیروں میں اسے جکڑ گیا ہے' انہیں کاٹ کر پھینک دیا جائے۔

Digitized by Google

بھارت کا یوم آزادی

ہندو پنڈتوں کا اعلان

انگریز حکمرانوں نے بھارت کو پہلے آزادی کی پیش کش کی۔ چونکہ وہ بڑا ملک ہے، لہٰذا وہ پہلے آزاد ہو۔اور پاکستان بعد میں منصۂ شہود پر آئے۔ ہندوؤں کے مذہبی پیشواؤں (جوتشیوں اور پنڈتوں) نے زائچے کھینچ کر آزادی ہند کیلیئے مقررہ ان اوقات کو ہندوؤں کے حق میں نحس اور آزادیِ ہند کیلیئے منحوس قرار دیا۔ لہٰذا ۱۴ اگست کو بھارت کی آزادی کیلیئے رسمی تقریبات نہیں ہوئیں۔ بھارتی نیتاؤں نے پہلے آزادی لینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ پہلے ۱۴ اور ۱۵ کی درمیانی شب کو رات کے بارہ بجے تاریخ نئی کروٹ لی اور پاکستان کے منصۂ شہود پر آنے کا اعلان ہوا۔ جبکہ بھارت کو آزادی ۱۵ اگست کی صبح کو دی گئی۔ (اس کی تفصیل نواب صدیق علی خان کی کتاب ''بے تیغ سپاہی'' صفحہ ۳۵۷ پر دیکھی جا سکتی ہے۔)

بھارت کی تقریباتِ آزادی

بھارت کا یوم آزادی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء ہے۔ بھارت کو ۱۵ اگست کی صبح آٹھ بجے آزادی حاصل ہوئی۔ پاکستان کی آزادی سے آٹھ گھنٹوں کے بعد۔ (حوالہ #۱۱pw)

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کی صبح ساڑھے آٹھ (۸:۳۰) بجے' ایک پر رونق اور پر وقار تقریب میں آخری وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے بھارت کے پہلے گورنر جنرل کا حلف اٹھایا، بھارتی جسٹس کانیا نے حلف لیا۔ اس موقع پر لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور لیڈی لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو سنہری تخت پر حکمرانی کیلیئے بٹھایا گیا۔ تقریب کی فضا مسلمان مخالف ''بندے ماترم'' کے ترانوں سے گونج اٹھی۔ اس کے بعد لارڈ ماؤنٹ بیٹن خصوصی سواری کے ذریعے کونسل ہاؤس پہنچا۔ تمام راستے اور ہال میں ''پنڈت ماؤنٹ بیٹن کی جے'' کے نعرے گونجتے رہے۔ اس ضمن میں کیمبل جانسن کی کتاب ''عہد لارڈ ماؤنٹ بیٹن' ایک مفید مطالعہ ہے۔ (دیکھیئے صفحہ ۱۸۴' ۱۸۳)

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء یوم آزادی بھارت پر ہندوستانی دستور ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ آپ کے دلوں میں پیدا ہونے والی آزادی کی خوشی مدھم پڑ گئی ہے۔ کیونکہ یہ متحدہ ہندوستان کی صورت میں حاصل نہیں ہوئی۔ تقسیم کے

Digitized by Google

دکھ نے آج کی خوشی کو کافی حد تک مدھم کر دیا ہے''۔ (بحوالہ #۱۲w۱)

اس بیان سے آخری وائسرائے کے دل میں مسلمانوں سے عناد اور اس کی ذہنی مایوسی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کے اہم ترین راہنما سردار پٹیل نے یہ پیشن گوئی کی کہ کرم خوردہ ریاست 'پاکستان' کا چھ ماہ سے زیادہ قائم رہنا ممکن ہے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور برہمن قیادت کو ایک مردِ آہن کے عزم کے آگے ڈھیر ہونا پڑا۔ اب اس سلسلہ میں برطانوی حکمرانوں کا رویہ ملاحظہ کیجئے۔

تقسیمِ ہند کے سلسلہ میں' برطانوی وزیر اعظم ایٹلی سے جب BBC کے معروف صحافی Mark Tully نے جب یہ استفسار کیا کہ اسے زندگی میں سب سے زیادہ مشکل کس شخص کے سامنے پیش آئی۔

"Who was the most difficult man, he had ever dealt with in his life, the name Jinnah Sprang to Attlee's lips without a moment's hessitation. (بحوالہ #۱۳w۱)

تو ایٹلی کے لبوں سے بے ساختہ اور بلا ہچکچاہٹ جناح کا نام نکلا۔ وجہ یہ تھی کہ یہ قائدؒ ہی کی ذات تھی جس نے ایٹلی کے منصوبوں کو خاک میں ملایا۔ تاریخ ہند کے اس اہم موڑ پر ایٹلی اور برطانوی سامراج برِ صغیر کو متحدہ سلطنت کے طور پر آزاد کرنا چاہتے تھے۔ جناحؒ نے یہ ثابت کیا کہ یہ خواب ممکن ہی نہیں۔

برطانوی لیبر پارٹی جو تقسیمِ ہند کی شدید مخالف تھی۔ اور اس کے نہایت قریبی تعلقات کانگریس اور ہندو قیادت کے ساتھ استوار تھے۔ انہیں چار و نا چار تقسیمِ ہند کے فارمولا کو قبول کرنا تو پڑا۔ مگر دل سے اس تقسیم پر راضی نہ تھے۔ قائدؒ کی زیرک اور با نظر قیادت کے سامنے وہ بے بس تھے۔ قدرت کی خصوصی تائید ہمارے شاملِ حال رہی۔ برطانوی وزیرِ اعظم ایٹلی کا دارالعلوم سے خطاب اس کے ذہن و فکر اور اس کی دلی تمنا کی ترجمانی کرتا ہے۔

''مجھے پورا یقین ہے کہ تقسیم باقی نہیں رہے گی۔ اور جن دو نئی مملکتوں کو ہم اس وقت قائم کرنے کی تجویز پیش کر رہے ہیں۔ وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دوبارہ ایک ہو جائیں گی''۔ (حوالہ #۱۴w۱)

جس خطہ میں اس قدر مذہبی شدت پسندی اور جنون نے سر اٹھا رکھا ہو۔ جہاں چھوٹے اور کمزور فریق کو نگلنے کے ارادے سامنے ظاہر ہوں۔ وہاں انصاف اور اتحاد کی توقع خام خیالی ہی ہو سکتی ہے۔ اس شدت پسندی اور منافرت کا بھرپور اظہار تقسیم ہند کے موقع پر دیکھنے میں آیا اور اس کے بعد ۱۹۹۰ء کے اوائل میں دیکھا گیا۔ جب انتہا پسند ہندوؤں نے نام نہاد ڈرامہ رچا کر بابری مسجد کو شہید کر ڈالا۔ تقسیمِ ہند کے بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ بانیانِ پاکستان کا موقف بالکل درست تھا۔

Digitized by Google

عظیم نصب العین اور ملتِ ہند

اقبالؒ اور قائدؒ نے جب مسلمانانِ ہند کو' خوابِ غفلت میں جھنجھوڑا ' انہیں ملتِ ہند کے سر پر منڈلاتے سنگین خطرات سے متنبہ کیا۔تو اس صورتحال میں ان کی آواز صورِ اسرافیل کی تاثیر لیئے ہوئے ابھری۔سوئی ہوئی قوم نے کروٹ لی اور ایک بیداری کی لہر پورے ہند کے مسلمانوں میں سرائیت کرگئی۔

ملتِ ہند تمام عصبیتیں ترک کر کے نظریہ اسلام پر متحد و یکجان ہوگئی۔اور ایک عظیم نصب العین' نظریہ اور فکر کا پرچم تھام کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔یہ وہ فکر تھی جسے چودہ سو برس قبل ان کے پیغمبر علیہ السلام لیکر آئے تھے۔اس موقع پر پیدا ہونے والے قوم میں اتحاد کی تاریخ سلام میں نظیر نہیں ملتی۔

یہ مسلم قیادت کا بہت بڑا کرشمہ تھا کہ جنہوں نے مسلم ملت کی خوابیدہ امنگوں کو زباں بخشی اور ان میں ایک ایسا ولولہ اور جوش پیدا ہوا کہ جس نے ناقابلِ یقین کو یقین میں بدل ڈالا۔کل تک جس سرزمین پر یونین جیک لہراتا تھا۔انگریز بہادر کا سکہ رواں دواں تھا۔اب وہی سرزمین چاند تارے والے سبز ہلالی پرچم کو لہراتا دیکھ رہی تھی۔

برسوں کے بعد پھراڑے پرچم ہلال کے

پاکستان کا مقصدِ قیام

قیامِ پاکستان سے چند روز پیشتر' اواخر جولائی ۱۹۴۷ء کی بات ہے۔جب قائدؒ قیامِ پاکستان کے امور سلجھا رہے تھے۔اس وقت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ قائدؒ سے ملاقات کیلئے انکی رہائش گاہ ۱۰ اورنگزیب روڈ دہلی تشریف لائے۔ان کی قائدؒ کے ساتھ گفتگو کچھ اس طرح سے ہوئی۔

علامہ عثمانی : ''آپ کو قیامِ پاکستان مبارک ہو۔

قائدِ اعظم : مبارکباد کے مستحق تو آپ لوگ ہیں جنہوں نے تحریکِ پاکستان کو کامیاب کرنے میں بھرپور جدوجہد کی۔

علامہ عثمانی :اب جبکہ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان بن رہا ہے آپ یہ فرمائیں کہ پاکستان میں آئین کونسا ہوگا؟

قائدِ اعظم :'' پاکستان میں قرآنی آئین ہوگا۔میں نے قرآنِ پاک مع ترجمہ پڑھا ہے اور میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ قرآنی آئین سے بڑھ کر کوئی آئین

Digitized by Google

نہیں ہوسکتا۔ میں نے مسلمانوں کا سپاہی بن کر پاکستان کی جنگ جیتی ہے۔ قرآنی آئین کا ماہر میں نہیں، آپ اور آپ جیسے علماء ہیں۔ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ آپ دوسرے علماء کے ساتھ' سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنے نئے ملک پاکستان کے لئے قرآنی آئین کا مسودہ تیار کریں۔'' (بحوالہ #۸W۱)

علامہ عثمانیؒ قائد کے نمازِ جنازہ کے موقع پر اپنے درد انگیز خطاب میں قائدؒ کا تصورِ پاکستان اس طرح بیان فرمایا۔

''پاکستان بنا تو انہوں (قائدؒ) نے مجھ سے فرمایا ''مولانا پاکستان صحیح معنوں میں ایک اسلامی جمہوری ملک ہوگا۔ جس میں ہر شخص کو ابھرنے اور ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہوں گے۔ شریعت کا بول بالا ہوگا۔'' (بحوالہ #۹W۱)

(علامہ عثمانیؒ نے بعد ازاں ایک اسلامی آئین کا خاکہ اور مسودہ قائدؒ کے کہنے پر بڑی تگ ودو سے تیار کرایا۔ مگر قائد کی وفات کے بعد مفاد پرست ٹولا جنہیں قائدؒ نے کھوٹے سکوں سے تعبیر کیا تھا، اسکی راہ میں رکاوٹ بنا۔ اسکی تفصیل حصہ دوم اور سوم میں ملاحظہ فرمایئے۔)

لائے ہیں طوفاں سے ہم کشتی نکال کے

آزادی قربانی اور خون کا قصاص طلب کرتی ہے۔ ہم نے اس کیلیئے تاریخِ انسانی کی سب سے بڑی قیمت چکائی۔ یہ ملک تاریخ کی عظیم قربانیوں کا ثمر تھا۔ اس ریاست کی تخلیق میں مسلمانانِ ہند نے نبی ﷺ کی سنت کی پیروی میں ہجرت نبوی ﷺ کا اعادہ کیا۔ اور اس طرح تاریخ کی ایک عظیم ہجرت عمل میں آئی۔

ہے ترکِ وطن سنتِ محبوبِ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

اقبالؒ

تقسیمِ ہند کے اعلان کے ساتھ ہی فرقہ ورانہ کشیدگی بڑھتی چلی گئی۔ اس مرحلہ پر برائی کی قوتوں کو بے لگام چھوڑ دیا گیا۔ کشت وخوں کا وہ بازار گرم ہوا کہ الامان والحفیظ۔ مشرقی پنجاب کی سرزمیں مسلمانوں کے خوں سے سرخ ہوگئی۔ یہ تقسیم کی قیمت تھی جو ادا کرنا پڑ رہی تھی۔ لاہور کے ریفیوجی کیمپ میں زندہ لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ ان خونی مناظر کے دیکھنے پر مسلمانوں کے دلوں پر دڑاڑیں پڑ گئیں۔ بھارت کے سیکولرازم کا اس کی پیدائش پر ہی بھانڈہ پھوٹ گیا۔ ہندو مسلم یکجہتی کا پرچارک'

Digitized by Google

مسلمان بھی یہ منظر دیکھ کر اس لمحے ایک پکا اور سچا مسلمان ہو گیا۔ اور اپنے دین وملت پر فخر کرنے لگا۔ سب کو معلوم ہو گیا کہ پاکستان ہی ہماری واحد پناہ گاہ ہے۔

اس وقت کے بی بی سی کے برِصغیر میں نمائندہ صحافی، جن کا انٹرویو تقسیم ہند پر بننے والی مشہور ڈاکومنٹری End of Empire میں نشر کیا گیا۔ اس کی رپورٹ کے مطابق مغربی پاکستان سے ملحقہ خطوں سے آنے والے مہاجرین زبردست خوں ریزی کا شکار ہوئے۔ دس لاکھ سے زائد نفوس ان خونی فسادات کی نذر ہوئے۔

لاہور پہنچنے والی ٹرینوں میں مسلمانوں کے مردہ اجسام اور بے دردی سے کٹے خواتین کے برہنہ اجزاء بکھرے پڑے تھے۔ ایک قیامت تھی جو گزر رہی تھی۔ یہ کفار کے 'اس نومولود' ریاست کی خیر سگالی کے تحائف تھے۔ مہاجرین کے قافلوں میں بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کو تو سکھ اور ہندو بے دردی سے قتل کر ڈالتے۔ مگر جوان مسلم خواتین کو اٹھا کر ساتھ لے جاتے رہے۔ ماؤں بہنوں کی عصمتیں ان کے والدین، بھائیوں اور دیگر لواحقین کے سامنے تار تار کی گئیں۔ مشرقی پنجاب کے شہروں میں پردہ نشیں مسلم خواتین کے برہنہ جلوس نکالے گئے۔ ایک لاکھ کے قریب مسلم خواتین کو اغوا کیا گیا۔ ان میں سے پچاس ہزار (ریکارڈڈ) آج تک ہندوؤں اور سکھوں کے گھروں میں ہیں۔

بھارتی نیتاؤں نے انتہا پسند مسلم کش تنظیموں کو کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔ جن میں RSS، جن سنگھ، ہنومان سینا (فوج) اور دیگر خالصہ گروپ بے حد متحرک تھے۔ انہوں نے ناحق خونِ مسلم سے ہولی کھیلتے ہوئے انہیں محض مسلمان ہونے یعنی اللہ پر ایمان کی پاداش میں ظلم وجبر کا نشانہ بنایا گیا۔

دیہاتوں کو ہی نہیں، شہری علاقوں کو بھی بدترین مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ پہاڑ گنج، قرول باغ، باڑہ ہندوراؤ، سبزی منڈی اور دلی کے بیشمار حصوں میں ''کالی ماتا'' کو مسلمانوں کے خون کی بھینٹ دی گئی۔ مسلمانوں کو ان کے گھروں میں محصور کر کے آگ لگانے کے سانحات بھی پیش آئے۔

لائے ہیں، طوفاں سے ہم، کشتی نکال کے
رکھنا، میرے بچو، تم اسے سنبھال کے

دوسری طرف مسلم زعماؤں نے اس سنگین صورتحال میں بھی اسلام کی تعلیمات کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اقلیتوں کی حفاظت کیلئے ہر ممکن اقدام کیا۔ ۳۰ اکتوبر کو یونیورسٹی سٹیڈیم لاہور میں خطاب کرتے ہوئے قائدؒ نے فرمایا۔

''اسلام ہر مسلمان کا فریضہ قرار دیتا ہے کہ وہ اپنے ہمسایوں اور اقلیتوں کو پوری پوری

Digitized by Google

حفاظت کرے، خواہ ان کا عقیدہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے اس کے باوجود ہمیں یہاں اقلیتوں کا پورا پورا تحفظ کرنا چاہیئے۔ اور ان کے دل میں اس حفاظت کی طرف سے، کامل اعتماد کرنا چاہیئے۔ ہمارا یہی رویہ ہمارے لیئے باعثِ عزت اور وجہ افتخار ہونا چاہیئے۔" (بحوالہ #١٦W١)

تاریخ ساز ہجرت

ڈیڑھ کروڑ سے زائد نفوس اپنا گھر بار چھوڑ، بے سروسامانی کے عالم میں، غریب اور معاشی طور پر نہایت پسماندہ خطہ پر نومولود ریاست، پاکستان میں لٹتے پٹتے پہنچے۔ کیونکہ یہ سرزمین مسلمانانِ ہند کی آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل کی سرزمین تھی۔

بزدل دشمن نے اخلاقی وسیاسی محاذ پر اپنی شکست کی خفت نہتے مسلمانوں کے خوں سے مٹانا چاہی۔ جیسا کہ بیان ہوا کہ تاریخ کے اس نازک مرحلہ پر مسلمانانِ ہند نے لازوال قربانیوں کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ تاریخِ انسانی میں، کسی ریاست کی تخلیق کیلیئے انسانوں کا اتنا عظیم، جانی ومالی قصاص کبھی ادا نہیں کرنا پڑا۔

ہفت روزہ تکبیر کے مدیر اور ممتاز صحافی، صلاح الدین مرحوم نے ۲۷ رمضان المبارک کے پسِ منظر میں تشکیلِ پاکستان کے موقع پر، اپنی اس روحانی ہجرت کا بڑے دلکش انداز میں نقشہ کھینچا ہے۔ جو انہوں نے اپنے اہلِ خانہ کے ہمراہ کی۔ اصلاح الدین مرحوم نے اس شبِ آزادی میں ہندوستان کے مسلم اقلیتی صوبوں میں مذہبی جوش خروش اور اس رات میں اعلانِ پاکستان کی دلنشیں منظر کشی کی ہے۔ جس میں فرطِ مسرت اور شکر کے جذبات جوبن پر دکھائی دیتے ہیں۔ ان تاریخی لمحات اور اس شبِ قدر کی روحانی فضاء میں ہر مسلمان پر سرشاری اور وجد کی کیفیت طاری تھی۔ مسلمانوں کی ایک دوسرے کیلیئے فقط حلاوت ہی حلاوت تھی۔

صلاح الدین مرحوم کے بیان کے مطابق، مسلمان عیدِ آزادی کی اس مقدس رات میں بارگاہِ خداوندی میں سجدہ شکر بجالائے۔ ایک دوسرے کو سینے سے لگایا۔ انہوں نے آزادی کی ان عوامی تقریبات کا ایک روحانی فضاء اور ماحول میں، اس وقت کا ایک خوبصورت منظر کشی کی ہے۔ جس سے مسلمانوں میں اس وقت کے جوش وخروش ولولہ اور جذبہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ نیز قیامِ پاکستان کے تاریخی لمحات میں انہوں نے اس ملک کیلیئے اپنی ہجرت کے مصائب بیان کیئے ہیں۔ اور پھر بتایا کہ وہ اور دیگر مسلمان مہاجرین کن سفری آزمائشوں اور مفلوک الحالی میں اپنی تمناؤں کی سرزمین، میں وارد ہوئے۔ انصارِ پاکستان نے اپنے ان بھائیوں کا زبردست اور والہانہ خیر مقدم کیا۔ (صلاح الدین صاحب کے متذکرہ مضمون کو ہفت روزہ تکبیر نے اپنی متعدد اشاعتوں میں نشر کیا ہے۔)

Digitized by Google

سرزمینِ پاک کی سرحد کے قریب پہنچنے کی واقعہ نگاری وہ ان خوبصورت الفاظ میں فرماتے ہیں۔

''پاکستان اور بھارت کے درمیان باریک سی سرحدی لکیر کے اندر پاکستانی علاقے میں واقع ریت کی یہ ڈھیری۔ آزاد سرزمین پر میری پہلی سجدہ گاہ تھی، سجدہ کی اجازت تو مجھے ہند میں بھی تھی، مگر اس میں اور میری نئی سجدہ گاہ میں وہی فرق تھا جسے اقبالؒ نے اس شعر میں بڑی خوبی سے واضح کیا ہے۔،،

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

(بحوالہ #۱۵W۱)

جیسا کہ پہلے بھی تذکرہ آیا کہ سرزمینِ پاکستان برِصغیر کا غیر ترقی یافتہ اور پسماندہ ترین خطہ تھا۔ اس علاقہ کے عوام شدید معاشی تنگدستی کا شکار تھے۔ تقسیمِ ہند کے موقع پر انتہائی کسمپرسی کی حالت میں بھی، یہاں کے غیور مسلمانوں نے، مہاجرین کے لئے رہائش اور ادویات وغیرہ کا انتظام کیا گیا۔ خصوصاً سندھ اور پنجاب کے سرحدی مقامات، جہاں کے مقامی باشندوں نے اپنے ان بے سروسامان آنے والے بھائیوں کا والہانہ استقبال کیا۔ ان متاثرین کی تواضع میں کوئی کسر نہ رکھی۔ دیگیں پکائی گئیں، ان کے کھانے کا، ان کی رہائش کا، اور دیگر امور کا اہتمام کیا گیا۔ ان کی ضیافت اور استقبال نے انصارِ مدینہ کی یاد تازہ کردی گئی۔

اس کیفیت اور ان حالات میں ہر شخص سود و زیاں سے گزر گیا، ہر کوئی اس پر شاداں تھا کہ اسے اپنی آزاد ریاست پاکستان کی صورت میں مل گئی ہے۔

چھوٹ کر ہم کو قفس سے آشیانہ مل گیا
مضطرب تھا ذوقِ سجدہ، آستانہ مل گیا

پاکستان حصارِ سلام

تمام عالمِ اسلام کی امیدوں اور امنگوں کا مرکز، ایک اسلامی ریاست، پاکستان کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی۔ جو کہ تمام عالمِ اسلام کے لئے رحمت خداوندی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کیلئے یہ ملک مرکزِ امید بنا ہوا ہے۔ (اس سلسلہ میں آگے چل کر مزید گفتگو ہوگی۔) اس حقیقت کو عالمِ اسلام کا ہر صاحبِ بصیرت سمجھتا ہے۔ مفتی اعظم فلسطین سید آمین الحسینیؒ نے تخلیقِ پاکستان پر ''اخوان المسلمین'' کے ایک اجلاس میں فرمایا تھا کہ

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں فلسطین کے بدلے میں پاکستان کا خطہ عنایت کیا ہے''۔ (بحوالہ #۱۷W۱)

Digitized by Google

نوید پاکستان

پاکستان کے قیام سے متعلق مسلمانان ہند کی غیر معمولی اکابر شخصیات کے فرمودات یہاں نقل کیے جا رہے ہیں۔ ان صاحبان کی بصیرت و فراست کو سلام، جنہوں نے تقسیمِ ہند سے قبل کے انتہائی مخدوش حالات میں، جب اس ریاست کا تصور محال تھا، اس کی پیش بینی فرمائی۔

اقبالؒ کا الہام پاکستان

خطبہ الہ آباد میں حضرت اقبالؒ نے فرمایا تھا کہ

''میری چشمِ بینا دیکھ رہی ہے کہ شمال مغربی ہندوستان میں ایک الگ خطہ زمین قائم ہوگا جہاں مسلمان اپنے بزرگ و برتر کے احکامات اور سرورِ کائنات حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں گے۔'' (بحوالہ #۱۹۳۱)

قائدؒ نے مسلمانانِ ہند کے تحفظ کیلیے اپنے مشہور چودہ نکات پیش کیے تو اس کے جواب میں پنڈت نہرو نے اقبالؒ کے شہر لاہور میں، کانگریس کی جانب سے ایک بڑا جلسہ عام منعقد کیا۔ جس میں مسلمانوں کے تمام پہلے سے تسلیم شدہ حقوق (علیحدہ حق خود ارادیت، علیحٰدہ قومیت) سمیت سب مطالبات رد کر دیئے۔ اس جلسہ کا آغاز اقبالؒ کے ترانے سے کیا گیا۔

''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا''

اقبالؒ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو وہ اس پر مسکرائے اور فرمایا کہ ان کو، کوئی شے ان کی پسند بھی آئی تو وہ بھی زمانہ جاہلیت کی۔ علامہؒ نے اگلے ہی برس اس کے جواب میں نہرو کے شہر الہ آباد میں مسلم لیگ کے جلسہ کا انعقاد کیا۔ اپنے مشہور خطبہ، خطبہ الہ آباد پیش کیا۔ جس میں مسلمانوں کی شمال مغربی ہند میں مسلم ریاست کی خبر دی۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت علامہ نے ۱۹۳۱ء کے خطبہ آلہ آباد میں قیام پاکستان کی نوید دی۔

Digitized by Google

"میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دیا جائے۔ شمال مغربی برصغیر میں مسلم ریاست کا قیام مسلمانوں کا مقدر بن چکا ہے" (بحوالہ #۲۰۱)

علامہ اقبالؒ نے اپنی بصیرت والہام کی بنا پر یہ دعوٰی کیا کہ "اب اس ملک کے قیام کو کوئی نہیں روک سکتا اور یہ مسلمانوں کا مقدر بن چکا ہے۔"

حضرت علامہ نے یہ بات اس وقت کی جب کسی کو تصور بھی نہیں تھا کہ پاکستان کیلئے مطالبہ ہو سکتا ہے۔ معنی خیز بات یہ ہے کہ علامہ اقبالؒ نے اس بیان میں واشگاف الفاظ میں کہا کہ اس ریاست کا قیام مقدر ہو چکا ہے۔ علامہؒ Destiny کے الفاظ استعمال فرمائے۔ یعنی یہ لازماً بن کر رہے گی۔ یہ غیر معمولی بات ہے اعلیٰ وجدان اور بصیرت کی آئینہ دار 'الہامی کیفیت کی عکاس ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اقبال کے نشاندہی کردہ اسی خطہ میں انکی وفات کے قریباً دس برس کے بعد پاکستان وجود میں آ جاتا ہے۔

نواب بہادر یار جنگؒ کی نوید

نواب صاحب اپنے زمانہ کے لاثانی خطیب، عالم اور ایک قلندر اور مجاہدوں کی صفات کی حامل شخصیت تھے۔ جنہوں نے مسلمانانِ ہند اور اسلام کی اشاعت وتبلیغ میں، عظیم خدمات انجام دیں۔

نواب صاحب نے ایک غیر مبہم اور ایک مثالی اسلامی فلاحی ریاست (پاکستان) کا تصور دیا۔

نواب بہادر یار جنگؒ نے نوید پاکستان دی۔ زندگی نے ان سے وفا نہ کی، وہ اپنی اس خوابوں کی سرزمین کو اپنی نگاہوں سے اسے بنتا نہ دیکھ سکے ۱۹۴۳ء میں کراچی میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کے اختتام پر قائدؒ کی درخواست پر آپ خطاب کے لئے تشریف لائے۔ قیام پاکستان کی جو نوید دی اور جس کی تصدیق قائدِ اعظمؒ نے کر دی۔ وہ نواب صاحب کے اپنے ہی الفاظ میں سن لیجئے۔

(یہ بات بہادر یار جنگؒ نے جامع عثمانیہ حیدر آباد (دکن) میں شعبہ دینیات کے پروفیسر مولانا محمد علی کو اپنے ایک خط مرقومہ ۱۸ اپریل ۱۹۴۴ء میں لکھی تھی۔)

"آخری اجلاس کی تقریر میری وہ پیشن گوئیاں تھیں۔ لیگ کے پلیٹ فارم سے اللہ نے میری زبان سے اعلان کروایا کہ

Digitized by Google

انشاء اللہ پاکستان بنے گا۔ وہاں کا دستور، الٰہی دستور اور وہاں کی حکومت' قرآنی حکومت ہوگی اور سب سے بڑھ کر قابل مسرت بات یہ ہے کہ جب میں دورانِ تقریر اس مقام پر پہنچا تو قائداعظمؒ نے زور سے اور بڑے جوش سے میز پر مکہ مار کر' مجھ سے اردو زبان میں فرمایا۔

''تم بالکل درست کہتے ہو''

اور میں نے فوراً اعلان کر دیا کہ قائداعظمؒ سے میرے قول پر سندِ تصدیق مل گئی''۔

(بحوالہ #۲۱W۱)

ان کا یہ شاہکار خطاب دسمبر ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے انیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی میں تھا۔ جس میں انہوں نے مثالی اسلامی فلاحی ریاست کا نہایت جامع اور خوبصورت تصور دیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے قدرت ان کے اس آخری عوامی خطاب میں پاکستانیوں کو ان کی ملی اور قومی زندگی کا منشور عطا کر رہی ہے۔ اور جیسے نواب صاحبؒ بھی جانتے تھے کے اب ان کی مسلمانانِ ہند سے جدائی کی گھڑی آ چکی ہے۔ بہر کیف اس خطاب پر مختار مسعود صاحب نے اپنی معرکۃ الآ راء تصنیف ''آواز دوست'' میں شاندار تبصرہ کیا ہے۔ اب ذرا نواب صاحب کے خط کے حوالے سے ان کے خطاب کا متذکرہ حصہ یعنی اصل متن بھی ملاحظہ فرمائیے۔

کراچی کے منعقدہ مسلم لیگ کے متذکرہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے نواب صاحب فرماتے ہیں۔

''ہم پاکستان اس لیئے چاہتے ہیں کہ وہاں قرآنی نظامِ حکومت قائم ہو، یہ ایک انقلاب ہوگا، یہ ایک نشاۃِ ثانیہ ہوگی، یہ ایک حیاتِ نو ہوگی۔ جس میں خوابیدہ تصوراتِ اسلامی ایک مرتبہ پھر جاگیں گے اور حیاتِ اسلامی ایک مرتبہ پھر کروٹ لے گی۔

پلاننگ کمیٹی آپ کیلیئے جو دستوری اور سیاسی نظام مرتب کرے گی، اس کی بنیادیں کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ پر ہوگی۔ سن لیجیئے اور آگاہ ہو جائیئے کہ جس سیاست کی بنیاد کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ پر نہیں

Digitized by Google

ہے، وہ شیطانی سیاست ہے۔ اور ہم ایسی سیاست سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔"

قائدِ اعظمؒ نے زور سے اور بڑے جوش سے میز پر مکا مار کر فرمایا:

"بالکل درست کہتے ہو"

(اس ردِ عمل پر نواب صاحبؒ نے فرمایا)

"حضرات ! لیجیئے قائدِ اعظمؒ نے میرے اس قول پر مہرِ تصدیق ثبت کردی۔"

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی بصیرت

پاکستان قائم ہونے سے تقریباً ایک سال پیشتر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے لاہور کانفرنس کے موقع پر خطبہ صدارت میں پاکستان کے بارے میں ایک پیشن گوئی فرمائی کہتے ہیں

"ہمارا عقیدہ ہے کہ تقدیر نے ہمیں پاکستان کے تحفظ کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور یہ چیز آئندہ نسلوں کو ورثہ میں ملے گی۔ امروز شاید ہمارا مذاق اڑائے لیکن ہماری آنکھیں صبحِ فردا کے اس دلفریب خندہ کا نظارہ کر رہی ہیں۔ جسکے پردہ سے ہماری کامرانیوں کا مہرِ منیر طلوع ہوگا۔

اس صبحِ امید کی نمود تک ہم نومیدیوں کی شب تار کو اپنی قربانیوں کے نور سے روشن رکھیں گے اور اسلام کے سچے فرزند کی طرح ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے۔" (حوالہ #۲۳)

ایک اور موقع پر علامہ فرماتے ہیں کہ

"ہمارا تو یقین ہے کہ انشاء اللہ پاکستان کے ذریعہ ہی تمام اسلامی مملکتوں کا اتحاد اور خلافتِ اسلامیہ کا قیام عمل میں آئے گا۔" (بحوالہ #۲۲W1)

Digitized by Google

رسالت مآب ﷺ کے روحانی تصرفات

ذرا غور کیجئے کہ تحریکِ پاکستان کے دن تھے۔ وسیع وعریض خطہ برِ صغیر' جہاں سینکڑوں بولیاں بولنے والے افراد اور نسلیں آباد ہیں۔ جہاں موسم علاقوں نسلوں، ثقافت اور تہذیب کا بے پناہ تغیر پایا جاتا ہے۔ جو کہ کہنے کو برِ صغیر ہے حقیقتاً ایک براعظیم ہے جسکی آبادی بڑے بڑے برِاعظموں سے زائد ہے۔ محمود غزنوی جب یہاں آیا تو اس وقت یہاں سو راجدھانیاں تھیں یعنی سو حکومتیں۔ اس گھمبیر اور الجھے ہوئے مسائل والے خطہ میں، جب اسلام کے نام پر ایک تحریک، قیامِ پاکستان کیلئے چلتی ہے تو تاریخِ اسلام کا عظیم ترین اتحاد بین المسلمین وجود میں آتا ہے۔ بنگال و آسام سے لیکر سندھ تک تمام مسلمان، یک زبان لبیک کہتے ہوئے نکل پڑتے ہیں۔ اپنی زبانوں، نسلوں، علاقوں اور ثقافتوں کا سوچے بغیر۔ اور ایک ایسے قائد کے نیچے مجتمع ہوتے ہیں۔ جو نہ ظاہراً ان کے لباس میں ملبوس ہے 'نہ ان کی زبان میں تقریر کرتا ہے۔ اور روایتی مذہبی پسِ منظر کے برعکس، کلین شیو ہے۔ ایک ان پڑھ دیہاتی بھی ہمہ وقت اس کے حکم کا منتظر دکھائی دیتا ہے اور ہر شہر سے آنے والے سے پوچھتا ہے کہ ''بابے نے کیہ حکم دِتا اے'' قائدؒ کے انگریزی خطاب 'عام ناخواندہ عوام' پورے انہماک سے سنتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ شخص ہمیں دھوکہ نہیں دے گا۔ یہ بک نہیں سکتا۔ یہ جو کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ مسلمانانِ سندو ہند کا یہ غیر معمولی اتحاد، یہ کسی شخصیت پر غیر معمولی اجماع کیسے ہو گیا؟ دوسری جانب قدرت نے دیدہ بینا رکھنے والا' ایسا مفکر و مجدد عطا کیا۔ یا جو اسلام کے حقیقی چہرے اور تعلیمات سے آگاہ کرتا ہے۔ جو مستقبل بیں ہے۔

اس صورتحال کا جائزہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مختلف مقامات پر لیا ہے۔ تحریکِ پاکستان سے متعلق ان کا ایک نہایت بصیرت افروز فرمان دیکھیئے۔

''رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ قدسی صفات کے روحانی تصرفات کی کرشمہ سازی دیکھیئے کہ بارگاہِ ایزدی سے عالمِ اسلام میں احیائے اسلام اور تجدیدِ خلافت اسلامیہ کیلئے ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کا انتخاب ہوتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے بخت کی فیروز مندی اور طالع کی ارجمندی، کس قدر قابلِ

Digitized by Google

چکے تھے۔ انگریز اور ہندو ملک کی سیاست پر چھا چکے تھے۔ متمول اور دولتمند مسلمان انگریز کے آستانہ سے وابستہ ہو چکے تھے۔ اور ملت کے بعض غیر محتاط علماء دنیا طلبی اور جاہ پرستی کیلئے کفار اور مشرکینِ ہند کے وارد ھائی حسن و جمال پر فریفتہ اور ملت اسلامیہ کے مستقبل سے بالکل مایوس ہو کر راہِ حق و صداقت کو چھوڑ چکے تھے۔ ہندو اور انگریز سازش کر چکے تھے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو سپین کے مسلمانوں کی طرح سیاسی اقتدار سے محروم کر کے مشرکینِ ہند کی سیاست کے تابع فرمان کر دیں گے۔ انگریز اپنی مغربی جمہوریت کے تجربات کے شوق میں ہندو اکثریت کو زمامِ اقتدار سپرد کرنے پر آمادہ ہو چکا تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے ایک ادنیٰ غلام اور عاشق علامہ اقبالؒ نے ''نغمہ ہندی'' کے ساتھ حجازی لے میں پاکستان کی اسلامی مملکت کا تصور ملت کے سامنے پیش کیا۔ عالمِ روحانیت اور عاطرِ ملکوت سے پاکستان کی اسلامی سلطنت کا نقشہ رسول اللہ ﷺ کی دعا سے ملتِ اسلامیہ کے قلب پر نازل ہوا۔ ملک کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک ہر مسلمان کے دل میں ایمان اور عمل کے ولولے پیدا ہو گئے''۔

(بحوالہ #W1 ۲۳)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نظریہ پاکستان کے عظیم مبلغ اور اسلام و پاکستان سے شدت کے ساتھ محبت کرنے والے مسلمان تھے۔ وہ اس نو مولود ریاست کے مستقبل سے بے حد پر امید تھے۔ اس ریاست کی تخلیق کے بعد بھی علامہ نے اس ریاست کے نصب العین کے حصول کیلئے بے مثال جدو جہد فرمائی۔

Digitized by Google

مولانا اشرف علی تھانویؒ کی نوید

جن علماء نے بڑھ چڑھ کر تحریکِ پاکستان کا ساتھ دیا' ان میں ایک اہم نام مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب کا بھی آتا ہے۔ تھانوی صاحب کا قائدؒ سے' بالمشافہ رابطہ رہا۔ اور ان سے خط و کتابت بھی رہی۔ مولانا تھانوی ' قائدؒ کی قیادت اور شخصیت سے بے حد متاثر تھے۔ انہیں یقین تھا کہ قیامِ پاکستان کا کارِ عظیم' قائداعظمؒ کے ہاتھوں ہی ہونے والا ہے۔ علامہ تھانویؒ جو شاہ امداداللہ مہاجر مکیؒ کے تربیت یافتہ تھے۔ وہ اپنی زندگی میں قیامِ پاکستان دیکھنے کے متمنی تھے۔ مگر زندگی نے ان سے وفا نہ کی اور وہ اس ریاست کے قیام سے قبل ہی وفات پا گئے۔

علامہ تھانوی سے قیامِ پاکستان کی پیشگی خبریں منسوب ہیں۔ (سچی رویا از روئے قرآن وسنت برحق ہے مگر دوسرے کیلئے ماسوائے انبیاء کی رویاء کے حجت نہیں ہے)۔ پروفیسر احمد سعید اپنی تصنیف ''جدوجہد آزادی اور مولانا اشرف علی تھانویؒ'' کے صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱ پر لکھتے ہیں۔

''حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے صرف مسلم لیگ کی تائید کی بلکہ ۱۹۳۸ء میں قیام پاکستان کے متعلق پیشن گوئی بھی فرمادی تھی۔ (حوالہ #۱۹)

علامہ تھانویؒ نے ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء کو فرمایا۔

''معلوم نہیں ان تحریکات کا انجام کیا ہوگا؟ مگر مجھ کو ابھی امید ہے کہ انشاءاللہ خیر عظیم کا ظہور ہونے والا ہے میں ابھی تک مایوس نہیں ہوں۔ میری دلی تمنا اور دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکومت عادلہ مسلمہ قائم فرمادے اور میں اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں''۔ (بحوالہ #۲۴W۱)

اسی طرح علامہ تھانویؒ سے قائداعظمؒ سے متعلق بعض رویاء بھی منسوب ہیں۔ جن میں انہوں نے قائد کو دربارِ رسالت میں رسول اللہ ﷺ کی تائید اور قربت میں تعریفی سند پاتے دیکھا۔

قیامِ پاکستان اور علماء کی تقسیم

نظریہ پاکستان اور تقسیمِ ہند کے سلسلہ میں برِصغیر کے مسلم مذہبی پیشوا دو حصوں میں منقسم تھے۔ عموماً تمام مسالک میں تقسیم تھی۔ سیاست میں زیادہ متحرک علماءِ دیوبند رہے ہیں۔ مگر علمائے دیوبند

Digitized by Google

میں، ماسوائے چند ایک کے 'بیشتر قیامِ پاکستان کے مخالف تھے۔ جمعیت علماءِ ہند اور مجلس احرار ہندو کانگریس کے شانہ بشانہ کھڑی تھی۔ اسی طرح آل انڈیا شیعہ کانفرنس، بعض بریلوی مکتبہ فکر بھی قیامِ پاکستان کے مخالف رہے۔ یہ لوگ نظریہ وطنیت کے قائل تھے۔ ان کے علاوہ، بعض دیگر جماعتوں اور مکتبہ فکر کا بھی یہی حال تھا۔

مولانا حسین احمد مدنی کا الہام

مولانا حسین احمد مدنی جو نظریہ پاکستان کے شدت سے مخالف رہے۔ مولانا کی مشہور Statement تھی کہ دورِ حاضر میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو (بھاری ہندو اکثریت کے باوجود) سکھوں اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر مشترکہ آزادی لینا چاہیئے۔ ان کی جماعت جمعیت علمائے ہند، ہندو جماعت 'کانگریس کے ساتھ اتحادی تھی۔ مولانا کا یہ نظریہ سراسر اسلامی تعلیمات کے منافی تھا۔

صدر جمعیت علمائے ہند مولوی حسین احمد مدنی مرحوم فرماتے ہیں۔

''ایسی جمہوری حکومت جس میں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، سب شامل ہوں، حاصل کرنے کیلیئے سب کو متحد کوشش کرنی چاہیئے۔ ایسی مشترکہ آزادی، اسلام کے اصول کے عین مطابق ہے۔ اور اسلام میں اس آزادی کی اجازت ہے''۔ (زمزم مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۸ء)

حضرت علامہ اقبالؒ نے اس کو رد کرتے ہوئے مدلل جواب دیئے۔ اور بتایا کہ وہ نبی ﷺ کے مقام سے بے خبر ہیں۔ قوموں کی تشکیل نبی کیا کرتے ہیں، وطن نہیں۔

عجم ہنوز نہ داند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی است
بہ مصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

مولانا حسین احمد مدنی کے پوتے مولانا اسعد مدنی صاحب گاہے بگاہے پاکستان تشریف لاتے رہتے ہیں۔ موصوف جب ۸۰ء کی دھائی میں ایک مرتبہ پاکستان تشریف لائے تو اس وقت کی برسرِ اقتدار فوجی حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومتِ پاکستان کلام اقبال میں سے مولانا حسین احمد مدنی کے

Digitized by Google

بارے میں متذکرہ اشعار حذف کرے۔ اس بات سے ان کے ذہن کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس بات کے راوی ممتاز سکالر اور اسلامی نظریاتی کونسل کے سابق ممبر ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی صاحب ہیں۔

(بحوالہ #۲۵awl)

مولانا کی مسلک کے بہت سے صاحبان مختلف جماعتوں کی شکل میں سرزمینِ پاکستان پر موجود ہیں۔ قیامِ پاکستان کو اور بانیانِ پاکستان کو تا حال متنازعہ بنانے کی سعی کی جاتی ہے۔ نصف صدی سے زائد گزر چکی اور بہت غم و غصہ ہو چکا ہے یہ روش اب ترک کی جانی چاہیئے۔

مولانا حسین احمد مدنی، پاکستان کی حمایت میں کوئی ذاتی Statement تو منظرِ عام پر نہیں البتہ ان سے قیامِ پاکستان کے ضمن میں ایک الہام منسوب کیا جاتا ہے۔ تاہم اہم سکالرز اور ان کے بہی خواہ اسے کوڈ کرتے ہیں کہ مولانا قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل سلہٹ پہنچے، جن بزرگ کے پاس ان کا قیام تھا، ایک رات تہجد کے وقت مولانا مدنی نے، ان سے فرمایا کہ

''آج عالم بالا میں ہند کی تقسیم کا فیصلہ ہو کر پاکستان کے وجود میں آنے کا بھی فیصلہ ہو گیا ہے۔'' (بحوالہ #۲۵wl)

Digitized by Google

رسول اللہ ﷺ کا روحانی فیضان اور قیامِ پاکستان

جیسا کہ بیان کیا جا چکا کہ تاریخِ عالم کے جائزہ سے یہ حقیقت ہماری نگاہوں کے سامنے الاظہر و من الشمس ہو جاتی ہے کہ جو انقلاب بلاخیز بیسوی صدی کے وسط میں ہندوستان (برصغیر) میں برپا ہوا۔اس کی کوئی نظیر تاریخ عالم میں دکھائی نہیں دیتی۔ بظاہر انتہائی نامساعد حالات میں 'انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں اور تمام دشمنانِ اسلام و پاکستان کی ایکتا کے باوجود۔مسلمانانِ برصغیر اور ان کے راہنماؤں نے دشمن کے زبردست وسائل اور قوت کے باوجود اس ریاست کا قیام عمل میں لایا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس روحانی فیضان پر قائدؒ کا تبصرہ

مسلمانوں کے برصغیر کی واضح اقلیت ہونے کے باوجود، قدرت نے اس سرزمین کے مخصوص خطوں میں مسلمانوں کی واضح اکثریت صدیوں کے اختلاط کے باوجود قائم رکھ کر، اپنی دوررس حکمتِ عملی کے تحت قیامِ پاکستان کا اہتمام فرمایا۔ دوم نظریہ پاکستان کا ہندوستان کے وسیع و عریض خطہ کے طول و عرض کے تمام مسلمانوں کے سینوں میں جلوہ گر ہو جانا اور ایمان کے ولولے بھڑک اٹھنا بھی ربانی معجزہ ہے۔نظریہ پاکستان کی چھاپ رسالت مآب ﷺ کے روحانی فیضان ہی کا کرشمہ تھا کہ یہ مسلمانانِ ہند کے دلوں پر یہ القا ہو گیا۔

''کیا قائدِ اعظمؒ سیکولر پاکستان چاہتے تھے؟'' کے مصنف چوہدری غلام احمد مرحوم نے اپنے شمارے بابت مورخہ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں رقم کیا کہ ایک مرتبہ انہوں نے قائدؒ کے سامنے اپنی باتوں کی روانی میں یہ آیاتِ قرآنی پڑھیں۔

> ''جو کچھ تمہارے پروگرام کے مخالفین سے کہا جا رہا ہے۔ وہ تیری زندگی میں تیرے سامنے آجائے یا اس سے پہلے تیری وفات ہو جائے۔اس سے تجھے کچھ سروکار نہیں' تیرا کام اس پیغام کو عام کیئے جانا ہے۔یہ دیکھنا ہمارا کام ہے کہ ہمارے قانون امکانات کے مطابق اس کا نتیجہ کب سامنے آتا ہے۔'' (۱۳/۴۰)

جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ضمانت نہیں دی کہ ان کا کام (مشن) انکی زندگی مین مکمل ہوگا یا نہیں ،تو قائد یہ سن کر رنجیدہ ہو گئے اور انکی آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے۔راوی کے تفکر او راستفسار پر فرمایا کہ،

> میں نے سوچا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم ہستی کے لئے بھی ذرا سی رعایت روا نہیں رکھی اور صاف کہہ دیا کہ یہ (قیام دین کا مشن) ہمارے قانون کے مطابق ہوگا۔خواہ وہ تمہاری زندگی میں ہو یا اسکے بعد، تو ہم کس باغ کی مولی ہیں۔وہ ہماری خاطر اپنے

Digitized by Google

قانون میں کیوں رعایت برتنے لگا۔اس لئے معلوم نہیں کہ ہم اپنی آنکھوں سے پاکستان بنتے دیکھ سکیں گے یانہیں؟ (بحوالہ #۲۶W1)

حکیم احسن مرحوم جو قائدؒ کے قریبی رفقاء میں رہے۔ان سے قائدؒ نے اس خدشہ کا اظہار فرمایا کہ قیامِ پاکستان کا عظیم کام شاید میں اپنی زندگی میں نہ کر پاؤں، میری خواہش ہے کہ قیامِ پاکستان کیلئے ایسی کوئی بنیاد فراہم کر جاؤں کہ جس پر آگے چل کر مسلمان پاکستان حاصل کر لیں (بحوالہ کتاب ''عظیم قائد عظیم تحریک'')۔لیکن قائدؒ کی خواہش تھی کہ یہ امرِ عظیمہ انکی زندگی میں انجام پاجائے۔

قائدؒ دسمبر ۱۹۴۵ء کے آغاز پر صوبہ سرحد تشریف لے گئے' جہاں اس وقت آپ کا فقید المثال استقبال ہوا۔آپ قبائلی علاقوں کے دورہ پر تشریف لے گئے' آپ نے وہاں خطاب میں فرمایا

''میں چاہتا ہوں کہ زندگی میں مسلمانوں کی آزاد حکومت دیکھ لوں۔اس طرح مجھے موت کے وقت اطمینانِ قلب حاصل ہوگا۔'' (بحوالہ #۲۷W1)

قیامِ پاکستان کے بعد اپنے آخری سفر پر روانگی کے ایام میں قائدؒ نے حصولِ پاکستان اور اس کے قیام کی حقیقت کا نقشہ ان دلفریب الفاظ میں کھینچا۔قائدؒ اپنے معالج ڈاکٹر ریاض کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

''تم جانتے ہو جب مجھے اس حقیقت کا احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے، یہ ایک مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہیں کر سکتا تھا۔میرا ایمان ہے کہ یہ رسول خدا ﷺ کا روحانی فیضان ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافتِ راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔

پاکستان میں سب کچھ ہے اسکی پہاڑیوں، ریگستانوں اور میدانوں میں نباتات بھی ہیں اور معدنیات بھی۔انہیں تسخیر کرنا پاکستانی قوم کا فرض ہے۔قومیں نیک نیتی، دیانتداری، اچھے اعمال اور نظم وضبط سے بنتی ہیں اور اخلاقی برائیوں، منافقت، زر پرستی، اور خود پسندی سے تباہ ہو جاتی ہیں۔'' (بحوالہ #۲۸W1)

پاکستان' دراصل اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی سرزمین ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے ٹھنڈی ہوا اور ربانی خوشبو سے تعبیر کیا۔یعنی اسی خطہ سے احیاءِ خلافت کا مرکز بنے گا۔

Digitized by Google

اقبالؒ اور جناحؒ کے ربانی مشن

آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کونسا مشن تھا' جس کی تکمیل کیلئے قدرت نے اقبالؒ اور جناحؒ کا انتخاب فرمایا تھا؟ جس کے ایک حصہ کی تکمیل حکیم الامت، حضرتِ اقبالؒ فرماتے ہیں۔ جبکہ دوسرا حصہ قائداعظمؒ کے ہاتھوں مکمل ہوتا ہے۔

امت مسلمہ اور ملتِ اسلامیانِ ہند اپنی تاریخ کا بدترین زوال دیکھ رہی تھی۔ اس وقت تقریباً تمام عالم اسلام مغربی استعمار کے براہ راست کنٹرول میں تھا۔ ان حالات میں امت کے سینے میں' پھر سے اپنے تابناک ماضی کو جلوہ گر دیکھنے کیلئے 'ایک اضطراب پل رہا تھا۔ ایسے میں قدرت اسلامیانِ ہند کا انتخاب فرماتی ہے، دعاؤں کو قبولیت ملتی ہے۔ پھر سے دوقومی نظریہ اور ملتِ واحد کا تصور اجاگر ہوتا ہے۔ قدرت اپنے اس خصوصی کام کی تکمیل کیلئے' اپنے دو محبوب بندوں کا انتخاب فرماتی ہے۔ یہ حضرات اس نظریہ کے سب سے بڑے داعی بن کر ابھرتے ہیں۔ ان دو شخصیات کی فراست امت کیلئے ایک پناہ گاہ اور حصار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اقبالؒ ایک نئے زمانے کا خواب دیکھتے ہیں جس نے دورِ حاضر کی جگہ لینی ہے۔ جسے وہ جہانِ نو سے تعبیر فرماتے ہیں۔ جبکہ موجودہ مغربی دجالی عہد کو وہ عہد کہن کا نام دیتے ہیں۔

جہاں نو ہو رہا ہے پیدا' وہ جہانِ پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ

اقبالؒ اسلام کے حقیقی چہرے کو پھر سے دنیا کے سامنے لانے کیلئے ایک آزاد و خود مختار مسلم ریاست کا تصور دیتے اور اسکی تصویر کشی کرتے ہیں، اسی طرح جناحؒ بھی پاکستان کو اسلام کی عملی تجربہ گاہ قرار دیتے ہیں۔ بعض شخصیات تاریخ ساز ہوتی ہیں وہ ربانی مشن کے تحت تاریخ کا دھارا موڑ دیتیں ہیں جیسے متذکرہ دونوں شخصیات ہیں۔

علامہ اقبالؒ کا ربانی مشن

حضرتِ اقبالؒ اللہ کے ان خاص بندوں میں سے تھے' اللہ نے جنہیں مستقبل بینی کی صفت ودیعت کی تھی۔ ان کو بہت بڑی فراست سے نوازہ گیا۔ ان کی شاعری محض شاعری نہیں، بلکہ الہامی کلام محسوس ہوتا ہے۔ امتِ مسلمہ اور ملتِ ہند کیلئے اقبالؒ نے بہت بڑا اور اہم کردار ادا کیا۔ ایک مجدد وقت کا فریضہ ادا کرتے ہوئے اقبالؒ نے دین کا اصل چہرہ امت کو بتایا، تیرہ سو برس کے بعد دوقومی

Digitized by Google

نظریہ کو پھر سے زندہ کیا۔ امت کے امراض اور اس کی پوشیدہ حرارت اور صلاحیتوں کی نشاندہی فرمائی ۔یہی نہیں بلکہ تمام عالم میں رائج نظام اور عالمی طاقتوں کے نظام اور فلسفہ حیات کا انتہائی گہرائی سے تجزیہ فرمایا۔ موجودہ مغربی دجالی فتنہ کا سب سے قبل ادراک حاصل کیا۔ ان کے منطقی انجام کی اپنی بصیرت کی بنا پر خبر دی ۔ (ایک پاکستان کی صورت میں) مدینہ ثانی کا تصور دیا، جسکے ذریعہ اسلام کے حقیقی چہرے کو دور ملوکیت کی قباحتوں سے پاک کر کے دنیا کو دکھایا جا سکے۔ نیز اسلام اور دنیا کے مستقبل کو اپنی الہامی کیفیات میں بیان فرمایا۔ یہ تمام انتہائی بلند فکری اور تجدید کا کام ماسوائے ایک مجدد کے اور کوئی انجام نہیں دے سکتا۔

حضرت اقبالؒ جب بسترِ مرگ پر تھے تو ایک وفد ان کی صحتیابی کی دعا کے لئے آیا، اقبالؒ نے ان سے فرمایا تھا کہ

''میں اپنا کام پورا کر چکا ہوں' میں نے اپنا مشن مکمل کر دیا ہے' میرے لئے دعا کرنے کی بجائے اب جناحؒ کے لئے دعا کیجئے انہیں ابھی اپنا مشن پورا کرنا ہے''۔ (بحوالہ #۲۹W۱)

علامہ نے مردِ راہداں کی نشاندہی ہی نہیں فرمائی بلکہ انہیں بطور قائد ملت ہند کیلئے منتخب فرمایا جس کے سہارے مسلمان اپنی منزل تک پہنچ سکیں گے۔ اقبالؒ نے قائد کے بارے خبر دیتے ہوئے فرمایا۔

می رسد مردے کہ زنجیرِ غلاماں بشکند
دیدہ ام از روزنِ دیوارِ زندانِ شما

قائد کے انتخاب کے سلسلہ میں تحریکِ آزادی کے ایک اور عظیم رہنما علامہ محمد علی جوہرؒ کا بھی وفات سے قبل یہی تجزیہ تھا کہ مسلمانوں کی قیادت کی اہلیت قائدؒ کے سوا کوئی دوسرا نہیں رکھتا۔ علامہ جوہرؒ ، حصولِ آزادی کے سلسلہ میں مذاکرات کے لئے جب گول میز کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لندن گئے۔ جبکہ انکی جسمانی صحت اس سفر کیلئے شدید معذور تھی۔ سخت بیماری کے عالم میں (سٹیچر پر) برطانیہ گئے' جو کہ ان کی زندگی کا آخری سفر ثابت ہوا۔ ان سے وہاں پوچھا گیا کہ اب ان کے بعد کون مسلمانوں کی قیادت کرے گا تو انہوں نے دعائیہ انداز میں فرمایا تھا کہ

''کاش خداوندِ عالم جناحؒ کے دل میں ڈال دے کہ مسلمانوں کی راہنمائی اب کر سکے، ان کے سوا کوئی دوسرا نہ کر سکے گا''۔ (بحوالہ #۳۰W۱)

Digitized by Google

محمد علی جناحؒ کا ربانی مشن

اقبالؒ کی وفات کے بعد اس ربانی مشن کا اگلا مرحلہ حضرتِ قائداعظمؒ نے مکمل فرمایا۔ جس کا تذکرہ علامہ نے وفات سے قبل کیا تھا۔ جس مسلم ریاست کو اقبالؒ نے تقدیر کا اٹل فیصلہ قرار دیا اور اور جس میں قرآنی نظام کے عملی نفاذ کا خواب دیکھا۔ اس منزل کے حصول کیلئے راہنما کا انتخاب بھی اقبالؒ خود فرمایا۔ اور انہوں نے اس عظیم قائد کو خضرِ وقت سے تعبیر فرمایا۔

اقبالؒ کے خواب کی اس سرزمین کی بنا انہی مردِ راہدان کے ہاتھوں پڑی۔ یہ دونوں اصحاب درحقیقت انتخاب الٰہی تھے۔ مدینہ ثانی کی تخلیق کیلئے قدرت نے قائدؒ کو منتخب فرمایا۔ اس الٰہی مشن کی تکمیل پر قائدؒ فرمایا۔

''قدرت نے جو کام میرے سپرد کیا تھا میں نے پورا کر دیا''۔ (حوالہ #۳۰)

معالجِ قائدؒ کرنل الٰہی بخش کے بیان کے مطابق قائدؒ کے آخری شدید علالت کے ایام میں فاطمہ جناحؒ اور کرنل صاحب نے انتہائی کوشش کی کہ قائدؒ تندرست ہو جائیں' جتنے کہ اس وقت سے سات آٹھ برس قبل تھے۔ قائدؒ ان کے یہ خیالات جان کر مسکرائے اور فرمایا۔

''چند سال قبل یہ یقیناً میری آرزو تھی کہ میں زندہ رہوں، میں اس لئے زندگی کا طالب نہیں تھا کہ مجھے دنیا کی تمنا تھی اور میں موت سے خوفزدہ تھا بلکہ اسلئے زندہ رہنا چاہتا تھا' کہ قوم نے جو کام میرے سپرد کیا ہے اور قدرت نے جس کیلئے میرا انتخاب کیا ہے، میں اسے پایہ تکمیل تک پہنچا سکوں۔ وہ کام پورا ہو گیا ہے، میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں، پاکستان بن گیا ہے' اس کی بنیادیں مضبوط ہیں۔ چند ماہ سے مجھے ایسے خیالات آتے رہے ہیں کہ میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں، قوم کو جس چیز کی ضرورت تھی وہ اسے مل گئی ہے۔ حکومت کا نظم و نسق دیانتداری اور محنت سے چلائے، میں طویل سفر کے بعد تھک گیا ہوں، آٹھ سال تک مجھے قوم کے اعتماد و تعاون پر عیار اور طاقتور دشمن سے لڑنا پڑا ہے۔

Digitized by Google

میں نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ان تھک کوشش اور محنت کی ہے اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک حصولِ پاکستان کے لئے صرف کر دیا ہے، میں اب تھک گیا ہوں، آرام چاہتا ہوں، اب مجھے زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔''

(حوالہ #۳۱w۱)

کرنل الٰہی بخش (جو کہ اس وقت King Edward Medical Collage کے پرنسپل تھے) کی سربراہی میں قائدؒ کی صحتیابی کے لئے ایک پینل تشکیل دیا گیا۔ جس کے ایک اہم رکن اسی کالج کے ڈاکٹر ریاض علی شاہ بھی تھے۔ جو کہ قائدؒ کے معالج کی حیثیت سے آخری ایام میں قائدؒ کے ساتھ رہے۔ ڈاکٹر ریاض علی شاہ صاحب کا ''ماہِ نو'' مطبوعہ کراچی (''قائدِ اعظمؒ نمبر'' نومبر ۱۹۴۸ء) میں مضمون چھپا جس سے یہ لیا گیا ہے۔ (بحوالہ کتاب ''سیرت قائدِ اعظمؒ'' صفحہ ۴۲۳ از پروفیسر رفیع اللہ شہاب) (بحوالہ #۳۲w۱) (کتاب صفحہ ۳۳ ''مقالہ احترامِ قائدِ اعظمؒ'' از محمد سلیم ساقی)

نظریہ پاکستان اور وطنیت

اس دور کے آزر نے نئے صنم تراشوائے۔ نئی بت پرستی اور نئی ساحری میں دنیا کو مبتلا کر دیا گیا۔ تمام عالم وطن پرستی کے شرک میں مبتلا ہو گیا۔ یہی شرک بنی نوع آدم کی تقسیم کا باعث بنا۔ اس کے برعکس توحید تمام بنی نوع آدم کے اتحاد یا جمعیتِ آدم کی ضامن ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اسی آفاقی تصور کو پھر سے زندہ کیا۔ قائدِ اعظمؒ نے اسی نظریہ کے تحت پاکستان قائم کیا۔ قوم پرست صلیبیوں اور ماں دھرتی کے پجاری مشرکوں کو شکستِ فاش دی۔ اور پاکستان کو تمام مسلمانوں کا قومی وطن قرار دیا' قائدؒ ایک خوبصورت قول ارشاد فرمایا۔

''پاکستان تمام مسلمانوں کا قومی وطن ہوگا''

(بحوالہ #۱۸w۱)

اس نظریہ وطنیت کی جو شدت بیسویں صدی میں دیکھنے میں آئی' تاریخ عالم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی لیئے یہ فکرِ اقبالؒ کا اہم موضوع رہا۔ اقبالؒ تھے جنہوں نے قدرت اس سے سب سے قبل خبردار کیا۔ پورا عالم اسی کی پوجا ہو رہی تھی جبکہ پڑھے لکھے اور مذہبی لوگ بھی اس کے داعی بن کر کھڑے ہو گئے۔

پاکستان کا قیام بذاتِ خود وطنیت کی نفی ہے۔ جس کی تخلیق نے سب سے پہلے اس بت کو صنم خانہ ہند میں پاش پاش کیا۔

Digitized by Google

میرا انعام پاکستان

(Pakistan' A Gift Pack From Allah)

ارض پاکستانیہ پر قدرت کے احسانات

قائدؒ نے فرمایا۔ ''مجھے کوئی شک نہیں ہے کہ یہ حسین سرزمین (اب) آپ کی ہے اس میں ہر وہ نعمت ہے جس کا آپ تصور کر سکتے ہیں''۔ (بحوالہ #۳۴ W1)

پاک معاشرہ اور خطہ جنت ارضی کا نمونہ ہے یہ خیبر سے مکران تک وسعت کا حامل ہے جہاں بکثرت حسین مناظر ہیں شمالی علاقہ میں شیلو اور شیوک کی خوبصورت وادیاں ہیں۔ جہاں کے سبزہ زاروں میں خراماں خراماں بہتے دریا بہشت کا سماں باندھ رہے ہیں۔ خوبصورت جھیلیں خنک پانی سے لبریز ہیں۔ زمین سے نکلتے یخ بستہ اور گرم پانی کے قدرتی چشمے سرسبز پہاڑوں، برف پوش چوٹیاں۔ چلتی ہوئی معطر ہوائیں۔ فاران و کاغان جیسی جنت نظیر وادیاں۔

جنوب میں بحیرہ عرب کے نیل گوں پانی اپنے سینے میں ان کہی تاریخ چھپائے ہوئے ہیں۔ مضطرب موجیں یہاں اترنے والوں کی خبر دیتی ہیں۔

اس دیس میں چولستان کے صحرا بھی ہیں۔ جہاں عہد حاضر میں بھی اونٹوں کی قطاریں کانوں میں جرس کی مٹھاس گھولتی گزرتی ہیں۔ وادی سندھ اپنے اندر گہری چاہتوں کے نقش سموئے ہوئے ہے۔

دل عشاق کی مانند یہ تپتے میدان — یہ لچکتے ہوئے جنگل یہ تھرکتے ارمان
پہاڑوں کی گھٹاؤں پہ جوانی کی اٹھان — مچلتے ہوئے دریاؤں میں انگڑائی کی شان
کتنے روشن ہیں دیئے تیرے شبستانوں میں

بی بی سی (BBC) نے پاکستان کے موسموں اور مناظر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس ملک میں آپ ہر روز ٹھنڈے میٹھے گرم اور کھٹے موسم کا لطف لے سکتے ہیں پاکستان رقبہ کے لحاظ سے نسبتاً چھوٹا ملک ہونے کے باوجود اس کا موسم اور جغرافیہ کچھ اس قسم کا ہے کہ آپ سال کے کسی بھی دن یہاں ہر طرح کے موسم سے لطف اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے ایک کونے میں برف دوسر

Digitized by Google

ے میں سخت گرمی اور تیسرے میں بہار کے کھٹے میٹھے موسم کا مزہ ملتا ہے۔ سیاحت کے اتنے امکانات اس قدر رنگوں کے ساتھ کسی اور ملک کو بہت کم نصیب ہیں۔ شمالی علاقہ جات سیاحوں کی جنت ہیں۔ آٹھ عالمی بلند ترین چوٹیاں جن میں دوسری بلند ترین چوٹی k-2 ہے۔ (بعض کے اعداد و شمار میں پہلے نمبر پر ہے) بیشمار قدرتی راستے اور نادر اقسام کے چرند پرند اور پودے پائے جاتے ہیں۔ مزید کہا کہ پاکستان کے ان علاقوں میں طلوعِ آفتاب کا جو منظر دیکھ سکتے ہیں وہ دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ (بحوالہ ۳۵W1#)

بلا شک و شبہ ہمارا ملک قدرتی فیاضیوں کے اعتبار سے دنیا کا حسین ترین خطہ ہے۔ اس ملک کے مناظر اہلِ دنیا کے لئے حیران کن ہیں۔

یہ سرزمین زراعت اور معدنیات سے بھی مالا مال ہے۔ دنیا کی کوئی فصل ایسی نہیں ہے جو یہاں کاشت نہ ہو سکے نیز عظیم دریائے سندھ عظیم تہذیب و تمدن کے ہمراہ میسر ہے۔

ہم اس ملک کو دنیا کے سامنے سیاحت کے اعتبار سے Explore کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

ارضی خطے

قدرتی انعامات اور فیاضیوں سے مالا مال سطح مرتفع، اپنی میٹھی زبان اور ثقافت لئے ہوئے ہے اور دسری جانب سرحد کی سنگلاخ چٹانوں میں بسنے والے غیور پٹھان، دنیا کے عظیم دریاؤں میں ایک دریائے سندھ اپنے چار بھجولیوں کے ہمراہ وسیع ڈیلٹا بناتے ہوئے بحرہ عرب سے گلے ملتا ہے۔ معدنیات اور قدرتی نعمتوں سے بھرپور خطہ بلوچستان ہے جہاں کے باسی فطرت سے ہم کلام ہیں۔

الغرض یہ سرزمین عطیہ خداوندی ہے جہاں لاتعداد نسلیں، زبانیں، تہذیبیں اور ثقافتیں ہیں جو مل کر ایک حسین گلدستہ تشکیل دیتیں ہیں اس گلدستے کے ہر پھول کا جدا رنگ اور اپنی ہی خوشبو ہے۔

موسم اور درجہ حرارت

ارضِ پاک میں منفی ۳۰ سینٹی گریڈ سے کہیں کم تک اور ۵۰ سینٹی گریڈ سے زائد تک کا درجہ حرارت پایا جاتا ہے یہ قدرت کا ایک مخصوص چھوٹے خطے میں ایک عجوبہ ہے۔ درجہ حرارت کا یہ تغیر ناقابلِ یقین حد تک ہے۔ ایسا معاملہ ہمیں کسی اور ملک میں دکھائی نہیں دیتا' ایسے میں فطرت پکار اٹھتی ہے کہ

Digitized by Google

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے

ہم خوش نصیب ہیں اللہ نے ہمیں رہنے کا مسکن دیا ہے۔ قومیں اپنے مستقبل کی تعمیر کیلئے شبانہ روز محنت کے ذریعہ سخت جفاکشی اور کام کے بعد ایک ممتاز مقام اقوام کی برادری میں حاصل کرتی ہیں۔ قدرت نے ہمیں اپنی فیاضیوں سے مالا مال کر دیا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس ملک کو عطیہ خداوندی کی قدر سمجھیں اور اسکی ترقی کیلئے جدوجہد کریں۔ قائد نے کتنی عمدہ بات کی تھی۔

'' آیئے ہم اپنی عظیم قوم اور اپنی خود مختار مملکت پاکستان کی تشکیل و تعمیر کیلئے تدبیر کریں۔ اب یہ ہر مسلمان مرد و زن کیلئے سنہری موقع ہے اور اسکی خوش قسمتی بھی کہ وہ اپنے حصے کا بھرپور اور مکمل کردار ادا کرے بڑی سے بڑی قربانیاں دے اور پاکستانی قوم اور ملک کو دنیا کی عظیم ترین قوم اور ملک بنانے کیلئے مسلسل ان تھک، شبانہ روز محنت کرے، اب پاکستان ،اس کی لاج اور ترقی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

بلاشبہ ہم میں بے پناہ صلاحیتیں موجود ہیں پاک سرزمین زبردست وسائل و ذرائع اور امکانات ترقی کی حامل ہے باری تعالیٰ نے ہمیں قدرتی دولت بڑی فراوانی کے ساتھ عطا کی ہے۔ اب یہ انسانی ہاتھوں کا کام ہے کہ وہ اس دولت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔''

(نشری بیان لاہور ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

اے اہلیانِ پاکستان

''اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے''

(القرآن سورہ رحمٰن)

ممتاز دانشور حکیم محمد سعید صاحب کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمٰن میں بیان کردہ تمام کی تمام نعمتیں پاکستان میں موجود ہیں۔ حکیم صاحبؒ کے بقول انہیں ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے سورۃ الرحمٰن میں کہا جا رہا ہو کہ اے ملت پاکستان تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ حکیم سب کے نزدیک پاکستان قدرت کا عظیم عطیہ ہے۔

ہمیں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے ان نعمتوں سے بھرپور استفادہ کرنا چاہیئے۔ اور بقول حکیم

Digitized by Google

صاحب کے ہمیں اپنی ناجائز ضروریات کیلیئے غیروں سے بھیک نہیں مانگنی چاہیئے ۔ کی تکریم کرنی چاہیئے ۔
معروف مصنف اور سفرنامہ نگار مستنصر حسین تارڑ صاحب' جنہوں نے دنیا بھر کی خاک چھانی اور اب وہ پاکستان کا چپہ چپہ دیکھ رہے ہیں ۔ وہ پاکستان کے قدرتی حسن سے بہت زیادہ متاثر ہیں ۔ ان کے مطابق دنیا کے سب سے زیادہ اقسام کے پھل کسی ایک خطے کے اعتبار سے پاکستان میں ہوتے ہیں ۔ پاکستانی علاقوں کی سیاحت پر انہوں نے بہت سے سفرنامے بھی تحریر کئے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ شمالی علاقوں میں انہوں نے ایسے منفرد خوبصورت اور نئے رنگوں کے پھول دیکھے ہیں جو باقی دنیا میں کہیں نہیں دیکھے ۔ فطرت نے ہمیں سارا سال ہر طرح کے موسموں اور رنگوں سے نواز رکھا ہے ۔

تہذیب، ثقافت، فنون لطیفہ اور صوفیانہ روایات ان ہی قدرت کی نعمتوں کی دوسری شکل ہیں دنیا کی قدیم ترین تہذیب، ثقافت تمدن اور روایات آج بھی زندہ وجاوید ہیں ۔ ہمارا تاریخی ورثہ، صوفیانہ روایات، فنون، ہنر، شعروادب، عشق ورومان کی داستانوں اور زندگی کے جذبوں سے بھرپور حکایتوں سے مزین ہے ۔ یہ خطہ کثیر النسلی، کثیر الثقافتی، یکسر مختلف روایات، زبانوں لب ولہجوں، رنگوں اور رواجوں، انفرادی قدروں کی بدولت اپنی خاص انفرادیت کا حامل ہے ۔

رنگ وخوں

پاکستان کے طول وعرض میں قدیم زمانہ سے مختلف اقوام اور نسلیں آباد ہیں ۔ ممتاز ماہر آثار قدیمہ جناب پروفیسر احمد حسن دانی صاحب کے بقول پاکستان بالعموم اور پنجاب کا بالخصوص ۶۰ فیصد خون وسطی ایشیائی ریاستوں کا ہے جو کہ بڑی تاریخی ہجرت کی خبر دیتا ہے نیز زبان اور ثقافت پر بھی اس خطہ پر وسطی ایشیائی اثرات نمایاں ہیں ۔

پاکستان کا جغرافیہ

جغرافیائی اعتبار سے ہم بہت اہم خطہ میں رہ رہے ہیں ایک طرف ہماری سرحد ایران کے ساتھ ملتی ہے ۔ دوسری طرف افغانستان اور واخان کے ذریعہ ہم وسطی ایشیائی ریاستوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں ۔ ہمارے مشرق میں بھارت ہے جو کہ تقسیم سے قبل ایک ہی ملک تھا ۔ شمال میں چین کے ساتھ دوستانہ روابط ہیں ۔ نیز شارع ریشم قدیم اور تاریخی تجارتی رشتوں کی خبر دیتی ہے ۔ جبکہ دوسری جانب جنوب میں بحیرہ عرب کے ذریعہ ہم عرب ممالک اور دیگر دنیا کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم رکھے ہوئے ہیں ۔

Digitized by Google

میرا پیغام پاکستان

جب ہم نے خدا کا نام لیا
اس نے ہمیں انعام دیا

میرا انعام پاکستان
میرا پیغام پاکستان

محبت امن ہے اور امن کا پیغام پاکستان
میرا پیغام پاکستان

خدا کی خاص نعمت ہے ' بزرگوں کی بشارت ہے
کئی نسلوں کی قربانی ' کئی نسلوں کی محنت ہے
اثاثہ ہے دلیروں کا ' شہیدوں کی امانت ہے
حلاوت ہی حلاوت ہے ' محبت ہی محبت ہے

جبھی تاریخ نے رکھا ہے ' اس کا نام پاکستان
میرا پیغام پاکستان

اندھیروں کو مٹائے گا ' اجالا بن کے چھائے گا
یہ خطہ انقلابی ہے ' نئی دنیا بنائے گا
اگر اللہ نے چاہا ' زمانہ وہ بھی آئے گا
جہاں تک عقل جائے گا ' اسے آگے ہی پائے گا

نگاہ قائدؒ کی ہے ' اقبالؒ کا الہام پاکستان
پاکستان ' پاکستان ' پاکستان ' پاکستان

(عالی)

Digitized by Google

Refferences:حوالہ جات

1. سورۃ الانفال آیت ۲۴: القرآن (تفسیر انوار القرآن از ملک غلام مرتضٰی اعوان)

1A.　　　　//

(حوالہ #۲)("حالاتِ قائدِ اعظم" صفحہ ۲۱۳ از خالد اختر افغانی)

(حوالہ کتاب فقہ حضرت علی #w1 ۳)

(بحوالہ #w1 ۶) شب قدر و تروایح اور اسکے فرائض و احکام از مفتی محمد شفیع اور مفادات اشرف علی تھانوی صفحہ)

(حوالہ #w1 ۷)

قائد: تقاریر بحیثیت گورنر جنرل پاکستان)(بحوالہ جاری کردہ Ministry of Information and BroadCast,

(حوالہ #w1 ۸) بحوالہ کتاب "گفتار و کردار قائدِ اعظم" از پروفیسر سعید راشدؔ ص ۳۴۰_۳۴۱) بحوالہ "اقبالؒ کے آخری دو سال" از ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی حوالہ دوم ("خطباتِ عثمانی" صفحہ ۳۰۶ بحوالہ کتاب "تجلیاتِ عثمانی" صفحہ ۲۹۲ کتاب)

(حوالہ #۹ شب قدر و تروایح اور اسکے فرائض و احکام از مفتی محمد شفیع اور مفادات اشرف علی تھانوی صفحہ)

(حوالہ #w1 ۹)("خطباتِ عثمانی" صفحہ ۲۹۵)

(حوالہ #w1 ۱۰)(حکیم محمد سعید شہید پاکستان صفحہ ۲۰۰، ۹۷، ۵۴) یہ متذکرہ بالا الفاظ "شہیدِ پاکستان"

(بحوالہ #w1 ۱۱)("شہیدِ پاکستان" صفحہ ۵۵)

(حوالہ #w1 ۱۲)(کتاب "دیوار برہمن" ۳۹۰)

(حوالہ #w1 ۱۳)(Jinnah , Pakistan & Islamic Identity p-121)

(بحوالہ #w1 ۱۴)(دار العلوم سے خطاب ۱۹۴۷ء بحوالہ "دیوار برہمن" صفحہ ۳۸۹)

(حوالہ #w1 ۱۵) ہفت روزہ تکبیر)

(حوالہ #w1 ۱۶) (Quiad-i-Azam M.A.Jinnah speeaches & statements)

(حوالہ #w1 ۱۷)(صفحہ ۳۹)(ص ۲۹ "مقالہ احترام قائدِ اعظمؒ")

(حوالہ #w1 ۱۸) کتاب "گفتار و کردار قائدِ اعظم" از پروفیسر سعید راشدؔ ص ۳۴۰_۳۴۱)

(حوالہ #w1 ۱۹)(فیملی میگزین ص ۱۹ از سعید اپریل ۱۹۹۹ء)

حوالہ کتاب "زعمائے پاکستان" علامہ اقبالؒ "خطبہ الہ آباد" (بحوالہ #w1 ۲۰) فیملی میگزین ص ۱۹ از سعید اپریل ۱۹۹۹ء)

((حوالہ #w1 ۲۱) نواب صاحب کا یہ خط ڈاکٹر حمود الرحمٰن کی کتاب بحوالہ "قائدِ اعظمؒ اور قومی تعلیم" میں دیکھیے)

(حوالہ #۲۳)(خطبہ لاہور ص ۱۷، ۷۰) بحوالہ کتاب "معماران پاکستان" ص ۳۷۸ از منشی عبدالرحمٰن خان)

(حوالہ #w1 ۲۲)(کتاب "خطباتِ عثمانی" صفحہ ۲۸۶)

(حوالہ #w1 ۲۳)(کتاب "خطباتِ عثمانی" صفحہ ۲۸۱)

(حوالہ #w1 ۲۴)(بحوالہ اسعد الابرار صفحہ ۱۳۷)

(بحوالہ #aw1 ۲۵) (یہ بات راقم کے عزیز اسماعیل رضا قریشی ایڈوکیٹ صاحب نے روایت کی جنکے ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی صاحب سے نہایت قریبی دوستانہ تعلقات رہے۔)

(حوالہ #w1 ۲۵)(زیارت نبی بحالت بیداری ۱۵۱ بحوالہ "نقش دوام" صفحہ ۲۴۳)

(مناظر پاکستان منظر ہفتم بحوالہ طلوع اسلام اکتوبر، ۱۹۷۶ء از علامہ غلام احمد پرویز)

Digitized by Google

(حوالہ#۲۷wi)(بحوالہ کتاب" پنجاب کے کہانی قائداعظم کی زبانی" تو فیہ ۱۸۲ از حنیف شاہد)

(بحوالہ#۲۸wi) ڈاکٹر ریاض علی شاہ صاحب "ماہ نو" مطبوعہ کراچی ("قائداعظم نمبر" نومبر ۱۹۴۸ء) حوالہ دوم (بحوالہ روز نامہ جنگ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء)

(بحوالہ#۲۹wi) حوالہ دوم بحوالہ کتاب "عظیم قائد عظیم تحریک" ص ۲۱۲ ۔ اور)

Jinnah . Pakistan & Islamic Identity by Akbar S. Ahmed.p-)

(بحوالہ#۳۰wi) ("کتاب صفحہ ۲۴" مقالہ احترام قائداعظم" از محمد سلیم ساقی)

(حوالہ#۳۰)(متذکرہ بالا بیان "نقوش عظمت" ۱۹۷۶ء قائد پر خصوصی شمارے سے لیا گیا ہے)

(حوالہ#۳۱wi)(دیکھیئے کتاب "قائداعظم کے آخری ایام" از کرنل الہٰی بخش

ڈاکٹر ریاض علی شاہ صاحب کا "ماہ نو" مطبوعہ کراچی ("قائداعظم نمبر" نومبر ۱۹۴۸ء) میں مضمون چھپا جس سے یہ لیا گیا ہے ۔(حوالہ کتاب "سیرت قائداعظم" صفحہ ۴۲۳ از پروفیسر رفیع اللہ شہاب)(بحوالہ #۳۲wi)("کتاب صفحہ ۳۳" مقالہ احترام قائداعظم" از محمد سلیم ساقی)

(Ministry of Information & BroadCast۔(حوالہ#۳۳wi))

(حوالہ#۳۵wi)(عبدالقادر حسن روز نامہ جنگ راولپنڈی پیر ۱۶ نومبر ۱۹۹۸ء)

بقیہ: طلوع آزادی

علامہ شبیر احمد عثمانی نے ۱۹۴۹ء میں عید الفطر پر ملت سے خطاب میں فرمایا "استقلال پاکستان رحمت ایزدی کے ظہور کا مقدس دن ہے اور آپ کو یاد ہوگا کہ پاکستان کے قیام کا اعلان ۱۹۴۷ء کے رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع (ستائیسویں شب) کو ہوا۔ آزادی اور استقلال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جس پاکستان کے ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کو جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے موقع پر سرفراز کیا گیا" بحوالہ #۱۱(بحوالہ کتاب "خطبات عثمانی" صفحہ ۲۷۹)

بقیہ (شب قدر اور پاکستان)

مری مال روڈ پر ایک بڑے اجتماع عام میں شب قدر اور شب آزادی (۱۴ اور ۱۵ اگست کی درمیانی شب) کو پڑھی جانے والی نظم۔

یہ رات آج کی لیلائے عالم آرا ہے — ہزاروں صبحوں نے اس رات کو سنوارا ہے
کہا گیا جسے ام الکتاب میں شب قدر — ہیں وہ رات ہے جس کی طرف اشارہ ہے
نیا جہاں ہے نئے مہر و مہ ، نئے انجم — طلسم عہد کہن آج پارہ پارہ ہے
سمٹ چکی ہے دو صد سالہ ظلمتوں کی گھٹا — جبین شب پہ نیا نور آشکارہ ہے
نظر نظر میں نئے دور کا نظارہ ہے

بقیہ نمبر۳

اسی طرح حضرت ابوذر سے اس شب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ان کے مطابق حضرت عمرؓ حضرت حذیفہ اور اصحاب رسول ﷺ میں سے بہت سے لوگوں کو اس میں شک نہ تھا کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ (دیکھیئے ابن ابی شیبہ فہم القرآن صفحہ ۴۰۵) ابن کثیر میں حضرت امیر معاویہؓ اور ابن عباسؓ سے بھی ایسے ہی بیانات مروی ہیں۔ اسی طرح متعدد دیگر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے روایات ستائیسویں شب کے لیلۃ القدر ہونے کے ضمن میں موجود ہیں۔

باب دوم

مدینہ ثانی

قوموں کے لیئے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی

اقبالؒ

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ

''ہم پاکستان کو کرہ ارضی میں جنتِ ارضی بنانے کے آرزومند ہیں۔ہم پاکستان کے ذریعے خلافتِ اسلامیہ کا قیام واحیاء چاہتے ہیں۔ ہاں ہم پاکستان ہی کے ذریعے عہدِ صحابہ کے اسلامی اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے حیات افروز عہد کی یاد تازہ کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارا تو یقین ہے کہ انشاء اللہ پاکستان کے ذریعہ ہی تمام اسلامی مملکتوں کا اتحاد اور خلافتِ اسلامیہ کا قیام عمل میں آئے گا''۔ حوالہ # ۴

Digitized by Google

رسول اللہ ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کا موازنہ

(قائداعظمؒ کی دعا)

ریاستِ پاکستانیہ اور ریاستِ مدینہ میں تخلیقی مماثلتوں اور موازنے پر بحث سے قبل راقم قائد کا اس سلسلہ میں ایک خوبصورت تبصرہ نذرِ قارئین کرنا چاہے گا۔ جس سے قائدؒ کی رسول اللہ ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کے دونوں گوشوں پر گہرے مشاہدے کا بھی علم ہوتا ہے۔

نواب بہادر یار جنگؒ جو کہ ایک بہت بڑی علمی وفکری شخصیت کے مالک انسان تھے۔ وہ قائدؒ کے بمبئی میں قیام کے دنوں میں' ان سے ملتے رہے۔ ایک ملاقات میں قائدؒ سے ملت اسلامیہ' اور خاص طور پر ہندوستان کے مسلمانوں کے حوالے سے' ان کے حال اور مستقبل پر باتیں ہو رہی تھیں تو ان سے قائداعظمؒ نے فرمایا۔

''بہادر یار جنگ آپ جانتے ہیں کہ تاریخِ اسلام کے اولین ایام یعنی دورِ رسالت ﷺ کے دو واضح حصے ہیں یعنی مکی اور مدنی دور، میں نے سیرت نبی اکرم ﷺ کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ مکی دور تنظیم ملت کا دور ہے۔ میں اپنے آپ میں مسلمانانِ ہند کو منظم کرنے کی اہلیت پاتا ہوں اور مطمئن ہوں کہ میں یہ فریضہ ادا کرسکوں گا، مگر مدنی دور دفاعِ ملک وملت اور جہاد کا دور تھا۔ میں اپنے آپ کو جہاد اور غزویات کے متقضیات میں ملت کی راہنمائی کے قابل نہیں سمجھتا ۔ اللہ تعالیٰ کرے جب ملت کو جہاد جیسی اہم ذمہ داری کرنی پڑے، تو اللہ خود اس ملت کو کوئی مردِ مجاہد عطا فرمادے۔'' (حوالہ N1# ۱۵)

Digitized by Google

مدینہ ثانی

آج سے چودہ سو برس قبل جو طوفانِ بلاخیز عرب کے صحراؤں سے اٹھا تھا۔ اور جس نے تمام انسانی امتیازات اور معیارات کے طوق توڑ ڈالے۔ ان لمحات میں ایک نظریاتی امت کا 'ایک بے مثل اور عظیم مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ ایک قوم جو ایک ارفع نصب العین لیکر اٹھی' آن کی آن میں اس نظریاتی نصب العین کے تحت اس نظریاتی نظام کے عملی ظہور سے' عالمِ کفر کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ منقسم' پسماندہ اور جہل کا شکار ' عرب بدھو دیکھتے ہی دیکھتے بنیانِ مرصوص بن گئے۔ ایک فکر اور ایک سوچ کی حامل امت وجود میں آگئی۔ جس کا ایک اپنا اجتماعی شعور ذات Develop ہو گیا۔ اور اس کا اشیاء اور معاملات کو دیکھنے اور پرکھنے کا ایک مخصوص زاویہ نگاہ اور معیار بن گیا۔

چودہ سو برس کے بعد پھر زمانے نے وقت کے منہ زور گھوڑے کی لگاموں کو ماضی کی جانب موڑا۔ سرزمینِ ہند سے تحریکِ پاکستان اٹھی۔ اور وہی نظریہ لیکر اٹھی جو چودہ سو برس قبل ان کا نبی ﷺ لیکر آیا تھا۔ اس تحریک کا سب سے اہم عنصر' روحانی عنصر تھا۔ اور وہ روحانی عنصر نظریہ اسلام ہی تھا۔

اگر پاکستان کی تعمیر حقیقی معنوں میں' بانیانِ پاکستان کے تصور پر ہو جائے' جو کہ اس ریاست کی تخلیق کا حقیقی محرک تھا۔ تو یہ ریاست پورے عالمِ اسلام میں ایک روحانی انقلاب کا موجب بن جائے گی۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

مسلمانانِ ہند کے' اس نصب العین کے برعکس جس کی اساس نظریاتی قومیت تھی'۔ آج دنیائے اسلام پر نظر دوڑایئے تو معلوم ہوگا کہ تمام عالم اسلام ٹکڑوں، عصبیتوں، اور گروہی و نسلی مفادات میں بٹا ہوا ہے۔ ان کی نسلیں اور ممالک کے نام ہی ان کے نزدیک اصل اہمیت کے حامل ہیں۔ اور یہی ان کی قومیت کے نشان بن چکے ہیں۔

قیامِ پاکستان کی بدولت' صدیوں کے بعد یہ موقع میسر آیا ہے کہ ہم اسلام کا اصل چہرہ' ریاست مدینہ کے اصولوں پر اجاگر کر کے دنیا کو دکھائیں۔ ایک مثالی سیاسی، معاشی، معاشرتی، اور عدالتی نظام قائم کریں۔ کہ یہ ہے' خدا کا نظامِ کفالت۔ ہم بتائیں کہ یہ حقیقی Human Rights ہیں۔ اہلِ مغرب جو راگ الاپتے ہیں وہ اس قدرت کے عطا کردہ نظام کے آئینہ اپنی حقیقت دیکھ سکیں

Digitized by Google

گے۔ انہیں معلوم ہو سکے گا کہ اقلیتوں سے کیسے حسنِ سلوک کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ آخری پیغمبر ہیں ان کا چودہ سو برس پرانے اصول آج بھی اسی طرح کارآمد اور کارگر ہیں' جس طرح ان کے زمانہ میں تھے۔ یہ آفاقی اصول وقوانین ہیں۔ جو ہر زمانے کے تقاضے پورے کرتے ہیں۔ اگر یہاں تھیوکریسی سے پاک حقیقی اسلامی ریاست بنتی ہے' تو وہ تجدید و احیائے اسلامی کی ایک عالمگیر تحریک کی صورت اختیار کر جائے گی۔ قیامِ پاکستان کے مقاصد واضح کرتے ہوئے قائدؒ نے فرمایا تھا کہ

''ہماری اپنی آزاد ریاست کا وجود میں آنا بجائے خود مقصد نہ تھا بلکہ حصولِ مقصد کا ایک ذریعہ تھا۔'' حوالہ 15#11

اسلام کی پہلی ریاست یعنی ریاستِ مدینہ کا جائزہ لیجئے تو معلام ہوگا کہ اس نے نہ صرف مثالی معاشرہ' اور اجتماعی قومی کردار تعمیر کیا بلکہ آسمانی ہدایت پر مبنی نظام فلاح کو عملاً متشکل کر کے بھی دکھایا۔ آج ریاستِ پاکستان' احیائے اسلام کیلئے زبردست امکانات رکھتی ہے۔ یہ اس کفر و الحاد میں ڈوب جانے والی دنیا میں' واحد امید کی کرن ہے۔ ہم جس اعلیٰ و ارفع نصب العین کو لیکر اٹھے تھے' اس کو پھر سے اختیار کر کے ایک بہترین قومی زندگی کا آغاز کر سکتے ہیں۔ اس وقت استحصال اور بے انصافی پر مبنی عالمی نظام کے باعث تمام انسانیت ایسے نظام کی متلاشی ہے جو انہیں ان شدید ترین مصائب سے چھٹکارا دے۔

اگر ہم قیامِ پاکستان کے مقاصد کے مطابق ایک ریاست تعمیر کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ ایک شاندار تجربہ اور بڑا کارنامہ ہوگا جو کہ پوری ملت میں ولولہ پیدا کرنے کا باعث بنے گا۔ پاکستان حقیقتاً سارے عالم میں مسلمانوں کا قومی وطن بن جائے گا۔ حضور ﷺ تمام قوموں کیلئے نبی اور رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ انکی رحمت سے پوری دنیا فیض یاب ہو سکے گی۔

Digitized by Google

اقبالؒ، رحمتؒ اور تصورِ پاکستان

پاکستان

ریاستِ پاکستان کا نام اس اعتبار سے بڑی انفرادیت کا حامل ہے کہ یہ اپنے معنی ہی میں ایک نظریہ کو ظاہر کرتا ہے۔ بالکل وہی نظریہ جو اس ریاست کے وجود میں لانے کیلیئے بنیادی محرک تھا۔ یہ نام اپنے معنی و مفہوم میں دیگر ممالک اور علاقوں کے ناموں کے برعکس کسی مخصوص نسل یا علاقے کا اظہار نہیں کرتا۔ ہم نے یہ ملک دستورِ زمانہ کے برخلاف مختلف قومیتوں اور نسلوں کی نفی کرتے ہوئے 'ایک مشترک نظریہ حیات اور فکر کی بنا پر حاصل کیا تھا۔

لفظِ پاکستان ایک نظریاتی قوم کا ترجمان ہے۔ جو زندگی کے بارے میں مخصوص نصب العین رکھتی ہو۔ یہ لفظ جدید ہے اور تاریخ میں اس نام سے کوئی علاقہ برِصغیر میں موجود نہیں تھا۔ یہ نام اس ملک کی تخلیق کے ساتھ ہی دنیا میں متعارف ہوا۔ یعنی لفظِ پاکستان کے اعتبار سے' اس موجودہ خطہِ پاکستان پر ہمارا تاریخی کلیم نہیں ہے۔ جس طرح اہلِ مصر، اہلِ ایران وغیرہ کا اپنی سرزمین پر تاریخی کلیم ہے۔

لفظِ پاکستان ایک روحانی قوم کی عکاسی کرتا ہے۔ جو مخصوص نظریہ حیات اپناتی ہے اور اپنی فردی اور اجتماعی زندگی میں روحانی نمود کا باعث بنتی ہے۔ یعنی ایک روحانی اور پاکیزہ قوم ایک اعلیٰ نصب العین اور بلند معیارِ خودی کی حامل قوم کا پاک مسکن۔ نواب بہادر یار جنگ نے اسکی بڑی خوبصورت عکاسی ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

> ''پاکستان کا مطالبہ کر کے اگر آپ ایسا ملک چاہتے ہیں 'جس میں پاک لوگ بستے ہوں اور خیالات کے اعتبار سے افکار و اعمال اور کردار کے لحاظ سے پاک ہوں تو میرے دوستو یاد رکھو کہ جسمانی ناپاکی دور ہو سکتی ہے ان کو آسانی سے دور ہو سکتی ہے۔ لیکن ذہن و فکر اور قول و عمل کی ناپاکی وہ گندگی ہے اس کو دور کرنے کیلیئے اللہ نے انبیاء جیسی ہستیاں پیدا کی ہیں۔ وہ اسی وقت دور ہو سکتی ہے جب نبی ﷺ کی اتباع کی جائے۔ کیا ان ناپاکیوں میں آلودہ ہو کر جھوٹ کو اپنا شعار بنا کر، مکر و فریب میں مبتلا رہ کر ظلم و استبداد کو جاری رکھ کر کیا ہم دعوے کر سکتے ہیں کہ ہم پاک ہیں۔ اور اگر ہم ان گندگیوں سے پاک نہ ہوئے اور ہمیں ہندوستان کے دونوں گوشوں میں

Digitized by Google

(نواب بہادر یار جنگؒ نے دسمبر ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے انیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی میں' خطاب بحوالہ ''منشور پاکستان'')

پاکستان یا پاک ستان (Pak-Stan)

لندن میں منعقدہ گول میز کانفرنس کے موقع پر چوہدری رحمت علی نے اپنا مشہور پمفلٹ Now or Never نکالا۔ جس کو انہوں نے کانفرنس کے شرکاء اور عالمی راہنماؤں کو ارسال بھی کیا۔ جس میں پاک۔ستان (Pak-Stan) نام سے ریاست کا نام تجویز کیا۔ جسے چند طلباء کی ذہنی اختراع سمجھ کر زیادہ اہمیت نہ دی گئی۔

چوہدری رحمت علیؒ اور ان کے ساتھیوں نے بعد ازاں ان دونوں حروف پاک ستان کو ملا کر ایک لفظ پاکستان کر دیا۔

اکتوبر ۱۹۳۲ء میں علامہ اقبال گول میز کانفرنس میں شرکت کیلئے لندن پہنچے۔ ملکہ این کے محل میں علامہ قیام پذیر تھے۔ وہاں بلند قامت وجیہہ نوجوان چوہدری رحمت علی علامہ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ چوہدری صاحب کیمبرج میں زیرِ تعلیم تھے۔ اس موقع پر علامہ سے چوہدری صاحب نے دورانِ گفتگو فرمایا۔ (دیکھیے ''مکالماتِ اقبال'' از پروفیسر سعید راشد)

رحمت علی آپ کے الہ آباد کے خطبہ (اکتوبر ۱۹۳۱ء) کے بعض نکات پر گفتگو کرنا چاہتا تھا۔

علامہ نے جواباً استفسار کیا کہ کیا آپ نے اسے پڑھا ہے؟ چوہدری رحمت علی نے کہا کہ ''میں نے اسکا بغور مطالعہ کیا ہے۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آپ کیمبرج آئیں اور لیکچر دیں۔''

علامہ نے یہ تجویز باقاعدہ دعو۔۔ مشروط کر کے قبول کر لی۔ لندن میں جن مسلم طلبہ نے علامہ کو استقبالیہ دیا' ان میں چوہدری صاحب پیش پیش تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چوھدری رحمت علی حضرتِ علامہ کی فکر سے متاثر تھے۔ جو انہوں نے خطبہ الہ آباد میں پیش کی۔ علامہ کے تفویض کردہ علاقوں پر' چوھدری صاحب نے پاکستان کا نام تجویز کیا۔

جنوری ۱۹۳۳ء میں چوھدری رحمت علی نے اپنا مشہور کتابچہ ''اب یا کبھی نہیں'' شائع کیا۔ جس

Digitized by Google

کے اندر برِ صغیر کو متعدد آزاد خطوں میں تقسیم کرنے کی تجویز دی گئی، اور شمال مغربی آزاد مسلم ریاست کیلیئے لفظ پاک ستان تجویز کیا گیا جیسا کہ بیان کیا گیا کہ ان کو ملا کر پاکستان کر دیا گیا۔

کانفرنس سے واپسی پر علامہ نے سید نذیر نیازی سے بھی طلبہ سے اپنی اس ملاقات کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا

''ہمارے نوجوان طلبہ نے جو انگلستان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، میری تجویز کردہ ہندی اسلامی ریاست کیلیئے پاکستان کا نام تجویز کیا ہے۔'' (حوالہN#۴)

ایک اور موقع پر سٹینلے جونز کے مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ نے سید نذیر نیازی سے فرمایا۔

''تھوڑا بہت اتحاد جو لیگ کی بدولت قائم ہو گیا ہے بڑا امید افزاء ہے کانگریس کس قدر مرعوب ہے اس اتحاد کے نتائج بڑے شاندار ہوں گے اگر کہیں مسلمانوں کو ایک قطعہ ارض مل جائے تو اور بھی اچھا ہو۔''

نذیر نیازی — پاکستان!

علامہ — ہاں پاکستان یا اسے جو بھی چاہیئے کہہ لو۔

(حوالہN#۵)

چوہدری رحمت علیؒ نے Pakistan National Movement کی بنیاد رکھی۔ چوہدری صاحب اپنی تصنیف .Pakistan: Father Land of Pak Nation ''پاکستان: پاک قوم کا آبائی وطن'' میں رقم طراز ہیں کہ 'پاکستان'۔ یہ نام میں نے اپنے مشترکہ ہندوستانی اور ایشیائی وطن کے لئے ایجاد کیا تھا۔ پاکستان فارسی اور اردو زبانوں کا لفظ ہے۔

لفظِ ''پاکستان'' میں 'پ' P پنجاب کو 'الف (ا)' A افغانیہ (صوبہ سرحد) کو 'ک' K کشمیر کے لئے 'س' S سندھ کو 'تان' TAN بلوچستان کو Reffer کیا گیا۔

(حوالہ #۳۸۔ زعمائے پاکستان)

چوہدری رحمت علی نے پاکستان Pakistan کے وسیع تر مفہوم میں اوپر کے صوبوں کے علاوہ (I) ایران، (T) ترکستان اور (A) افغانستان کے لئے بھی استعمال کیا۔

(حوالہ N#۳۹۔ ''زعمائے پاکستان'' مضمون 'چوہدری رحمت علی')

اس وسیع تر پاکستان کی تعریف وہ یوں کرتے ہیں

Digitized by Google

پاک لوگوں کی آبائی سرزمین جو روحانی طور پر پاکیزہ اور صاف ستھرے ہوں۔ نظریہ پاکستان کے حوالے سے چوہدری رحمت علی، رقمطراز ہیں۔

''پاک نظریہ ہندوستان کے خیالی اتحاد پر تباہ کن اثرات ڈالے گا۔ یہ ہندوستان کی متحدہ قومیت اور متحدہ علاقے کے نظریہ کو تباہ و برباد کر دے گا۔ اور دینیہ میں کثیر القومیتی اور کثیر العلاقہ جاتی کے نظریہ کو تقویت دیگا''۔ (حوالہ #۴۰)

چوہدری رحمت علی ہندوستان کو دینیہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں

''آج کل غلطی سے جسے انڈیا یعنی ذات پات والے ہندو دھرم اور ذات پات رکھنے والے ہندوؤں کا بلاشرکت غیرے علاقہ کہا جاتا ہے۔ وہ اعتقادات اور انسانیت کی رو سے دینیہ یعنی بہت سے مذاہب اور برادریوں کا مشترکہ علاقہ ہے۔ انڈیا ایک ملک نہیں بلکہ یہ براعظم ہے۔ یہاں بہت سی اقوام' ثقافتیں' زبانیں' نسلیں' بالکل مختلف ملتے ہیں اور بھی مسلم عہد سے قبل تاریخ میں یہ ایک وحدت نہیں تھا''۔ (حوالہ #۴۰)

راجندر پرشاد اپنی کتاب **India Divided** میں لکھتے ہیں۔ چوہدری رحمت علی دوقومی نظریہ پر نہایت سخت موقف رکھتے اور اس کی نشرواشاعت کرتے تھے۔

چوہدری رحمت علی نے دراصل مختلف اور متضاد اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر انڈیا میں دیگر مسلم ریاستیں قائم کرنیکی بھی تجویز دی۔ بنگال اور آسام کو ملا کر بانگ اسلام، اسی طرح عثمانستان (حیدرآباد دکن) صدیقستان وغیرہ وغیرہ۔ ہندوستان کی تقسیم کے اس پلان میں ایک اصول کارفرما نہیں رکھا گیا' کہیں مسلم حکمرانوں کی موجودگی اور کہیں مسلم آبادی کی اکثریت کو معیار بنایا گیا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ مختلف اصولوں کے تحت پیش کیے گئے اس منصوبہ کو مسلم لیگ کے لئے ۱۹۴۰ء تک قبول کرنا مشکل تھا۔ مروجہ جمہوری اصولوں کے تحت اس نظریہ کے مطابق جدوجہد ناممکن تھی۔ اس لئے علامہ اقبال اور قائد دونوں اپنے مجوزہ مسلم ریاست کے مطالبہ کیلئے لفظِ پاکستان کا نام استعمال کرنے سے گریزاں رہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ چوھدری صاحب کی مکمل فلاسفی بھی وابستہ تھی۔ بعدازاں جب ہندو پریس نے قرارداد لاہور کو پاکستان کا نام دیکر اچھالا' تو اس صورتِ حال میں مسلم قیادت کیلئے اسے اختیار کرنا آسان ہوگیا۔

Digitized by Google

جب ہندو پریس نے قرارداد لاہور کو پاکستان کا نام دیکر اچھالا' تو اس صورتِ حال میں مسلم قیادت کیلئے اسے اختیار کرنا آسان ہو گیا۔

ہندو عقیدہ کی ضد

یہ بھی ایک دلچسپ امر ہے کہ البیرونی نے ہندوستان پر اپنے مشہور سفر نامہ ''کتاب الہند'' کے آغاز ہی میں رقم کیا ہے کہ ہنود کے عقیدہ کے مطابق پوری کائنات میں فقط انہی کا وطن پاک ہے بقیہ تمام تر سرزمیں ناپاک اور اور پلید ہے۔ چونکہ ہر بیرونی سرزمین پلید ہے لہذا ہر بیرونی فرد ملیکش یعنی پلید ہے۔ لفظ و نظریہ پاکستان دونوں ہی اس ہندو عقیدہ کی نفی ہیں۔ اسلام کی آسمانی تعلیمات کی رو سے بت پرست نجس یعنی پلید ہیں۔ اور اللہ پر ایمان رکھنے والے با کردار لوگ پاک اور پوتر ہیں۔
پاکستان کا نام بھی اس اعتبار سے بہت خاص ہے کہ یہ ہندو عقیدہ کی ضد ہے۔

چوہدری رحمت علیؒ نے ایشیائی مسلم اتحاد کو PAK-ASIA ''پاک ایشیا'' کا نام دیا نیز عالمی مسلم اتحاد کا نام ISLAMISTAN ''اسلامستان'' رکھا۔ یہ خواب ابھی پورا ہونا باقی ہے۔

اسی طرح اتحادِ ملی کے عظیم داعی اور مفکر جمال الدین افغانیؒ نے بھی ایک وسیع اور مضبوط مسلم ریاست کا خواب دیکھا۔ جس میں وسطی ایشیاء کی اشتراکی ریاستیں، افغانستان اور برِ عظیم کے شمال مغرب کے مسلم اکثریت کے علاقے شامل تھے۔ (دیکھیئے ''برِ عظیم پاک و ہند کی ملتِ اسلامیہ صفحہ ۳۸۳)

بہادر شاہ ظفر اور چوہدری رحمت علیؒ کی تکریم

پاکستان جو مسلمانانِ ہند کا Revival ہے۔ مسلمانوں کی ہند میں عظمتِ رفتہ کی آئینہ دار آخری سلطنت' مغلیہ سلطنت تھی۔ انگریزوں کی آمد کے بعد اس وسیع اور عظیم سلطنت کا چراغ گل ہوا۔ آخری تاجدارِ ہند بہادر شاہ ظفر جو آج تک دیارِ غیر میں مدفون ہیں۔ انہیں آزادی وطن کے بعد کوئے یار میں دفن کیا جانا چاہیے تھا۔ حکیم سعیدؒ نے مدینۃ الحکمت کراچی میں آپ کے جسدِ خاکی کیلئے جگہ متعین کی تھی۔

اسی طرح خالقِ لفظ پاکستان چوہدری رحمت علیؒ کی میت آج تک کیمبرج میں امانتاً مدفون ہے۔ جو کہ شرمناک بات ہے۔ چوہدری صاحب کی میت کو مزار قائدؒ میں دیگر زعماء کے ساتھ مدفون کرنا ہے۔ حکومت پاکستان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مزید بے حسی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے غیرتِ ملی کا ثبوت دے اور اس سلسلہ میں فوری اقدامات کرے۔

Digitized by Google

ریاستِ مدینہ اور ریاستِ پاکستانیہ میں موازنہ

اسلامی مملکت پاکستان دوقومی نظریہ کی بنا پر وجود میں آئی۔ جسکا مقصد اسلام کی عملی تجربہ گاہ کا قیام تھا۔ مسلمانوں کی پہلی نظریاتی ریاست ''مدینہ منورہ'' خود نبی ﷺ کے ہاتھوں تخلیق ہوئی۔

۶۱۰ء سے ۶۲۲ء تک مکہ میں' رسول اللہ ﷺ نے پہلی مسلمان قوم تخلیق کی۔ پھر ۶۲۲ء میں ہجرت فرما کر' قرآن کے زیر سایہ مصیبتوں اور آزمائشوں میں پلے ہوئے مسلمانوں نے' مدینۃ النبی ﷺ میں پہلی خودمختار مسلم ریاست کی بنا ڈالی۔ اس ریاست کے شہریوں میں اس وقت مسلمان، یہود، عیسائی، اور مشرکین سب شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دارالہجرہ سے موسوم کیا۔ یعنی وہ دار جہاں اسلام کی خاطر ہجرت ہوئی۔

مدینہ منورہ کی اس ریاست کے بعد یہی پاک سرزمین ہے جو نظریہ اسلام کی بنا پر ایک نظریاتی ریاست کہلاتی ہے۔ جو مسلمانانِ ہند کیلئے دارالہجرہ بنی۔

ہجرت آئینِ حیاتِ مسلم است
ایں زا سبابِ ثباتِ مسلم است
معنی او از تنک آبی رم است
ترکِ شبنم بہر تسخیرِ یم است

برطانوی مصنف کینتھ کریگ نے اپنی تصنیف ''موجودہ اسلام میں مجلسِ شوریٰ'' میں تحریر کیا ہے کہ

> ''پاکستان بطور پالیسی اور امرِ واقعہ، دورِ حاضر میں اسلام کے بارے میں مسلمانوں کے نقطہ نظر کا یقینی مظہر ہے۔ پاکستان نے اسلام کو واضح اور معین کرنے کے سلسلہ میں وہی کام کیا ہے' جو ساتویں صدی عیسوی میں ہجرتِ نبوی نے کیا تھا۔'' (حوالہ #۱۰)

ریاستِ مدینہ' جہاد و قتال کی بجائے فکری و نظریاتی اور علیحدہ مسلم قومیت کی بنا پر وجود میں آئی' رسول اللہ ﷺ نے مسلم قومیت کی بنیاد پر اسلام کی مرکزیت مدینہ میں قائم کی اور ایک آسمانی ہدایت

Digitized by Google

پر بنی نظام بھی وضع کیا۔ کسی بھی نظام کے عملی قیام کیلئے ضروری ہے کہ اس نظریہ کے پیرو کار پہلے کسی مخصوص خطہ میں اپنی مرکزیت قائم کریں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ اس کے بغیر الہٰی نظام کو متشکل نہیں کیا جا سکتا۔ علامہ اقبال نے ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو خطبہ آلہ آباد میں فرمایا۔

''اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت ایک تمدنی قوت کے زندہ رہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کرے''

(حوالہ N#۶)

اسلام کی مرکزیت قائم کیئے بغیر اسلام کا نصب العین حاصل نہیں ہوتا۔ علامہ اقبالؒ کی طرح اس حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے 'علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مدینہ منورہ کی پہلی قائم شدہ اسلامی نظریاتی ریاست کو ''پہلا پاکستان'' قرار دیا وہ فرماتے ہیں

''مشیعتِ الٰہی کے زبردست ہاتھ نے آخر کار اپنے رسول مقبول ﷺ کی تاریخی ہجرت سے مدینہ منورہ میں ایک طرح کا ''پاکستان'' قائم کر دیا''

(حوالہ N#۷)

حضرتِ قائداعظمؒ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے۔ اور وہ بھی ریاستِ مدینہ کی طرز پر پاکستان کی ریاست اور اسکا نظام وضع کرنا چاہتے تھے، اس کی عکاسی ان اس بیان سے ہوتی ہے جس کے مطابق انہوں نے ایک مرتبہ (۱۹۴۶ء) میں اپنے رفیق اور ممتاز صحافی ڈاکٹر ضیاء الاسلام صاحب سے فرمایا تھا

''ہمیں پاکستان کی تعمیر اسلام کے اصولوں کی بنیاد پر کرنا ہے میں تم سے کہوں گا تم حدیث پڑھو تا کہ ہم جان سکیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جب مدینہ کی ریاست قائم کی تھی تو مسائل کو کیسے حل کیا۔'' (حوالہ #۱۶)

ریاستِ مدینہ کے حالات کا جائزہ لیں تو 'ہجرت مدینہ سے قبل حضرت مصعب بن عمیرؓ نے مدینہ کے بارے میں جو حالات حضور ﷺ کو رپورٹ کیئے۔ اس کے مطابق ہر گھرانے اور خاندان سے کوئی نہ کوئی فرد مسلمان ہو چکا تھا اور پورے مدینہ میں ہر گھرانے کا موضوع بحث اسلام ہی تھا۔ ان سازگار حالات میں حضور ﷺ نے ریاست مدینہ کی بنا ڈالی اور آسمانی راہنمائی پر مبنی نظام قائم فرمایا۔

کچھ اسی قسم کے حالات میں پاکستان بھی قائم ہوا۔ جہاں ہند کے مسلمانوں کے لئے مرکزیت

Digitized by Google

نظریہ اسلام کی بنا پر قائم کی گئی۔ پچھلے ۵۰ برسوں سے اس ریاست کا موضوعِ بحث بھی اسلام ہی ہے۔ ملتِ پاکستانیہ اسلام پسند قوم ہے یہی وجہ ہے کہ اس نام اور نظام کیلئے حکمرانوں کے ہاتھوں یہ بلیک میل ہوتی رہی ہے۔ اسلام مسلمانانِ پاکستان کی کمزوری ہے بدترین اور لادین حکمران بھی یہاں اسلام کا نام لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسلام کا معاشی، معاشرتی اور سیاسی ڈھانچہ ۵۰ برسوں سے زیر بحث ہے۔ سودی نظام کو پہلے ہی کلعدم قرار دیا جا چکا ہے۔

ریاستِ مدینہ اور ریاست پاکستانیہ کی نظریاتی تخلیق نے ان دونوں ریاستوں میں بعض حیرت انگیز مماثلتیں پیدا کر دیں ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

موازنہ

ریاستِ مدینہ	ریاستِ پاکستانیہ
۱. ریاست مدینہ کے ظہور سے قبل بت پرست مشرکین مکہ اس ریاست کے مسلمانوں اور دین اسلام کے خلاف تھے۔	۱. ریاست پاکستان کے منصۂ شہود پر آنے سے قبل بت پرست مشرکین ہند اس ریاست کے مسلمانوں اور دینِ اسلام کے خلاف تھے۔
۲. یثرب کا نام مدینہ، رسالت مآب ﷺ کی اور ان کے جانثار صحابہ کی بابرکت آمد کے بعد پڑا۔	۲. پاکستان کا نام بھی عالمی نقشہ پر اس وقت تاریخ میں پہلی مرتبہ ابھرا جب قائداعظمؒ کی قیادت میں ہندوستان کے شمال مغربی صوبہ جات اور مشرق میں بنگال میں آنے اور ہجرت کے بعد ایک ریاست قرار پانے کے بعد وجود میں آیا۔
۳. ریاست مدینہ کے قیام کے وقت مسلمانوں کی کچھ مخصوص تعداد مکہ میں رہ گئی۔ جن کی عزت و آبرو اور جان و مال متواتر خطرے میں تھا۔ ایک پر خطر ہجرت کر کے مسلمان مدینہ چلے گئے۔ (حوالہ N#۱۲)	۳. قیام پاکستان کے وقت تاریخ کی عظیم ہجرت عمل میں آئی اور بہت سے مسلمان ہندوستان میں رہ گئے جن کی عزت آبرو جان و مال اور بقاء متواتر خطرے میں گھری ہے۔ (حوالہ N#۱۳)

Digitized by Google

بدنظمی کا شکار ہوئے۔ شرک کیا اور تفرقہ بندی میں گرے اور چالیس برس تک بھٹکتے رہے۔

بنی اسرائیل کی اس غلام زدہ بے کردار نسل کو اللہ نے ہٹا کر ان کی جگہ انہی میں سے ایک نئی نسل کھڑی کر دی۔ یہ ایک آزاد ملک میں پیدا ہونے والی نسل تھی جنہیں آزادی کی قدر و قیمت کا احساس تھا۔ اس قوم نے حضرت یشوع کی قیادت میں انقلاب برپا کیا اور پھر بذریعہ جہاد اپنا اصل دارالسلطنت ارض موعود (Promised Land) حاصل کیا۔ اور اسی کے ساتھ بنی اسرائیل کے دورِ عروج کا آغاز ہوا۔ قوم نے ارض موعود مشرکین (بت پرستوں) سے لڑ کر آزاد کرایا اور تمام فلسطین پر بنی اسرائیل کی حکومت قائم ہوگئی۔

ملتِ پاکستانیہ

مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد مسلمانانِ ہند ایک بیرونی دشمن برطانیہ کی جبری غلامی میں چلے گئے۔ اس دورِ غلامی میں جہاں انگریز نے مسلمانوں میں سے قوم فروش اور اپنا وفادار طبقہ تیار کیا وہاں اس نظام میں ہمیں ایک بلند کردار اور نورِ فراست کی حامل قیادت بھی میسر آئی۔ علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ جیسے جدید تعلیم یافتہ اور انگریز کے نظامِ حکومت کو سمجھنے والے رہنما میسر آئے۔ جو حکمرانوں' غیر ملکی آقاؤں کے ساتھ' آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی اہلیت رکھتے تھے۔

قائداعظمؒ جنہیں بعض سکالرز نے ظاہری حالات کی مشابہت کی بنا پر Modern Moses لکھا ہے۔ ایک انگریز صحافی ایچ۔ وی۔ ہاڈسن اپنے آرٹیکل مطبوعہ ''السٹریٹڈ لندن نیوز'' دسمبر ۱۹۷۶ء میں رقم طراز ہے کہ

> ''جناح پاکستان کے عوام کے قومی ہیرو ہیں۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ نے سرزمین موعود تک بنی اسرائیل کی راہنمائی کی تھی۔ قائدِ اعظمؒ نے ہندی مسلمانوں کی اسی طرح راہنمائی فرمائی اور پاکستان حاصل کر لیا۔'' (حوالہ N#۱۰)

قائدؒ حکومت کے اداروں میں شامل رہے۔ انگریز کی زبان اور اس کے قانون اور آئین پر انہیں مکمل گرفت حاصل تھی۔ انگریز کی سیاست اور ان کے داؤ پیچ سے بخوبی آگاہ تھے۔ قائدؒ نے انگریز حکمرانوں کو دلائل و براہین اور ہر فکری محاذ پر شکست دی۔ دو قومی نظریہ کو پھر سے زندہ کیا اور اسی نظریاتی قومیت کی بنا پر قوم کو متحد و منظم کر کے ایک پلیٹ فارم پر لائے۔ قائدؒ نے بغیر جنگ لڑے مسلمانانِ ہند کو ایک جاءِ پناہ پاکستان کی صورت میں لے کر دی۔ تاکہ اسلام کے اصل چہرہ کو دنیا کے سامنے دکھایا جائے۔ پاکستان کے قیام میں بھی تاریخ کی عظیم ہجرت عمل میں آئی۔

Digitized by Google

ملتِ پاکستانیہ نے بھی دورِ غلامی کے اثرات سے نجات حاصل نہ کی۔ انہیں آزاد و خودمختار قوموں کی طرح سوچنا اور رہنا نہ آیا۔ ہم من حیث القوم بدعنوانی اور بے کرداری کا شکار رہے ہمیں بھی سامراجی دور کے پرانے وفادار اور قوم فروش رہنما میسر آئے۔ قوم ۵۰ برسوں سے اپنی حقیقی منزل سے بھٹکی ہوئی دیکھائی دیتی ہے۔ ہمیں پاکستان کی صورت میں ایک مرکز یعنی ایک نیا سینا میسر ہے لیکن ہم ۵۰ برسوں سے نفرتوں فرقہ پرستی علاقائیت، نسلیت اور زر پرستی کا شکار ہو کر شرک میں مبتلا ہیں۔

علامہ یوسف جبریل پاکستان کی سینا سے نسبت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں،

"دورِ حاضر کی اس ملحدانہ مادہ پرستی کی اتھاہ تاریکیوں میں ہراساں اور دل گرفتہ قومیں اس متوقع طور پر سینا پر نگاہیں جمائے معجزہ رونما ہونے کی منتظر ہیں۔ مگر افسوس کے موسیٰ اپنے اللہ سے ملنے گئے اور سامری نے دنیا پرستی کا گوسالہ تیار کر لیا اور قوم ہمہ تن اس کی پرستش میں منہمک ہوگئی۔ ہارون نے مضطربانہ داد و فریاد کی۔ مگر کسی نے نہ سنی۔ اور آخر قضائے مبرم بھائی کے ہاتھوں بھائی کے قتل پر منتج ہوئی۔ پاکستان بنا تو ہم نے سمجھا کہ ہم اپنے مقصد کو پہنچ گئے۔۔۔ مگر اللہ سے کیا ہوا وہ قرآنی عہد شیطان نے ہمارے ذہنوں سے محو کر دیا اور ہم مٹی کے گھروندے بناتے اور مٹاتے رہے۔ ہم نے جسم کو اپنایا مگر روح کو بھول گئے۔ زمین سے رشتہ جوڑا۔ اللہ سے توڑ لیا۔ پاکستان کو پایا مگر نظریہ پاکستان کو کھو دیا۔" (حوالہ N#11)

اب ۵۰ برسوں کے بعد اس ملک میں ایک نئی نسل پروان چڑھ رہی ہے۔ جو کہ ایک آزاد خطے میں پیدا ہوئی ہے۔ وہ آزاد قوموں کی طرح سوچتی ہے، انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب قوم، یہ اپنا کھویا ہوا مقام اور اصل مقصد و منزل حاصل کرے گی۔

مسلمانوں نے برعظیم پر قریباً ایک ہزار سال حکومت کی ہم تاجِ دہلی سے بے دخل کئے گئے۔ ہماری ارضِ موعود پورا برعظیم ہے جسے ہم نے بذریعہ جہادِ ہند حاصل کرنا ہے۔ اس کے مطلق پیغمبر اسلام نے خبریں دی ہیں۔

Digitized by Google

تاریخِ ہسپانیہ وغرناطہ اور تاریخِ ہندیہ و پاکستانیہ میں موازنہ

اے گلستانِ اندلس! وہ دن ہیں یاد تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
(اقبالؒ)

۷۱۲ء میں تاریخِ اسلام کے عظیم مجاہد طارق بن زیاد نے، کشتیاں جلا کر (واپسی کے دروازے بند کر کے) ہسپانیہ فتح کیا۔ اسی برس نوجوان مسلم جرنیل محمد بن قاسم نے براستہ سندھ ہندوستان میں اسلام کا آغاز دیبل کی فتح سے کیا۔ جہاں راجہ داہر کو شکستِ فاش دی اور رعایا کو حکمرانوں کے جبر سے نجات دلائی۔ یعنی ہسپانیہ اور ہندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کا آغاز اور اسکے ذریعہ باقاعدہ اسلام کا داخلہ ایک ہی برس ہوا۔ برعظیم میں مسلمانوں نے سینکڑوں برس حکومت کی، کسی جگہ بارہ سو برس کہیں ہزار، کہیں چھ سو اور کہیں چار سو سال بعینہٖ مسلمانوں نے ہسپانیہ میں بھی سینکڑوں برس ایسی ہی صورتحال میں حکومت کی۔

اس قدر طویل المدت حکومتوں کے باوجود سپین میں مسلمان اقلیت میں رہے۔ ہندوستان میں بھی مسلمان کثیر مدتی طویل مسلم دورِ حکومت کے باوجود اقلیت میں رہے۔

جب ہسپانیہ کے بیشتر حصہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا تو باقی غرناطہ بچا۔ غرناطہ تمام تر ہسپانیہ کے مسلمانوں کے لئے امید کی واحد کرن اور آس تھی۔ جب تک غرناطہ قائم رہا، مسلمان ہسپانیہ کے اندر مسیحوں کی حکومت کے باوجود اپنا علیحدہ تشخص، دین کی درس و تدریس، کاروبارِ زندگی اور زمینداری وغیرہ کرتے رہے، باوجود اس کے کہ مسلمان ان مسیحی حکمرانوں کے تابع تھے، جن پر وہ کئی سو برس حکومت کر چکے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ غرناطہ کی مسلم ریاست موجود تھی۔ مسیحوں کو یہ ریاست ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ منظم اور گہری سازشوں کے ذریعہ غرناطہ کی ریاست کو نہ صرف اندرونی طور پر بے حد کمزور کر دیا گیا بلکہ مختلف تعصبات، فرقہ واریت، بدانتظامی، بدعنوانی اور انارکی کا شکار کرنے کے بعد اندرونی اور بیرونی سازشوں کا جال پھیلا کر غرناطہ کو فتح کر لیا گیا۔

غرناطہ فتح ہونا تھا، مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ لاکھوں مسلمان قتل کر ڈالے گئے۔ لاکھوں کو

Digitized by Google

زبردستی عیسائیت میں داخل کر دیا گیا اور لاکھوں کی تعداد میں ملک بدر کر دیے گئے۔ غرناطہ کا فتح ہونا تھا کہ ہسپانیہ سے نہ صرف اسلام کا خاتمہ ہو گیا بلکہ مسلمان بھی عبرت کا نشان بنا دیے گئے۔

اس وقت پاکستان بھی برصغیر کا غرناطہ ہے۔ آج پاکستان کی بدولت کروڑوں افراد آزادی کا سانس لے رہے ہیں۔ ہندوستان کے اندر مسلمان کسمپرسی میں ہی سہی لیکن اپنا علیحدہ تشخص قائم رکھے ہوئے ہیں۔ وہ آج بھی علیحدہ قومیت ہیں۔ اور ہسپانیہ کے مغلوب مسلمانوں کی مانند کاروبار زندگی گزار رہے ہیں۔ بنگلہ دیش کے کروڑوں مسلمان' پاکستان کی بدولت آزادی کا سانس لے رہے ہیں۔ بنگلہ دیش کے اہل دانش اور بانظر افراد اس بات کو خود تسلیم کرتے ہیں ان کی آزادی محض پاکستان کے طفیل ہے۔ یہی نہیں بلکہ جنوبی ایشیاء کے دیگر چھوٹے ممالک کو بھی پاکستان کی بدولت بھارتی قبضہ سے نجات ملی ہوئی ہے۔ (معاذاللہ) پاکستان کے خلاف سازشوں کی کامیابی کی صورت میں ہمارا حشر بھی ہسپانیہ کی مسلم ملت کی مانند ہوگا۔ پاکستان نے ہمیں نشاۃ ثانیہ کا موقع فراہم کیا ہے۔ آج برصغیر کا غرناطہ بھی گھمبیر مسائل' اندرونی و بیرونی دشمنوں کی گہری سازشوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ قتل و غارت گری' فرقہ واریت' عصبیت' انتظامی بدانتظامی' بدعنوانی اور شدید انارکی کی زد میں ہے اور ہسپانیہ کے غرناطہ کی مانند مشکلات میں گھرا ہے۔ نیز ہسپانیہ میں بھی مسلم سلطنت کے خاتمہ میں یہود کی سازشوں کا بھی عمل دخل تھا۔ آج بھی یہود عالمی اداروں اور پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کے ذریعہ' مسلمانانِ ہند کی آخری آس پاکستان کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔

تاریخِ پاک و ہند اور غرناطہ و ہسپانیہ میں فرق

ہسپانیہ میں مسلمانوں نے مسیحوں کو فتح کر کے' ان پر حکومت کی۔ سپین میں مسلمانوں کی حکومت کے زوال اور پھر غرناطہ کی حکومت کی ضعیفی اور پھر خاتمے کے بعد پورے ہسپانیہ پر عیسائی حاکم ہو گئے اور انہوں نے وہاں سے اسلام کا نام مٹا دیا' ان کے سینوں میں صدیوں سے مسلم دشمنی پل رہی تھی۔ نہ صرف مسلمانوں کو ختم کیا گیا بلکہ ان کے شعائر اور عبادت گاہیں گرائی گئیں اور انہیں چرچوں میں بدلا گیا۔ اس کا موازنہ اگر ہندوستان میں مسلم تاریخ سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہسپانیہ کی مانند جب ہند میں مسلم بادشاہت کا زوال ہوا اور مرہٹوں نے زبردست قوت پکڑی اور مسلمانوں کے خاتمے کا اعلان کیا تو احمد شاہ ابدالی نے عارضی طور پر اس سانپ کو کچلا مگر اس کا خاتمہ نہ ہوا۔ اس

Digitized by Google

دوران ایک تیسری قوت انگریز برصغیر پر حکمران ہو گئے انہوں نے اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا اس لئے انہوں نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے مقابلے میں پسماندہ رکھا مگر جڑ سے ختم نہیں کیا کیونکہ مسلمانوں نے ان پر نہ ہی حکمرانی کی تھی اور نہ ہی ان سے زیادتی کی تھی۔ مگر انگریز کے جانے کے بعد برصغیر کی بعینہٖ وہی صورت حال بن گئی جو غرناطہ اور ہسپانیہ کی تھی۔ یعنی مسلم ریاست پاکستان اور وسیع ہندو ریاست بھارت قائم ہو گئی۔ آج تاریخ ابھی تک اپنے آپ کو دہراتی دکھائی دیتی ہے۔ بھارت نے ہندو انتہا پسند تنظیمیں اقتدار میں ہیں' ان کا ایجنڈا پورے برصغیر سے مسلمانوں کا کلیتاً خاتمہ ہے۔ مسلمانوں کی اہم عبادت گاہ (بابری مسجد) علامتی طور پر گرائی جا چکی ہے جو کہ مسلمانوں کے خلاف' ان کے سرزمینِ ہند سے ایک خاتمے کے اعلان کا درجہ رکھتی ہے۔

قائداعظمؒ اس حقیقت کو بخوبی آگاہ تھے۔ کہ انگریز کے جانے کے بعد ہندو پورے ہندوستان کے حکمران بننے کے بعد مسلمانوں کا کیا حشر کریں گے۔ جبکہ طویل مسلم دورِ حکومت میں ان کی طویل غلامی کا عناد ان کے سینوں میں بدستور قائم تھا۔ ۲۲ مارچ ۱۹۴۵ عیسوی میں پاکستان ڈے کی تقریب میں قائدؒ نے فرمایا تھا کہ

> ''اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک سے اسلام کا نام ونشان نہ مٹ جائے تو اس کے لئے مطالبہ پاکستان نہ صرف یہ کہ ایک عملی نصب العین ہے بلکہ یہی اور صرف یہی واحد نصب العین ہے۔ یاد رکھو اگر ہم اس جدوجہد میں ناکام رہے تو ہم تباہ ہو جائیں گے اور پھر اس برصغیر میں مسلمانوں کا اور اسلام کا نام ونشان تک مٹ جائے گا۔''

یہ قائدؒ کی دوررس نگاہیں تھیں جو دیکھ سکتی تھیں کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی بہت زیادہ اکثریت ہے۔ مغربی جمہوریت کے تحت وہ بلاشرکتِ غیرے مسلط ہو جائیں گے۔ قائد نے اس خطرے کو بھانپتے ہوئے قیام پاکستان کو اسلام اور مسلمانانِ ہند کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ بھی قرار دیا۔ کچھ ایسے ہی خدشات کا اظہار حضرت علامہ اقبالؒ نے بھی اپنے آخری ایام میں کیا۔ انگریز بہادر کے جانے کے بعد مسلمانوں اور اسلام کا حصار برصغیر کا غرناطہ پاکستان قائم ہو گیا۔ پاکستان اور غرناطہ میں ایک اور فرق یہ بھی ہے کہ غرناطہ کی ریاست مسلمانانِ ہسپانیہ کا حصار تھی، جبکہ پاکستان نہ صرف مسلمانانِ ہند کیلیئے بلکہ مسلمانانِ عرب کیلیئے بھی ہندو شہنشاہیت سے بچنے کا حصار ہے۔ نیز یہ ریاست اذن اللہ ہے اور خصوصی کردار کی ادائیگی کیلیئے حکم خداوندی سے قائم ہوئی ہے۔

Digitized by Google

برصغیر کا غرناطہ اور بھارتی عزائم

بھارت اس رمز کو بخوبی سمجھتا ہے' وہ جانتا ہے کہ جس طرح ہسپانیہ سے' یکساں صورت حال میں مسلمانوں اور اسلام کا' خاتمہ کیا گیا اسی طرح پاکستان کے خاتمے سے یہ مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ان عزائم کے حصول کی غرض سے' مختلف اوقات میں' بھارت اپنے دانشوروں' سیاسی مدبروں اور انتظامیہ کے ماہرین کو سپین میں تحقیق کی غرض سے بھیجتا رہا ہے کہ وہاں تاریخی شواہد اور حوالوں نیز تاریخی عوامل کی روشنی میں دیکھا جائے کہ ہسپانیہ سے مسلمانوں کے خاتمے کے لئے کیا Strategy اپنائی گئی۔ بھارتی ماہرین وہاں کا تاریخی ریکارڈ اور دستاویزات دیکھتے اور غرناطہ سے اسلام اور مسلمانوں کے مٹائے جانے کے آزمودہ نسخہ جات اور طریقے حاصل کرتے رہے ہیں۔ جن میں مسلمانوں کی پورے ہسپانیہ سے' ان کی مرکزیت کو تباہی سے دوچار کیا گیا تھا۔ بھارتی نیتا اسی پیٹرن پر برصغیر کے مسلمانوں کے مرکز پر زد لگانا چاہتے ہیں۔ جس کیلئے وہ ڈھکی چھپی اور ظاہری منصوبہ بندی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

یہ حقائق بھی منظر عام پر آچکے ہیں کہ اہم ہندو دانشور اور مدبر بسکر اور ڈی۔ پی۔ دھر وغیرہ تحقیق و مہارت کی غرض سے سپین جاتے رہے۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان کے فوری بعد سے جاری و ساری ہو گیا تھا۔ انہی کی کڑیاں ۶۵ اور ۷۱ عیسوی کی پاک بھارت جنگیں ہیں۔ آج کا پاکستان ہنود اور یہود کی گہری سازشوں کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے۔ پاکستان ایک طرف اندرونی تعصبات اور گھمبیر مسائل اور تباہ حال معیشت کے باعث جکڑا جا رہا ہے۔ یہ ریاست تخلیق کے وقت ہی سے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی خفیہ اور منظم سازشوں کی لپیٹ میں رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانانِ ہند اور مسلمانانِ عالم کے اس حصار کو اپنے حفظ و امان میں رکھے' آمین۔

Digitized by Google

پاکستان: عالم اسلام کا فکری و روحانی مرکز

فرمان نبوی ﷺ کی رو سے ہر صدی کے سرے پر اللہ تعالیٰ ایسا شخص بھیجتے ہیں جو دین پر پڑنے والے غبار دور کر کے اصل چہرہ کو پھر سے تازہ کر کے لوگوں کے سامنے رکھتا ہے۔ پہلے ہزار برس کے تمام تر مجددین امت عرب میں پیدا ہوئے۔ جنہوں نے فکری و روحانی محاذ پر عظیم خدمات انجام دیں۔ اور پھر اس کے بعد اہلِ عرب کے دورِ عروج کا اختتام ہوا۔ اور یہ مرکز علم و فکر عرب سے دوسرے ہزار سال کے شروع میں منتقل ہو گیا۔

پاکستان کی روحانی نمود

(پاک و ہند کی چار سو سالہ تاریخ ' ۱۰۰۰ھ تا ۱۴۰۰ھ)

اسلام کے پہلے ہزار سالہ دور میں امت کا فکری اور سیاسی مرکز خطہ عرب ہی رہا۔ (دور نبوی تا ۱۰۰۰ ہجری) یعنی یہ دور عرب کا ہزار سالہ فکری و سیاسی بالادستی کا دور ہے۔ اس عرصہ میں بہت بڑی بڑی نامور مسلم شخصیات نے خطہ عرب میں جنم لیا اور نمو پائی۔ جن میں بڑے بڑے قائدین، سپہ سالار اور اسکالرز شامل ہیں۔ جنہوں نے مختلف علوم اور سائنس میں بیش بہا خدمات انجام دیں۔

امت کے دوسرے ہزار سالہ دور کے آغاز پر ہم دیکھتے ہیں کہ عرب بدترین زوال کا شکار ہوئے۔ مسلمانوں کا سیاسی وحدت کا مرکز' عرب سے شفٹ کر کے عجم میں منتقل ہوا۔ ترکی میں عثمانی سلطنت پورے جاہ و جلال کے ساتھ وجود میں آ گئی۔

جبکہ اسلام کی فکری اور علمی ترویج کا مرکز برصغیر پاک و ہند بنا۔ پچھلے چار سو برس میں اس خطہ کی فکری محاذ پر خدمات غیر معمولی ہیں۔ اس خطہ نے بعض غیر معمولی اور لاثانی شخصیات بھی پیدا کیں۔ جن کی نظیر اس مدت میں پورے عالمِ اسلام میں نہیں ملتی۔

☆ حضرت مجدد الف ثانیؒ یعنی دوسرے ہزار برس کا پہلا مجدد، آپ کا اصل نام شیخ احمد سرہندیؒ تھا۔ آپ نے گیارھویں صدی ہجری میں اسلام کیلئے' اپنی عظیم خدمات انجام دیں۔ علمی و فکری محاذ پر دین کا دفاع کیا۔ ہند میں مسلم قومیت کو ان کے حقیقی تصورات کے ساتھ محفوظ کیا۔ اس مقصد کیلئے انہیں سخت ترین مصائب کا سامنا بھی کرنا پڑا' مگر حق کے پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔

Digitized by Google

☆ بارہویں صدی ہجری میں حضرت شاہ ولی اللہ کی غیر معمولی شخصیت تھی۔ جو مجدد امت کی حیثیت سے ابھرے۔ پہلی مرتبہ فارسی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ دین کی تفہیم کو عوام الناس کیلیئے سہل بنایا۔ دین کی اصل روح اور فکری احیاء کیلیئے قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ ملتِ ہند کے نازک ترین وقت میں جب مرہٹوں نے بے پناہ قوت پکڑی اور مسلمانوں کے ہند سے مکمل صفایہ کا اعلان کیا تو حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی اعلیٰ بصیرت سے حالات کو بھانپتے ہوئے' احمد شاہ ابدالی کی خدمات حاصل کیں اور مرہٹوں کے فتنہ کی سرکوبی کی اور اسلام کو برصغیر سے مٹنے سے بچالیا۔

☆ تیرہویں صدی ہجری میں سید احمد بریلویؒ کی غیر معمولی شخصیت تھی۔ جنہوں نے اسلامی ریاست کے قیام کی کوشش میں جام شہادت نوش کیا۔

☆ چودھویں صدی ہجری میں حضرت علامہ اقبالؒ تھے۔ جنہیں اللہ نے غیر معمولی وجدان عنایت کیا تھا۔ اللہ نے انہیں حالات و واقعات کو گہرائی سے سمجھنے کی غیر معمولی قوت و صلاحیت بخشی تھی۔ اقبالؒ نے امت کے امراض کی تشخیص بھی کی اور علاج بھی بتلایا۔ اپنے وژن' مستقبل بینی کی صلاحیت سے ریاست پاکستان کے قیام کی خبر دی۔ نیز امت کو ایک انتہائی روشن مستقبل کی نوید' اپنے غیر معمولی وجدان کی بنا پر دی۔

اقبالؒ نے تیرہ سو برس کے بعد دو قومی نظریہ کو پھر سے زندہ کیا۔ وحدت امت اور وحدت آدمیت کا درس دیا۔ دین کی اصل بنیادوں یعنی ریاستِ مدینہ کی بنیادوں پر اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا خواب دیکھا۔ اور فلسفہ خودی عنایت کیا۔

زمانے کے سب سے بڑے بت وطنیت' سے سب سے قبل آگاہ ہوئے۔ جس کا پجاری مسلمانوں سمیت سارا عالم بنا ہوا تھا۔ بڑے بڑے مسلم علماء اس کے حق میں قصیدہ خواں تھے۔ اس کی نفی اور دین کا اصل چہرہ سامنے لانے کے لئے جنوبی ایشیاء میں آزاد مسلم ریاست کا خواب دیکھا۔ اور اس مقصد کیلیئے ایک عظیم اور باکردار قائد کا انتخاب بھی کیا۔

ان چار صدیوں کی یہ چار مسلم شخصیات' جو فکر میں لاثانی تھیں۔ ان کے پایہ (caliber) کی کوئی شخصیت بقیہ عالم اسلام میں' ہمیں ان چار سو برسوں کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔

Digitized by Google

بیسویں صدی عیسوی میں امت مسلمہ کی سیاسی وحدت کی علامت ترکی کی بادشاہت تھی جسے خلافتِ عثمانیہ بھی کہا جاتا ہے' کا خاتمہ ہوا۔ اور امت حکمت افرنگ سے لاتعداد ٹکروں اور نسلی قومیتوں میں بٹ گئی۔ سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمہ سے اسلامی وحدت واتحاد کا مرکز ختم ہوا۔ ؎

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی

اس کے بعد اسلام کی مرکزیت اور نشاۃِ ثانیہ کی جد و جہد کا آغاز برصغیر سے شروع ہوتا ہے۔ اقبالؒ کے نالے امت کے اجڑے گلستاں کی منظر نگاری کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں ایک نئی صبح کی تڑپ' آرزو اور حصول منزل کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ ملت میں اسلام کا حقیقی تصور پھر جاگزیں ہوتا ہے۔ پوری قوم ایک نئی بیداری اور ولولہ کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور اس عظیم نصب العین کے حصول کیلیئے پاکستان قائم کر لیتی ہے۔

Digitized by Google

پاکستان کا عالمی کردار

اور

اقبالؒ کے جہانِ نو کے نمود کی سرزمین

علامہ اقبالؒ نے جو حیات نو کا تصور دیا اور نظر وفکر کا تذکرہ فرمایا یہ جہان تازہ کا تصور جس سرزمین پر پنپا اور جہاں سے اس نے نمو پائی وہ سرزمین پاکستان ہے۔

حضرت اقبالؒ کے نزدیک انسان کا تاریخی شرف وجلال اور اس کی رفعت وعظمت پھر سے عالم پر جلوہ گر ہوگی۔ انسان پھر سے خود کو اپنی عظمتوں اور رفعتوں کا اہل ثابت کر دیگا۔ پھر سے انسان کی حقیقی وراثت اور خلافت کا عالم میں دور دورا ہوگا۔ جس کے لئے تخلیق انسانی ہوئی۔

علامہ اقبالؒ کے فلسفہ اور تصور کے تحت ریاستِ پاکستان کا مطلب ومقصد لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تھا اور احکام الٰہی کے سائے میں اقدار الٰہی کا احیا، نیز اخلاق الٰہی کا رواج ریاست کا مقصود تھا۔

پاکستان کو قدرت نے اس لئے وجود بخشا' تا کہ یہاں بسنے والے انسان' عالم انسانیت کو کافرانہ نظروں اور ان کے استبداد کی زنجیروں سے خلق خدا کو آزاد کرائیں۔ ایسی ریاست جس میں علم وفن کا دور دورا ہو۔ عالم کی قدردانی ہو۔ نور علم سے جہاں کے اندھیرے چاک ہوں۔ شرف انسانیت کا اہتمام ہو' انسان کی عظمت' رفعت' عزت آبرو جان اور مال کا اکرام ہو۔ قدرت کی عطا کردہ نعمتوں کو عام کر دیا جائے۔ یہی حقیقی پاکستان ہے۔

مجدد وقت حضرتِ اقبالؒ نے اسی سرزمیں سے فلسفہ خودی عنایت کیا۔ شارح اقبالؒ جناب ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم اپنی تصنیف ''حکمتِ اقبال' میں فرماتے ہیں کہ

> ''قرائن بتا رہے ہیں کہ فلسفہِ خودی کا عالمگیر اشاعت کا کام سب سے پہلے پاکستان سے آغاز کریگا۔ اور خدا اور سائنس کا الحاق سب سے پہلے پاکستان میں انجام پائے گا۔ کیونکہ اس دور میں پاکستان ہی وہ ملک ہے جو خدا کے نام پر بنایا گیا ہے۔...... پاکستان ہی وہ ملک ہے جہاں آئندہ کی عالمگیر ریاست کی داغ بیل ڈالی جا چکی ہے۔ اور وہ زمانہ دور نہیں جب یونیورسٹیوں کے نصابی کتب کے اندر خدا اور سائنس کے الحاق سے خودی کا علم اس قدر عام ہوگا کہ حاکم اور محکوم کی مرضیوں کے درمیان مکمل موافقت پیدا ہوگی۔ رفتہ رفتہ پاکستان کی تخلیقی اور تبلیغی

Digitized by Google

سرگرمیوں کی وجہ سے دنیا بھر میں خودی یا روح کے خواص کا سائنسی علم اس قدر واضح اور شکوک وشبہات سے اس قدر بالا ہو جائے گا کہ تمام نوعِ انسانی بآسانی اس کی صداقت کا اعتراف کرنے لگے گی، یہاں تک کہ اس اعتراف کی وجہ سے وہ پاکستان کی قیادت میں ایک عالمگیر ریاست کی صورت میں متحد اور منظم ہو جائے گی۔ چونکہ ایسی ریاست ایک واضح اور روشن نظامِ حکمت پر مبنی ہوگی لہٰذا اس کے قائد اور عوام کے درمیان اختلاف ناممکن ہوگا۔ اقبالؒ کے نزدیک یہ صورتِ حال غیر متوقع یا عجیب نہیں، کیونکہ خدا کا عقیدہ جب سائنس کے ساتھ مل جاتا ہے تو ایک عالمگیر انقلاب پیدا ہوتا ہے''۔

عشق چوں با زیرکی ہمبر بود
نقشبندِ عالمِ دیگر شود!

اقبال کا مردِ راہداں اور خضرِ وقت

علامہ اقبالؒ نے جہاں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی الہامی کیفیات بیان فرمائی ہیں وہاں ایک عظیم قائد اور خضرِ وقت کے ظہور کی بھی نوید دی۔ اقبالؒ خضرِ وقت کے منتظر اور متلاشی تھے۔ جو انہیں حضرت قائداعظمؒ کی صورت میں جلوہ گر نظر آ گیا۔ اقبالؒ کے اس ضمن میں ان پانچ اشعار سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اقبالؒ کو بالکل خبر تھی کہ کوئی قائدؒ امتِ مسلمہ کے اس حصے کو میسر آنے والا ہے۔ دوم نہ صرف ہند کے مسلمانوں کی غلامی ختم ہونے والی ہے بلکہ انہیں حکومت واقتدار بھی عطا ہونے والا ہے۔ اقبالؒ جیسی بصیرت اور فراست اس وقت کسی کو حاصل نہ تھی۔ اقبالؒ نے خبر دی کہ ہندی مسلمانوں کا انقلاب غیر معمولی نظریاتی انقلاب ہوگا۔

خضرِ وقت از خلوت دشتِ حجاز آید بروں ۔۔۔ کاروان زیں وادیِ دور دراز آید بروں
من بہ سیمائے غلاماں فرسلطاں دیدہ ام ۔۔۔ شعلہ محمود از خاک ایاز آید بروں
سالہا درکعبہ وبت خانہ می نالد حیات ۔۔۔ تاز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں
طرح نومی افگند اندر ضمیر کائنات ۔۔۔ نالہ ہا کز سینہ اہل نیا ز آید بروں

چنگ را گیرید از دستم کہ کار از دست رفت
نالہ ام خوں گشت واز رگ ہائے ساز آید بروں

Digitized by Google

اقبالیات کے ممتاز ماہر پروفیسر منور مرزاؒ اس کی تشریح میں رقم طراز ہیں۔

''دشتِ حجاز سے امت مسلمہ مراد ہے۔ خلوت سے مقصود، گوشہ ہے۔ انہوں نے زاں وادی دور دراز نہیں کہا زیں وادی دور دراز کہا ہے اور برعظیم پاک و ہند مرکز اسلام سے ایک طرف ہے۔ آخر وہ حق گو اور بے باک مخلص اور مستقبل مزاج عالی تصور پیکر امانت و دیانت قائد کون تھا۔ جو خضر وقت ہونے کا اہل تھا؟ کیا وہ قائد اعظم نہیں؟ جن کی خدمت میں انہوں نے یہ لکھا کہ برعظیم کے مسلمانوں کی کشتی کو کنارہ عافیت تک فقط آپ ہی پہنچا سکتے ہیں...... ساتھ ہی بار بار زور دیا کہ وہ کنار عافیت برعظیم کی تقسیم ہے''۔

اقبالؒ نے قائد کی عظمت کردار کی خود گواہی دی اور ان کی قیادت میں ادنیٰ سپاہی ہونے پر فخر کیا۔ (مزید تفصیل کتاب ''پاکستان کی جسمانی نمود'' آخری باب زیرعنوان ''اقبال کا قائد'' میں دیکھیئے)

آیئے اب برِصغیر پاک و ہند کے دیگر اہم اور نمایاں پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہیں۔

صوفیائے کرام

صنم خانہ ہند میں دینِ حق کی ترویج کے لئے وسطی ایشیائی ریاستوں سے ہجرت کر کے آنے والے صوفیا کرام نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں عظیم خدمات انجام دیں۔ اولیاء اکرام کا یہ ایک طویل سلسلہ ہے اور ان کے اسماء اور خدمات کی طویل فہرست ہے۔ ان بزرگان دین کی، تزکیہ نفس کے لئے۔ روحانی مشقتیں اور ان کی تعلیمات' ہماری تہذیب و ثقافت میں رچی بسی ہیں۔

دینی دانشور و علماء

ان میں سے چند اہم اور نمایاں شخصیات میں شاہ اسماعیل شہیدؒ اور ان کی تحریک شہیدین، تیتومیر، بنگال کے حاجی شریعت اللہ، علامہ محمود الحسنؒ اسیر مالٹا، علامہ عبداللہ سندھیؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ اشرف علی تھانویؒ، علامہ غلام احمد' حسرت موہانیؒ اور نواب بہادر یار جنگؒ شامل ہیں۔ یہاں میں بہت بڑے مسلم سکالر نومسلم ڈاکٹر محمد اسد کا بھی تذکرہ کرنا چاہوں گا۔ یہ مردِ درویش یہودیت سے مسلمان ہوا۔ ڈاکٹر اسد آسٹروی نژاد تھے۔ قبولیت اسلام کے بعد چند برس حرمین میں قیام کیا۔ پھر شخصیتِ اقبال کی کشش انہیں لاہور لے آئی۔ ڈاکٹر صاحب بلند پایہ عالم اور مفسر قرآن تھے۔ انہوں نے قرآن کی ایک بلند پایہ تفسیر "Message of quran" کے عنوان سے تحریر کی۔ اسی طرح ان کی ایک اور اہم اور خوبصورت تصنیف "Road to Mekkah" ہے۔ ڈاکٹر اسدؒ نے تحریکِ پاکستان میں عملی حصہ لیا اور

Digitized by Google

ایک مجلہ عرفات کے عنوان سے لاہور سے جاری کیا۔ ڈاکٹر اسد صاحب ' اپنی ماضی کے تمام نسلی اور علاقائی تعلق توڑتے ہوئے ' فخر کے ساتھ اپنے آپ کو پاکستانی کہتے تھے۔ اور ایک جدید ' خوبصورت اور مثالی اسلامی ریاست ' سرزمینِ پاکستان میں دیکھنے کیلئے متمنی تھی۔

درویش صفت حکمران

اس میں زیادہ نمایاں خاندانِ غلاماں ہے۔ جس میں سلطان ناصر الدین محمودؒ، التمش پھر مغلوں میں اورنگزیب عالمگیرؒ وغیرہ شامل ہیں۔

مجاہدینِ جنگِ آزادی

حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ، نواب سراج الدولہؒ وغیرہ یہ حکمرانوں کی سطح پر ہیں۔ اسی طرح عوامی سطح پر نظام لوہارؒ المعروف نظام کو ہاویہ وغیرہ اور ان کے علاوہ دیگر ہزاروں عظیم دانشور، علماء ' مجاہدین اور لاکھوں شہداء نے جرات اور بہادری کی تاریخ رقم کی ہے۔

مجاہدین تحریک آزادی

محمد علی جوہرؒ، جمال الدین افغانی، حالی، حکیم اجملؒ، سردار عبدالرب نشترؒ، نواب بہادر یا جنگؒ اور سرسید جیسی بلند پایہ شخصیات نے تحریک آزادی کو اپنے اخلاص اور اسلام دوستی سے روشن کیا۔ اور ملت کی بیداری میں اہم خدمات انجام دیں۔ اسی طرح تحریکِ آزادی میں نامور مسلم خواتین میں بی اماں اور محترمہ فاطمہ جناح کے نام زیادہ نمایاں ہیں۔

قدرت کی منصوبہ بندی

برصغیر پاک و ہند کی چار سو سالہ تاریخ کا جائزہ لینے سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ قدرت نے یہاں فکر و تحقیق کے کام کے علاوہ اسلام کی بدترین حالات میں خصوصی حفاظت کے اسباب مہیا کیئے۔ کسی نہ کسی صورت دین کو محفوظ کیا۔ برِصغیر کے مخصوص علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت کے باعث ' قیام پاکستان کا مروجہ جمہوری اصولوں کے تحت جواز بن سکا۔ اگر مسلمان بکھرے ہوتے تو خدا جانے مسلمانوں کا کیا حشر ہوتا۔ مخصوص علاقوں میں مسلمانوں کی واضح اکثریت قدرت کی طرف سے مرکزیت کے قیام کیلیئے واضح اشارہ تھا۔

Digitized by Google

تاریخ کی عظیم ہجرت

قیامِ پاکستان کے وقت 'ہجرت مدینہ کی پیروی میں ' دین کی خاطر تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت عمل میں آئی۔ (جسکی تفصیل باب اول میں گزر چکی ہے)۔ تاریخ کے ہولناک مظالم نہتے مسلمانوں پر ڈھائے گئے۔ ہندو قوم نے ہمارے لاکھوں مرد و زن اور بچے قتل کیئے۔ گھر لوٹے۔ پورے پورے محلے اور بستیاں اجاڑ دیں۔ انہیں آگ لگا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔

دلخراش سانحات اور آگ و خوں کا دریا پار کر کے مسلمان اپنی تمناؤں کی سرزمین پر پہنچے دو کروڑ کے قریب افراد نے' نہایت کسمپرسی و بے سروسامانی کی حالت میں نومولود ریاست میں ہجرت کی۔

عقدہِ قومیت مسلم کشود
از وطن آقائے ما ہجرت نمود
حکمتش یک ملتِ گیتی نورد
بر اساسِ کلمہء تعمیر کرد

مجاہدین آزادی

جنگ آزادی خصوصاً ۱۸۵۷ء میں مسلمانانِ ہند' مجاہدین و علماء نے عظیم جانی و مالی قربانیاں دیں۔ لاکھوں کو جنگِ آزادی میں ناکامی کے بعد انگریزوں نے چن چن کر شہید کر دیا۔ دہلی کے گردونواح میں کوئی درخت ایسا نہ تھا جس پر کسی مجاہد یا عالم کی لاش نہ لٹکی ہو۔ جنگ آزادی میں شکست کے بعد انگریزوں نے صرف پندرہ روز میں دو لاکھ مجاہدین اور علماء کو شہید کیا۔ انگریز بہادر نے نامی گرامی علماء و مجاہدینِ آزادی کو جیسے سید احمد شہیدؒ وغیرہ کے ساتھی تھے' جو انگریز سے متواتر ٹکراتے رہے' ان پر بدترین مظالم ڈھائے اور' یک طرفہ مقدمات چلائے۔ جس کا ایک واضح ثبوت ۱۸۷۰ء کا مقدمہ انبالہ ہے۔ ان صاحبان کو سزا کے طور پر کالا پانی کی سزائیں بھی دی گئیں۔

(حوالہ #N۲۰) (مولانا جعفر تانیسری مرحوم کی کتاب '' کالا پانی '' ایک بہترین تحریر ہے۔)

جلال الدین خوارزم کی سرزمین

سقوط بغداد سے قبل تاتاری یلغار نے وسطی ایشیا کی عظیم مسلم سلطنت، خوارزم کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس وقت علاؤالدین خوارزم جیسا نااہل اور ناعاقبت اندیش شخص اس خطہ کا حکمران

Digitized by Google

تھا۔اس موقع پر تاریخ اسلام کے عظیم مجاہد جلال الدین خوارزم نے محدود وسائل اور نامساعد حالات کے باوجود تاتاریوں کولوہے کے چنے چبوائے اور مردانہ وار مقابلہ کیا۔

تاتاری افواج اس شیر کے تعاقب میں ہندوستان کے سرزمین تک آگئیں۔اس وقت یہاں التمش کی حکومت تھی۔تاتاری جلال الدین کو پکڑنے دریائے سندھ تک پہنچے۔جہاں گوڑھ شب کے مقام پر دریائے سندھ میں جلال الدین نے اپنے گھوڑے سے ایک عظیم چھلانگ لگائی۔جس پر تعاقب میں آنے والے بھی ششدر رہ گئے۔یہ مقام' آج بھی اس واقعہ کی نسبت سے گھوڑ شب کے نام سے موسوم ہے۔جلال الدین دریائے سندھ پار کرکے اس سرزمین پاکستان پر آبسا اس نے دریائے سندھ کے قریب وسطی ایشیا کے عظیم مسلم تہذیب کے گہوارہ ثمرقند کی یاد میں ایک چھوٹا سا شہر ''ثمرقند'' ہی کے نام سے بسایا۔جس کے کھنڈرات آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

جعفر دوودایوف شہیدؒ کی وصیت

چیچنیا کے عظیم مسلم رہنما اور فوجی جنرل حضرت جعفر دوودایوف شہیدؒ جنہوں نے بہادری کی عظیم داستانیں رقم کیں۔ایک بہت بڑی عالمی سازش کے نتیجہ میں شہید کردیئے گئے۔شہادت سے قبل انہوں نے قوم کو وصیت فرمائی کہ وہ ان کے بعد اللہ پر اور پھر قوم پاکستان پر بھروسہ کریں۔اس بات کا انکشاف دورہ پاکستان پر آئے' چیچنیا کے سابق صدر زیلم خان نے کیا۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عالم اسلام کو پاکستان سے کیا توقعات وابستہ ہیں۔اور یہ خطہ امہ کی امیدوں اور امنگوں کا محور بنا ہوا ہے۔

ابوالحسن علی ندویؒ اور پاکستان

برصغیر کے معروف اور جید مسلم عالم دین سید ابوالحسن علی ندویؒ کو سرزمین پاکستان سے بہت سی توقعات وابستہ تھیں۔انہوں نے اس خطہ سے اسلام کی نصرت اور سربلندی کے قیام کا اظہار فرمایا۔انہیں اپنے حرمین میں قیام کے دوران زیارت نبوی ﷺ ہوئی۔جس میں خطہ پاکستان کے خصوصی رول کا اظہار تھا۔اسی بنا پر وہ ۸۰ء کی دھائی میں بھارت سے پاکستان تشریف لائے۔اور یہاں کے حکمرانوں سے خصوصی طور پر ملے۔

Digitized by Google

غیر مسلم سرفروشانِ آزادی

جانسی کی رانی نے نہایت بہادری سے انگریز سامراج کا مقابلہ کیا اور شجاعت کی تاریخ رقم کی۔ اس طرح نظام لوہارؒ کے ساتھ غیر مسلم سرفروشانِ آزادی بھی شریک رہے۔ سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان کے بعض غیر مسلم ساتھیوں اور عہدے داروں نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ اسی طرح سامراجی دور میں بھی بعض بہت مخلص غیر مسلم راہنما ابھرے جیسے گوکھلے اور جوگندر ناتھ منڈل وغیرہ۔

ڈاکٹر پٹیل کا احسان

قائدِ اعظمؒ کے ذاتی معالج بمبئی کے پارسی ڈاکٹر پٹیل کا اہلیانِ پاکستان پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ انہوں نے اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داری اور ادائیگیِ فرض میں قائدؒ کی نہایت مہلک بیماری کے راز کو افشاں نہ کیا۔ ڈاکٹر پٹیل نے قائد کو جب آگاہ کیا کہ ان کا ایک پھیپھڑا ٹی بی دق کے باعث ختم ہو چکا ہے۔ اور اب انہیں تمام کام کاج اور مصروفیات ختم کر کے صرف آرام کرنا اور علاج کرانا چاہیئے۔ تو قائدؒ نے ان سے وعدہ لیا کہ وہ اس راز کو افشاں نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس پر تمام مسلمانانِ ہند کے مستقبل کا انحصار تھا۔ اس غیر مسلم ڈاکٹر نے اپنے پیشہ ورانہ فرض کی ادئیگی وقار کے ساتھ نبھائی۔ اور اس راز کی مکمل حفاظت کی۔ قائد کی بیماری کی رپورٹ اس کی دراز میں پڑی رہی۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے فریڈم ایٹ مڈ نائٹ میں اعتراف کیا ہے کہ اسکی حکومت اور ایجنسیاں اس راز کو پانے میں ناکام رہیں۔ اس کے بقول اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ جناح کے پھیپھڑے خستہ ہو چکے ہیں تو وہ تقسیمِ ہند کے منصوبہ کو قائد کی زندگی تک ٹالے رکھتا اور پاکستان کو منصۂ شہود پر نہ آنے دیتا۔

بھگت سنگھ

جلیانوالہ باغ میں ایک اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ ان نہتے آزادی کے پروانوں کا صرف ایک مطالبہ تھا کہ ہندوستان کو آزاد کیا جائے۔ ان میں اہل علم اور دانشور لوگ تھے۔ اس اجتماع میں تمام مذاہب کے افراد شریک تھے۔ انگریز جنرل ڈائر کے حکم پر سیکیورٹی فورسس نے پنڈال کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ اس جنرل کے آرڈر پر' ان نہتے آزادی کے پروانوں پر 'بلا اشتعال گولی چلادی گئی۔ فرار یا بچاؤ کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اس وقت تک فائرنگ کی گئی جب تک تمام اسلحہ ختم نہ ہو گیا' آخری گولی تک فائر کی گئی۔

Digitized by Google

اس ظلم وجبر پر مبنی کارروائی میں سینکڑوں نہتے افراد قتل کر دیئے گئے۔ برطانوی حکومت نے اس سانحہ کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا۔

ایک سرفروش بھگت سنگھ نے برطانیہ جا کر واقعہ کے ذمہ دار جنرل ڈائر کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ اس جانباز کو جب برطانوی عدالت میں قتل کے الزام میں پیش کیا گیا تو اس نے وہاں اپنا نام تینوں مذاہب کی نمائندگی کرتے ہوئے "رام محمد سنگھ" لکھوایا۔ بھگت سنگھ کو پھانسی دے دی گئی۔

سوبھاش چندر بوس

یہ سرفروش بھی برطانوی سامراج کے خلاف سرگرم رہا۔ اس نے جرمنی اور دیگر ممالک کے خفیہ دورے کئے اور آزادی وطن کیلئے ان کی حمایت طلب کی۔ سوبھاشی نے آزاد ہند فوج قائم کی اور اس میں بالخصوص تینوں مذاہب ہندو مسلم اور سکھ اور بالعموم تمام مذاہب کو نمائندگی دی۔ سوبھاشی چندر بوس کو بھی انگریز سامراج نے قتل کرا دیا۔

خطہ لاہور

حضرت علی ہجویریؒ کا نگر' اولیاء کا مسکن' اور شہر مجدد' جہاں قطب الدین ایبک کی آخری آرام گاہ بھی ہے۔ جہاں عظیم مفکر اسلام اور حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ مدفون ہیں۔ جہاں اورنگزیب کی یادگار بادشاہی مسجد پوری شان وشوکت سے آج بھی استادہ ہے۔ جہاں مسلمانانِ ہند کی عظمت رفتہ کے نقوش آج بھی تابندہ ہیں۔ لاہور شہر کو برجوں اور میناروں کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔

اس شہر میں صدیوں سے پروان چڑھی تہذیب وثقافت' علم وفن اور ادب کا گہوارہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یار لوگ اسے پاکستان کا دل کہتے ہیں' یہیں سے مسلمانانِ ہند کی عظیم جدوجہد کا آغاز ہوا اور ایک تحریک اٹھی جس نے پورے ہند کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور مسلمانانِ ہند کو بنیان المرصوص بنا دیا اور نتیجتاً تاریخ کا ایک گلاب پاکستان کی صورت میں کھلا۔ یہ تحریک بادشاہی مسجد کے میناروں اور اقبال کی مرقد کے پہلو سے شروع ہوئی تھی اور جس کا سحر میں آناً فاناً پورے ہند ڈوب گیا۔

شہر لاہور پر ایک پاکستان ٹیلی ویژن کے پروگرام میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریروں کے حوالے سے یہ انکشاف کیا گیا کہ مجدد کے بقول شہر لاہور سے جو بھی تحریک اٹھے گی وہ لازماً کامیاب ہوگی۔ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ تحریک پاکستان کا اصل مسکن بھی یہی شہر بنا۔ جس کی یادگار مینار پاکستان ہے۔

Digitized by Google

دنیا کی بہترین اور باصلاحیت ترین (talented) قوم

اللہ تعالیٰ نے پاکستانی قوم کو بے پناہ صلاحیتوں اور ذہانت سے نوازا ہے۔ غیر سازگار حالات کے باوجود جس شعبہ میں بھی ہماری قوم کے افراد کو اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے کا موقع ملا تو انہوں نے اپنی برتری ثابت کی۔ خصوصاً وہ لوگ جو اپنے دیس میں سازگار حالات اور مواقع نہ ملنے کے باعث وطن سے باہر چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنی صلاحیتوں کا لوہا تعلیم، بزنس، تکنیکی مہارت غرض کہ ہر شعبۂ حیات میں منواتے رہے ہیں۔

ملک مین جن شعبہ جات میں بھی کچھ سہولیات اور مواقع میسر ہیں۔ ان میں اس ملت نے اپنی صلاحیتیں عالمی سطح پر ثابت کی ہیں۔ چاہے وہ کھیل کا میدان ہو یا علم وحکمت کا اور ادب یا سائنس کا میدان۔ حضرت اقبالؒ کی نظرِ بینا نے درست مشاہدہ فرمایا تھا کہ

جس خاک کے خمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند

نیز یہ بھی فرمایا تھا کہ

نہیں مایوس اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

پاکستانی قوم کے نوجوانوں میں بے پناہ صلاحیتیں اور (Potential) س بات کی دلیل ہے کہ قدرت نے اس قوم سے کوئی بڑا کام لینا ہے۔ بقول پروفیسر سعید راشدؒ کے کہ ہماری مٹی میں سونے کے ذرات ہیں۔ سازگار حالات اور مواقع اور سمت کے تعین کی بات ہے وقت ثابت کرنے والا ہے کہ یہ قوم دنیا کی بہترین قوم ہے۔ ذہانت، لیاقت، صلاحیت اور عزم میں اس قوم کا کوئی ثانی نہیں۔ بس ذرا نم ہونے کی دیر ہے۔

تاریخِ پاکستان کا روشن باب

مسلمانانِ ہند کی تاریخ کا یہ تابناک پہلو ہے کہ ہم نے قیامِ پاکستان کی اہم ترین تحریک میں۔ جس نے تاریخ کا دھاڑا موڑ کر رکھ دیا۔ تمام تر عصبیتیں ترک کر کے اللہ کے نام پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ نسلی و علاقائی عصبیتوں میں بٹی دنیا جنکا کا سیاسی نصب العین جرمن، فرینچ، اٹالین یا مصری، عربی اور ایرانی وغیرہ ہے۔ ان کے برخلاف ہم نے اپنی وحدت کا نظریہ اللہ کے ایمان کو بنایا۔ ہماری ملی بیداری اسلام سے لگاؤ اور روشن فکر ونظر کی حامل عظیم مسلم قیادت کی مرہونِ منت تھی۔ جس نے ملتِ مسلمانانِ ہند بنیانِ مرصوص

Digitized by Google

بنا ڈالا۔ صدیوں کے چشمِ فلک نے مسلمانوں میں ایسا اتحاد اور یکجہتی کو دیکھا۔ صدیوں کے بعد مسلمانوں نے اقبالؒ اور قائدؒ جیسی مومنانہ فراست کی حامل عظیم قیادت دیکھی۔ ہم اس وقت نہ پنجابی رہے' نہ سندھی نہ بلوچی' نہ پٹھان نہ کشمیری اور نہ ہندوستانی مہاجر۔ ہم سب مسلمان بن گئے۔ ہم سب انسان بن گئے۔

پاکستان بنا تو قرار داد مقاصد پاس ہوئی۔ جس کے ذریعہ ہم نے اللہ کی حاکمیت کا اقرار کر لیا۔ یعنی اس ریاست کی Official ترجیحات کا اعلان ہو گیا۔ اس کو ابھی تک آئین میں فعال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ بانیانِ پاکستان کی رخصتی کے بعد یہ ملک ایک مخصوص لابی کے ہاتھوں یرغمال چلا آیا ہے۔ جس کو بانیانِ پاکستان اور نظریہ پاکستان سے کوئی نسبت نہیں رہی۔

اس سب کے باوجود پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ جدید اسلامی ریاست کے قیام کیلئے فکری محاذ پر بھی کافی کام ہوا۔ وفاقی شرعی عدالت نے سودی قوانین کو غیر اسلامی قرار دے دیا۔ عدالتی اور پارلیمانی محاذ پر تحریک ختم نبوت کامیاب ہوئی۔ اگر اہلِ عالم سے موازنہ کیا جائے تو بقیہ اسلامی دنیا کی نسبت اسلام یہاں زیادہ زندہ و تابندہ ہے۔ دین کی خاطر مر مٹنے کا جذبہ اب بھی موجود ہے۔

پاکستان نے بعض نہایت اہم شعبوں میں خود کفالت حاصل کر لی ہے۔ جس میں نیوکلیئر اور میزائیل صلاحیت سرِ فہرست ہے۔ انفرادی سطح پر جدید فنون، ادب اور دیگر شعبہ حیات میں بہت اچھا کام ہو رہا ہے۔

اسلامی دنیا میں پاکستان واحد ملک ہے جہاں سب سے زیادہ تحریر و تقریر کی اجازت ہے۔ تمام دینی تنظیموں اور گروہوں کو اور سیاسی جماعتوں کو عوام تک اپنی بات پہنچانے کی آزادی ہے۔

اس ریاست کی تخلیق کے زمانے سے سرگرم تخریبی قوتوں کی کارستانیوں' نیز یہود و نصاریٰ اور ہنود کے گٹھ جوڑ اور ڈھکی' چھپی اور ظاہری سازشوں کے باوجود یہ ملک قائم دائم ہے۔ اس ملک کو بین الاقوامی سازشوں کا گڑھ بنایا جا رہا ہے اور انارکی کی جانب دھکیلا جا رہا ہے۔ جبکہ معاشی محاذ پر اسے بیرونی قرضوں میں جکڑ دیا گیا ہے۔ ان حالات میں اس کا Survive معجزہ سے کم نہیں ہے۔

ایک اور صفت جو پاکستانی مسلم ملت میں پائی جاتی ہے۔ جو کہ بقیہ عالم اسلام سے بہت نمایاں ہے وہ یہ کہ چاہے چیچنیا، کشمیر، فلسطین، بابری مسجد کی شہادت یا مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی ہو' عراق پر امریکہ اور اسکے حواریوں کی کاروائی ہو حکمران طبقے کی پرواہ کیے بغیر قوم نے مسلمانوں کے حق میں بھرپور جذبات کا اظہار کیا ہے۔ یہ زبردست جوش و جذبہ کہیں اور دکھائی نہیں دیتا۔

روحِ مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب
رازِ خدائی ہے یہ کہہ نہیں سکتی زباں
(اقبالؒ)

Digitized by Google

دو قومی نظریہ اور قیامِ پاکستان

تاز بخششہائے آں سلطانِ دیں
مسجدِ ماشد ہمہ روئے زمیں

ہر فلسفہِ حیات کو اپنی نمو اور آبیاری کیلیئے نا صرف اہلِ فکر اور پیرو کاروں کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ اسے عملی جامہ پہنانے کیلیئے مخصوص خطہ ارضی بھی درکار ہوتا ہے۔ نظریہ و فلسفہ حیات کی ریاستی سطح پر ہی نہیں فرد اور معاشرہ بھی نمود ہوتی ہے۔ رائج الوقت نظریاتِ قومیت و وطنیت کے برعکس اسلام کا فلسفہ حیات اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے پیرو کاروں کا ایک قوم قرار دیتا ہے۔۔ ایک مستقل اور باقاعدہ قوم' جن کا خمیر اقوامِ عالم سے کلیتاً مختلف اور جدا ہے۔ اس قومیت کی اساس اور تشکیل رنگ و نسل اور جغرافیہ کی ادنیٰ درجہ کی تفریقوں سے بالاتر ہے۔ اسلامی نظریہ حیات کی روشنی میں موروثی وطنیت اور نسلی تعصبات سے آزاد اور بے نیاز ہو کر ایک آفاقی نظریاتی قومیت تشکیل پاتی ہے۔ جس کا وطن سارا جہاں ہے۔

اب اس تناظر میں دیکھیئے کہ بیسویں صدی عیسوی کے وسط میں برِ عظیم سے اٹھنے والے طوفان کو جس نے ایک فلسفہ حیات کے پیرووں کو بنیانِ مرصوص بنا دیا۔ اور تمام مسلمانانِ ہند ایک کلمہ کے اشتراک پر تمام نسلی لسانی اور جغرافیائی تفریقات ترک کر کے یکجان ہو گئے۔ اس نظریاتی وحدت کا مظاہرہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد دوسری مرتبہ برِ عظیم میں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحرائے عرب سے ایک عصبیتوں' تفریقوں اور ٹکڑوں میں بٹی ہوئی قوم کو آفاقی نظریاتی خطوط کی بنا پر قومیت کی تشکیل فرمائی تھی۔ جو رنگ و نسل اور جغرافیائی قیود سے مبرا تھی۔

اب ذرا تاریخ برِ عظیم کی روشنی میں دو اہم فلسفہ حیات کا جائزہ لیجیئے۔ یعنی ہنود اور مسلمان۔ ان دونوں مذاہب کے فلسفہ و نظریہ حیات کے مابین وسیع خلیج قائم رہی ہے۔ جس کی تفریق ان کی ثقافت' روایات و رواج' ادب اور قانون تک ہر معاملہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ذرا غور کیجیئے کے ان دو فلسفہ حیات کے پیرو آپس میں صدیوں ساتھ رہنے کے باوجود شادیاں نہیں کرتے۔ ان کے نظریات اور زاویہ نگاہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان کی جدا تاریخ اور اپنی اپنی داستانیں ہیں۔ ان میں سے ایک قوم کا ہیرو دوسری کیلیئے ولن یا دشمن کا درجہ رکھتا ہے۔ اور ایک برائی کی علامت بن کر ابھرتا ہے۔ اسی طرح تاریخ برِ عظیم کے مختلف ادوار میں لڑی جانے والی جنگیں' اور ان کے نتیجہ میں فتوحات اور شکستیں بھی دونوں کیلیئے جدا جدا معنی و مطالب رکھتی ہیں۔ تاریخ برِ عظیم میں کئی ایک مواقع پر ان اقوام کے مابین شدید کشیدگی اور تناؤ کی کیفیات کا اظہار ہوا۔ دونوں اقوام تاریخ ہند میں ریلوے کی ایک پٹڑی کی دو جدا جدا لائنوں یا پٹیوں کی مانند ساتھ ساتھ رہنے کے باوجود کبھی نہیں مل سکیں۔ ہنود کے مذہب اور معاشرت کی عمارت جس فلسفہ کی بنا پر استادہ ہے اس کی اپنی قدریں اور ثقافت ہے اور ہندو معاشرہ ذات پات کی

Digitized by Google

بدترین تقسیم کا شکار ہے اس کے برعکس اسلام تمام نسلِ آدم کی تکریم کا قائل ہے اور مساوات کا داعی ہے۔

اس سارے پسِ منظر میں جب انگریز برِعظیم سے اپنا بوریا بستر لپیٹنے لگے تو اس تباہ کن اور متضاد نظریات کی حامل اقوام کو تشدد داور تباہ کن حالات میں مجتمع نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ مسلمانوں کے مد مقابل عددی اعتبار سے ایک ایسی بڑی قوم تھی، جس پر انہوں نے ایک ہزار برس تک حکمرانی کی تھی۔ وہ اس دورِ غلامی کا انتقام لینے کیلیے پر تول رہی تھی۔ مغربی جمہوریت کے تحت اگر اہلِ ہند کو جغرافیائی قومیت و وطنیت کی نظر کرنے سے مسلم قوم کا تشخص ہندو بنیئے کے رحم وکرم پر آجاتا تو ایسی صورت میں برِعظیم زبردست کشیدگی اور انارکی کی لپیٹ میں آجاتا۔

اس تباہ کن صورتحال کا اقبالؒ کی نظرِ بینا نے جائزہ لیتے ہوئے مسلمانانِ ہند کو شمال مغربی ہندوستان میں، جہاں وہ غالب اکثریت میں تھے۔ مرکزیت قائم کرنے کی تلقین فرمائی۔ نیز انہوں نے فکری محاذ پر مسلمانوں کی جدا گانہ قومیت اور فلسفہ حیات کو دیگر اقوام کے رائج فلسفہ قومیت و وطنیت سے موازنہ کر کے اسے نہایت واضح کر دیا۔ تاکہ مسلمان اس کی اساس پر اپنی منزلِ مراد پا سکیں۔ حضرت قائدِ اعظمؒ نے اقبالؒ کے فلسفہ کو عملی صورت بخشی۔ قائدؒ نے سب پر یہ باور کیا کہ مسلمان اقلیت نہیں ہیں بلکہ دس کروڑ عوام کی ایک قوم ہیں۔ برِعظیم ایک ملک نہیں بلکہ لاتعداد ریاستوں کا ایک مجموعہ ہے۔ جسے پہلے مسلمانوں نے اور بعدازاں انگریزوں نے ایک مملکت میں بدلا۔

دو قومی نظریہ اور قرآنی مثالیں

دو قومی نظریہ درحقیقت قرآنی نظریہ ہے۔ کلام اللہ نسلِ انسانی کو دو حصوں اور اقوام میں منقسم کرتا ہے۔ ایک وہ جو اللہ کو احد مانتے اور رسول اللہ ﷺ کو اپنا رہبر تسلیم کرتے ہیں۔ ایسے صالحین کو قرآن حزب اللہ کہتا ہے۔ دوسرے وہ جو دینِ حق کے باغی ہیں۔ واضح ہدایات اور دلائل آنے کے باوجود اللہ کی اطاعت نہیں کرتے۔ خلاف فطرت امور کے باعث فساد کا سبب ہیں۔ اللہ انہیں حزب الشیطان کہتا ہے۔

یہ نظریہ اس حقیقت کا غماض ہے کہ تمام طرح کا کفر اسلام کے مقابلہ میں متحد ہو جاتا ہے۔ یہ معاملہ روزِ اول سے موجود رہا ہے۔ حضرت نوحؑ ہی کو دیکھیئے کہ وہ ایک طرف تھے اور ان کا حقیقی بیٹا دوسری جانب۔ حضرت لوطؑ کی بیوی ان پر ایمان نہ لائی اللہ کے احکام سے انکار کر دیا۔ وہ بھی اپنوں میں سے نہیں بلکہ غیروں میں سے تھی اس لئے اس کا حشر مغضوب قوم کے ساتھ ہوا۔ حوالہ #۲۱N (القرآن ۱۱/۱۰۱، ۶۶/۱۰)

حضرت ابراہیمؑ کے باپ نے توحید اور حق کے راستے کو ماننے سے انکار کر دیا تو آپؑ نے اپنے باپ اور قوم سے یہ کہہ کر قطع تعلق کیا کہ۔

''میں تم سے اور جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو ان سب سے الگ ہوتا ہوں''۔ حوالہ #۲۲N (۱۹/۴۸۔ القرآن)

کَفَرْنَا بِکُمْ: ''ہم تم سے ہر رشتے کا انکار کرتے اور بیزاری کا اعلان کرتے ہیں''۔

Digitized by Google

و بدا بینا و بینکم العداوۃ و البغضاء ابدا

''تم میں اور ہم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھلی کھلی عداوت اور نفرت رہے گی''۔

جس نفرت و عداوت کا یہاں تذکرہ آیا ہے اسے محبت میں بدلنے کے لئے (حوالہ #N۲۳ القرآن ۶۰/۴ اور ۶/۳۶/۱۴) اصول دیا گیا کہ اپنوں اور بیگانوں کا معیار، خون، رنگ، نسل یا وطن سے رشتہ نہیں۔ جو شخص ایک اللہ کے پیچھے چلنے والا ہے وہ سب بھائی بھائی ہیں۔

''مسلمانوں کو چاہیئے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو کوئی ایسا کرے گا اس کا خدا کے کوئی واسطہ نہ ہوگا'' (حوالہ #N۲۴) (القرآن: سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۱)

اللہ کے منکرین کی قرآن ذہنی کیفیت اور خواہش بیان کرتے ہوئے قرآن متنبہ کرتا ہے کہ

''کافر تو یہی چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ اسی طرح جیسے وہ خود ہیں۔''
حوالہ #N۲۵ (القرآن: سورۃ النساء آیت ۸۹)

آج سے چودہ سو برس قبل اس نظریہ کی بنا رکھی گئی۔ جب کفار کے جم غفیر سے چند مٹھی بھر لوگوں نے الگ ہو کر اپنی علیحدہ شناخت قائم کی تھی۔ اس وقت دنیا واضح طور پر دو اقوام میں منقسم ہو گئی تھی ایک مسلمان اور دوسرے کفار۔ آج چودہ سو برس کے بعد یہی معاملہ عالمی صورت اختیار کر چکا ہے۔

ایک طرف مسلمان ہیں تو دوسری جانب تمام کفار، چاہے کسی مذہب کے پیرو ہوں آپس میں بے پناہ اختلافات کے باوجود گٹھ جوڑ کر لیتے ہیں۔

الکفر ملۃ و احدۃ (الحدیث) ''کفر اصل میں ایک ہی ملت (قوم) ہے'' (حوالہ #۲۶)

رسالت مآب ﷺ کا زمانہ دیکھیئے کہ حبش کے بلالؓ (ایک ادنیٰ تھے) روم کے صہیبؓ فارس کے سلمان محمد ﷺ عربی کی ''اپنی قوم'' ٹھہرے اور حضور کا حقیقی چچا ابولہب، ابوجہل ''غیر قوم''۔ جنگ بدر میں چشمِ فلک نے یہ نظارہ کیا کہ حضرت ابوبکرؓ ایک جانب اور ان کا بیٹا دوسری جانب، حضرت خدیجہؓ ادھر اور ان کا باپ عتبہ ادھر حضرت علیؓ ادھر تو ان کا بھائی عقیل ادھر۔ حضور ﷺ خود ایک جانب اور ان کے مقابلہ پر حقیقی چچا عباس اور داماد العاص دوسری جانب تھے۔

میثاق مدینہ کے اختتامی الفاظ میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ **انھم امۃ واحدۃ من دون الناس ....**

''مسلمان دوسرے لوگوں (کفار و مشرکین) کو چھوڑ کر سب ایک قوم ہیں۔'' (حوالہ #N۲۸)

یہ تقسیم انسانیت صرف دین کی بنیاد پر تھی نسلیت، قومیت، وطنیت، رشتہ داریوں سے بلند مقام پر۔ ایمان و کفر کا معرکہ۔ یہی امت محمد ﷺ اور ملت اسلامیہ ہے۔

Digitized by Google

دوقومی نظریہ اور قائداعظمؒ

مسٹر گاندھی نے ۱۵ ستمبر ۱۹۴۴ء کو قائدؒ کے نام خط میں لکھا۔

گاندھی جی کا فرمان "دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی قوم کے افراد صرف مذہب تبدیل کرنے سے اصل قوم سے کٹ کر کوئی نئی قوم بن گئے ہوں"

(حوالہ #N۲۹)

جو بات گاندھی جی نے کی وہی مشرکین مکہ بھی کیا کرتے تھے کہ ہم ایک نسل، قبیلہ کے ہیں، خون ایک ہے تو پھر علیحدہ قوم کیسے۔ لیکن جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے تو اس کی تمام زندگی، تمام تر جیحات، فکر، نظریہ، ہر شے بدل جاتی ہے۔ قائد نے متعدد بار دوقومی نظریہ کو کھل کر بیان فرمایا۔

تقسیم ہند کے وقت ہم دس کروڑ کی جماعت تھے جو کبھی اقلیت نہیں ہوسکتی ہم قومیت کی ہر تعریف کی روح سے ایک مستقل قوم ہیں جس کا خمیر اقوام عالم سے بالکل جدا ہے جس کی بنیاد اور ترتیب نسل و رنگ جغرافیہ اور ہر اعتبار سے ممیز ہے۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے تاریخی جلسہ میں قائدؒ نے دوقومی نظریہ کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔

"حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں مذہب نہیں بلکہ ایک دوسرے سے مختلف دو معاشرتی نظام ہیں اور متحدہ قومیت ایک ایسا خواب ہے۔ جو کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا"۔

حوالہ #N۳۷ (ارشادات قائدِ اعظم)

نظریہ وطنیت اور اقبالؒ

حضرت علامہ اقبالؒ بھی زندگی کے ابتدائی ایام زندگی میں وطنیت وقومیت کے قائل اور پرچارک تھے فرماتے تھے۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا

اس طرح یہ بھی فرمایا۔

ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

لیکن جوں جوں شعور کی پختگی بڑھتی گئی اور علامہ نے دین و دنیا کا گہرائی سے مطالعہ ومشاہدہ

Digitized by Google

فرمایا تو سب کچھ بدل گیا۔ قوموں کی تخلیق تو نظریاتی ہوتی ہے اور قومیں تو نبی تشکیل دیا کرتے ہیں۔ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

گفتارِ سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشادِ نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

مسلمانوں کی تباہی کا ایک سبب اس دور کے سب سے بڑے شرک کی جانب اشارہ فرمایا۔

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہوگئی — اڑ گیا دنیا سے تو مانند خاک رہ گزر
جو کریگا امتیاز الگ وخوں مٹ جائے گا — ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر

حضرت علامہ اقبالؒ دورِ حاضر کے سب سے بڑے شرک کی جانب اشارہ کرتے ہیں جس کا شکار خصوصاً مغرب ہے اور اہل ہند دھرتی ماتا کا نظریہ رکھتے ہیں۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن ہے اس کا وہ مذہب کا کفن ہے

اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے — قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

پھر فرمایا

افرنگ کا مقصود جمعیتِ اقوام
اسلام کا مقصود جمعیتِ آدم

بالؒ نے جمعیتِ اقوام کی نفی کرتے ہوئے جمعیتِ آدم کے نظریہ اجاگر فرمایا عقیدہ وایمان کی بناپر تقسیمِ آدمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا

اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے

ترانہ ملی میں فرمایا

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

علامہ اقبالؒ نے دوقومی نظریے کے ذریعے اسلام کے حقیقی چہرہ کو روشناس کرایا۔ کفر اور ایمان کی وحدت کو اسلام کی اساس کے خلاف قرار دیا فرماتے ہیں کہ

"اس زمانے میں سب سے بڑا دشمنِ اسلام اور اسلامیوں کا نسلی امتیاز وملکی قومیت کا خیال ہے۔ پندرہ برس ہوئے جب میں نے اس کا پہلے پہل احساس

Digitized by Google

کیا۔ اس وقت میں یورپ میں تھا۔ اور اس احساس نے میرے خیالات میں ایک انقلابِ عظیم برپا کردیا۔''

(یہ اقتباس اقبالؒ کے ۷ ستمبر ۱۹۲۱ء کے خط کا ہے۔ بحوالہ N2# ۳۰۔)

اس سے پتہ چلا کہ ۱۹۰۶ء میں اقبالؒ نے قومیت کا خطرہ محسوس کیا۔

حضرت اقبالؒ نے فرمایا۔

''مسلمانانِ ہند ایک الگ قوم ہیں اور وہ اپنی مرضی کے تحت رہنا چاہتے ہیں ضروری ہے کہ انہیں اپنی مرضی کا نظام قائم کرنے کا اختیار دیا جائے'' (حوالہ #۳۱)

ان مسلم زعماء کے برعکس ہندو قیادت اسکی نفی کرتی تھی، پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا۔

''ہم سب ایک ہیں اور ہندوستانی مسلمانوں کی علٰحدہ ثقافت کوئی نہیں مسلم ثقافت کیا چیز ہے۔؟ بہتر یہی ہے کہ مسلمان اپنی بچی کچھی روایات کو عظیم ہندوستانی قوم میں ضم کردیں۔''

(حوالہ N3# ۳۲)

ہندو گائے اور جناحؒ کے ارادے

حضرت قائداعظمؒ اپنی اٹھہرویں سالگرہ پر دو اقوام کے لئے دو مملکتوں کا مطالبہ پھر دھرایا۔

''میں اس گائے کو کھانا چاہتا ہوں، جس کی پوجا ہندو کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی ہندوؤں کے ساتھ کسی معاملے میں کوئی مماثلت نہیں سوائے اس بات کے کہ دونوں برطانیہ کے غلام ہیں''۔

(Times Magazine' Dec.1946 حوالہ N3# ۳۳

قائداعظمؒ نے ایک نہیں بے شمار مواقع پر مفصل دوقومی نظریہ کی وضاحت فرمائی ہندوستان کو کئی قوموں کا قدرے کم رقبہ میں ایک چھوٹا براعظم قرار دیا اور ثابت کیا کہ یہ ماضی میں کبھی ایک ملک نہیں رہا اسے مسلمانوں نے ایک کیا۔

قائدؒ نے ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء بمبئی میں مسلم لیگ کانفرنس سے خطاب میں فرمایا

''قدرت نے پہلے ہی ہندوستان کو تقسیم کر رکھا ہے اور اسکے ٹکڑے ٹکرے کر رکھے

Digitized by Google

ہیں ۔ ہندوستان کے نقشہ پر مسلم ہندوستان اور ہندو ہندوستان پہلے ہی سے موجود ہے۔'' (حوالہ #N3۳۴)

مسلمانوں اور ہندوؤں کے صدیوں ایک ساتھ رہنے کے باوجود دونوں میں کمان کے دو کناروں کی مانند متوازی فاصل موجود رہا ایک ہندو راہنما لالہ لاجیت رائے لکھتے ہیں۔

''اسلام کے مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں اس قدر تضاد ہے کہ دونوں کے درمیان کبھی بھی مفاہمت نہیں ہو سکتی۔'' (حوالہ #۳۵)

مسلم اور غیر مسلم تہذیب میں نمایاں تفریق کا انکار کوئی بھی کسی بھی مذہب کا صاف گو فرد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مسلما چاہے دنیا کے کسی خطہ کا باشندہ ہو اس کا طریقہ اور زاویہ زندگی حیات اور یکساں لوازم رکھتا ہے۔ نظریہ اسلام کی قبولیت کے ساتھ ہی ایک نئی تہذیب جنم لے لیتی ہے۔ اسی لیئے بابائے قوم نے فرمایا تھا

''پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا۔ جس دن ہندوستان کی سرزمین پر پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔'' (خطاب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۸ مارچ ۱۹۴۴ء)

اس نظریاتی اور فکری تبدیلی سے بندہ بشر کی زندگی میں ایک بہت بڑا انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔ جس اس کے ہر شے کو دیکھنے اور پرکھنے کے پیمانے بدل جاتے ہیں۔ حضرت قائداعظمؒ نے ۱۹۴۰ء کے تاریخی خطبہ میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں فرمایا۔ وہ ہندوازم اور اسلام میں فرق واضح کر رہے تھے۔

''حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں ''مذہب'' نہیں بلکہ ایک دوسرے سے مختلف معاشرتی نظام ہیں اور اس بنا پر متحدہ قومیت کا تخیل ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھیے، ہندو اور مسلم، مذہب کے ہر معاملہ میں دو جداگانہ فلسفے رکھتے ہیں ۔ آگے چل کر قائدؒ نے واضح کیا کہ دونوں کی معاشرت اور تہذیب جدا ہے۔ حوالہ #۳۶

قائدؒ نے اس نظریاتی و فکری فرق کو مزید اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''پاکستان کا مطالبہ نہ انگریزوں کی زیادتی اور نہ ہندوؤں کی تنگ نظری کی وجہ سے بلکہ ایک سادہ اصول یہ ہے کہ ہم الگ قوم ہیں لہٰذا ہمارا علاقہ بھی الگ ہونا چاہیئے''۔ (حوالہ #۳۷)

Digitized by Google

پاکستان عظیم کائناتی روحانی حقیقت

(مملکتِ پاکستانیہ ایک آسمانی ریاست)

پاکستان، قائدِ اعظمؒ اور اقبالؒ اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ تھے۔ غیر معمولی وجدان والا عظیم مفکر، مجدد اور حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ، جو زمانے کی شورشوں اور فکری الجھاؤ میں بھی اصل مسئلہ کو پہنچان گئے۔ اللہ نے انہیں بے بہا وجدان کی نعمت سے نواز رکھا تھا۔ عظیم قائدؒ ملا جس نے اپنے عزم اور حوصلے سے بدترین دشمنوں کو انکی Key Positions پر ہونے کے باوجود شکستِ فاش دی اور باطل کی صفوں کو وہ یکتا و تنہا روندھتا چلا گیا۔ ایسا صاحب کردار کہ جنکے بدترین دشمنوں نے بھی ان کے عظمتِ کردار کی گواہی دی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ہر ایک کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر بات کر سکتا تھا۔ صدیوں بعد قدرت ملتِ اسلامیانِ ہند پر مہربان ہوئی۔ اور ایسی ایسا بلند پایہ راہنما شخصیات اور اپنی نعمتوں سے مالا مال خطہِ ارضی پاکستان دیا۔

روحانی پس منظر میں پاکستان

پاکستان اہل جنوں کی پروردگار سے فریادوں اور لگن کا ثمر ہے۔ یہ سرزمین اس لئے حاصل کی گئی کہ ممالک کے مابین مسجد قرار پائے۔ یاد رکھیے یہ ریاست اللہ کی امانت ہے اور اسی نے ہمیں دی ہے، جو کوئی بھی اس کی املاک پر بری نظر ڈالے گا منتقم مزاج فطرت اس کو بالآخر رسوائی سے دوچار کرے گی۔ انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں۔ جب مجرم اپنے انجام کو پہنچیں گے ایک میدان حشر تو آخرت میں لگے گا لیکن ایک اس دنیا میں بھی قائم ہوگا۔

یہ مملکت اپنے عظیم روحانی پس منظر اور نظریاتی اساس، اسلام کا فکری و روحانی مرکز ہونے کے ناطے حرمین کے بعد دنیا کا اہم ترین اور پاک خطہ ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں سے دین ابھرا اور پھر ابھرے گا۔

اسرائیلی و بھارتی استعمار کا انجام

ابلیس نے اپنے سب سے بڑے پیرو یہود کے ذریعہ الٰہی امت، یعنی (حاملینِ قرآن) کا آخری مرکز وحدت، سلطنتِ عثمانیہ کا خاتمہ کر دیا۔ نیز جاپان اور جرمن جیسی اقوام جہاں یہود کا غلبہ نہ تھا اور جنگی پالیسیاں ان کی تابع فرمان نہ تھیں۔ ان پر جنگِ عظیم مسلط کر کے قبضہ پا لیا گیا۔ نتیجتاً تمام دنیا پر Indirect یہودی تسلط قائم ہو گیا۔ یہود کی عبوری عالمی حکومت اقوامِ متحدہ کے ذریعہ قائم ہو گئی جس نے پہلے یہودی ریاست کے قیام کی راہ ہموار کی اور پھر پوری دنیا کے وسائل اور اقتدار پر براہِ راست

Digitized by Google

کنٹرول کے ایجنڈا پر کام شروع ہوگیا۔

ابلیسی نظام اور ریاست کے توڑ کیلیئے اللہ کی مشیت حرکت میں آئی اور جب ابلیسی ریاست کیلیئے سٹیج تیار ہو رہا تھا اس وقت قدرت نے پاکستان کی صورت میں رحمانی ریاست وجود بخشا۔ یہ رحمان کی منصوبہ بندی اور بندوبست تھا اس ابلیسی ریاست کیلیئے۔ قدرت نے مستقبل کیلیئے ایک بہت اہم رول پاکستان کیلیئے تفویض کر رکھا ہے۔

قرآن حکیم نے یہودی قوم کو ملعون و مغضوب قرار دیا۔ یہ سب ان کے اعمال کے سبب ہے عالمی سطح پر شر، فتنہ وفساد کا اصل محرک یہی قوم ہے جو اب اپنے آخری انجام کی جانب تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ قرآن وحدیث کی خبروں کی رو سے یہودی تمام دنیا سے سمٹ کر ایک مرکز اسرئیل میں اکھٹے ہو رہے ہیں۔ یہی مقام ان کا حتمی قبرستان بننے والا ہے۔

جیسا کہ تذکرہ آیا کہ قیام پاکستان کے قریباً ایک برس بعد یہود کی نسل پرستی پر مبنی ریاست، مغربی اشیرباد سے قائم کی گئی یہ کفر والحاد کی شیطانی صیہونی ریاست، عظیم تر اسرائیل کا خواب دیکھ رہی ہے۔ خطہ عرب میں جہاں جہاں ماضی میں یہود رہے۔ مصر، عراق، اردن، شام اور مدینہ منورہ تک ان کے مجوزہ عظیم تر اسرائیل کے استعمار میں شامل ہے۔

اسرائیلی قیادت اور راہنماؤں کو پاکستان کی نظریاتی اہمیت کا احساس ہے۔ وہ دوسری استعمار کا خواب دیکھنے والی ملحد ریاست بھارت کے ساتھ قریبی تعاون اور گھ جوڑ کے ذریعہ پاکستان کو کمزور عدم استحکام اور تباہی سے دوچار کرنے کے لئے خفیہ منصوبوں پر عمل پیرا ہیں۔ بھارت اور اسرائیل دونوں شیطانی استعماروں کا خاتمہ اور حتمی انجام قدرت نے پاکستان کے ہاتھوں رکھا ہے۔ نظریاتی اعتبار سے پاکستان دونوں کی ضد ہے۔

تخلیق وقیام پاکستان ان مقدس اور مبارک تر لمحات میں ہوئی جن سے بہتر وقت، لمحات، دن کا تصور بھی محال ہے۔ قرآن وحدیث کی شھادتوں کے علاوہ قائدینِ ملت، مجددین وصوفیا، اور مجاہدین کی تاریخ اس خطہ کی اہمیت اجاگر کرتی ہے۔ پاکستان کے قیام میں، نظریہ اسلام کے پیشِ نظر ملت ہند کی یکجہتی و عظیم جانی ومالی قربانی، یہ سب سابقہ بحث کی تذدیق کرتا ہے۔ قدرت نے مقدسین کے اس پاک مسکن کو عظیم مقصدیت، حکمت اور منصوبہ بندی کے تحت قائم کیا ہے۔ یہ سرزمین نور ہے، اولیاء کی دھرتی ہے، اللہ اور اس کے محبوب بندوں کا پاک مسکن ہے۔ یہیں سے خیر عظیم کا ظہور ہونے کو ہے۔ جہالت اور ظلم کے اندھیرے یہیں سے چاک ہونے ہیں۔

Digitized by Google

ترانہ ملی

چین و عرب ہمارا ، ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں ‘ وہ پاسباں ہمارا
تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
اے گلستان اندلس ! وہ دن ہیں یاد تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
اے موج دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا
اے ارض پاک تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم
ہے خوں تیری رگوں میں اب تک رواں ہمارا
سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
اس نام سے باقی آرام جاں ہمارا

(اقبالؒ)

Digitized by Google

Refferences:حوالاجات

حوالہ #۳(کتاب ''خطباتِ عثمانی'' صفحہ ۲۸۶)

(حوالہN#۱۵ کتاب ''ارشاداتِ قائدِ اعظم'' ص۱۸۲ از بریگیڈیر گلزار احمد)

حوالہ 15#f1 (قائدِ اعظمؒ ۔ تقاریر بحیثیت گورنر جنرل ۔ صفحہ ۲۲)

(حوالہN#۴)(مکالماتِ اقبال صفحہ ۱۵۰۔۱۵۱)

(حوالہN#۵)(مکالماتِ اقبال صفحہ ۱۶۲ بحوالہ اقبالؒ کے حضور ۱۳۱'')

(حوالہN#۳۹ ۔ ''زعمائے پاکستان'' مضمون چوہدری رحمت علیؒ)

حوالہ #۳۷(کتاب ''خطباتِ عثمانی'' صفحہ ۲۸۶)

(حوالہ #۳۸ حوالہ کتاب ''زعمائے پاکستان'' مضمون: چوہدری رحمت علی صفحہ ۱۰۱)

(حوالہ #۴۰ ۔ ''زعمائے پاکستان'' مضمون چوہدری رحمت علی صفحہ ۱۰۲)

حوالہ #۴۱_Ministry of Information & BroadCast)

(حوالہ #۱۰)(''پاکستان کا تاریخی و تہذیبی پس منظر'' از سمیع اللہ قریشی نمبر ۱۵ منظر ہفتم صفحہ ۱۴۱)

(حوالہN#۶)(تاریخ نظریہ پاکستان صفحہ ۲۱۷)

(حوالہN#۷)(خطباتِ عثمانیؒ صفحہ ۱۴۰)

(حوالہ #۱۶ نوائے وقت 'شر انگیز فلم' از ضیاء الاسلام)

(حوالہ #N۱۱ 'قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل' از ڈاکٹر برہان احمد فاروقی)

(حوالہ #N۱۲ 'قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل' از ڈاکٹر برہان احمد فاروقی)

(حوالہ #N۱۴ 'قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل' از ڈاکٹر برہان احمد فاروقی)

(حوالہ #N1۱۳ 'قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل

(حوالہ #N۱۵ از ڈاکٹر جہانگیر 'تحریکِ پاکستان')

(حوالہN#۱۶)(تفسیر ماجدی صفحہ ۳۴۹)

(حوالہN#۱۰)''السیف'' ۶ ۱۹۷ء، صفحہ ۹۵)

(حوالہN#۱۱)(ہفت روزہ ''انس'' 'اسلام آباد')

(حوالہ #۲۰)(مولانا جعفر تھانیسری مرحوم کی کتاب ''کالا پانی'' ایک بہترین تحریر ہے۔)

حوالہ #N۲۱(القرآن ۱۱،۱۰/۶۶)

حوالہ #N۲۲(۱۹/۴۸۔ القرآن)

حوالہ #N۲۳ القرآن ۴/۶۰ اور ۱۴/۳۶)

Digitized by Google

(حوالہ #N۲۴)(القرآن: سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ۲۱)

حوالہ #N۲۵(القرآن: سورۃ النساء آیت ۸۹)

(حوالہ #۲۶)ص ۳۱۵ مقالہ (حوالہ #۲۷ص ۳۱۵ مقالہ احترام قائداعظم)

(حوالہ #N۲۹ ''کیا قائداعظم سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے؟'' از غلام احمد پرویز)

حوالہ #N۲۷(ارشادات قائداعظم)

بحوالہ #N2۳۰۔نوائے وقت ۹۸:۱۱:۹ از ڈاکٹر سید محمد اکرم)

(حوالہ #N3۲۲) (نمبر ۷ منظر چہارم بحوالہ خطبہ صدارت جواہرلال نہرو India National Convention

(March1937

حوالہ #N3۲۳ Times Magazine)

(Dec.1946

(حوالہ #N3۲۴)مقالہ احترام قائداعظم

حوالہ کتاب'' (نمبر ۱۵ منظر ہفتم صفحہ ۱۴۱) بحوالہ کتاب ''برطانوی مصنف کینتھ کریگ تصنیف ''موجودہ اسلام میں مجلسِ شوریٰ''

Digitized by Google

باب : سوم

رسولِ عربی ﷺ اور پاک و ہند

(عربستان اور ہندوستان میں تاریخی روابط)

میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

(اقبالؒ)

فرمانِ قائدِ اعظمؒ

''ملت اسلامیہ کی عزت و آزادی اور مسلم ممالک کی خود مختاری کیلئے بھی پاکستان کا قیام از حد ضروری تھا۔'' حوالہ #۲۹٤۱

Digitized by Google

ہندوستان

اسلام سے قبل بے شمار ریاستوں میں بٹے ہندستان کا کوئی ایک نام نہ تھا۔ ہر ریاست اپنے دارالسلطنت سے مشہور ہوتی تھی۔ زمانۂ قدیم میں تہذیبیں اور علاقے عموماً دریاؤں کی نسبت سے پہچانے جاتے تھے۔ اسی نسبت سے برِعظیم میں بھی دو علیحدہ علیحدہ تہذیبیں پروان چڑھیں۔ جن میں ایک وادی سندھ کی تہذیب تھی اور دوسری گنگا جمنا کی۔ یہ بھی ایک دلچسپ امر ہے کہ پچھلے دس ہزار سالہ تاریخِ ہند کا جو ریکارڈ ملتا ہے اس کے مطابق وسطی ہند اور گنگا تہذیب کو وادی سندھ کی جانب سے فتح کیا جاتا رہا۔ مگر گنگا تہذیب کے باسیوں نے وادی سندھ کو کبھی فتح نہیں کیا۔ مسلم فاتحین نے بھی وادی سندھ کے راستے وسطی ہند پر یلغاریں کیں۔ آیئے برِعظیم جسے ہندوستان کہہ کر پکارا جاتا رہا اس لفظ کی ہیت کا جائزہ لے لیں۔

سندھ SIND اور ھند HIND :

ایرانیوں نے یہاں کے ایک علاقہ پر قبضہ کیا تو یہاں کے دریائے سندھ کی نسبت دیتے ہوئے اسکا نام ہندھو رکھا (لفظ (Indus) **سندھ** معانی: دریاؤں کی سرزمین) کیونکہ قدیم فارسی زبان اور سنسکرت میں ''ھ'' اور ''س'' کو آپس میں تبدیل کیا جاتا تھا۔ جسکی بہت سی مثالیں ہیں۔ (حوالہ #۸) یہ نام پوری دنیا میں مقبول ہوگیا، جبکہ اہل عرب ''ھند'' کی وادی سندھ کو ''سندھ'' کہہ کر پکارتے تھے۔ شمال مغربی سرحد کے راستے آنے والے مسلم فاتحین نے اسے ''ھندواستھان'' کا نام دیا۔ (حوالہ #۹) سندھ سے مراد پوری وادی سندھ ہے یعنی آج کا بیشتر پاکستان۔

پنجاب: پنج آب سے ہے یعنی پانچ دریاؤں کی سرزمین، تاریخِ مخزنِ پنجاب میں درج ہے کہ پنجاب کو پہلے پنج دو آب کہا جاتا تھا۔ یعنی سات دریاؤں کی سرزمین۔

آج کا بیشتر پنجاب ماضی میں سندھ میں شامل تھا، سندھ پنجاب ایک ہی خطہ ہے۔ دونوں کے نام بھی دریائے سندھ اور اسکے حواری دریاؤں سے مآخذ ہیں۔ محمد بن قاسمؒ کی آمد کے وقت آج کا تقریباً تمام پاکستان سندھ کہلاتا تھا محمد بن قاسم سندھ کے وسط علاقے ملتان شہر تک آیا تھا۔ اسی موضوع کی نسبت سے حال ہی میں حنیف شاہد صاحب کی ایک بڑی عمدہ کتاب ''سندھ: سات دریاؤں کی سرزمین شائع ہوئی ہے جو ایک عمدہ تحقیق ہے۔

Digitized by Google

انڈیا INDIA : فرانسیسی زبان (French) میں ھند کا "ھ" "الف (ا)" میں بدل کر "ھند" "اند" ہوگیا اور اسی سے پھر "انڈیا" "India" کہا گیا۔ حوالہ # صفحہ ۱۲)

۲۲ جولائی ۱۹۹۹ء کو بھارتی چینل دوردرشن ایک DD1 سے دریائے سندھ پر خصوصی پروگرام نشر کیا گیا، جس میں بشمول BJP کی انتہاپسند ہندو مذہبی جماعت کے کئی اہم بھارتی راہنماؤں اور کئی جید ہندو مذہبی سکالرز کے انٹرویوز نشر کیے گئے۔ جس میں سندھو ندی کے متعدد تاریخی اور مذہبی حوالے سامنے آئے، ہندو مذہبی سکالرز نے بتایا کہ ویدوں، مہابھارت اور دیگر مذہبی حوالوں کے پیش نظر تقدس میں سندھو ندی کی اہمیت کسی صورت بھی گنگا جمنا سے کم نہیں بلکہ ایک سکالر کے بقول مہابھارت میں سندھو ندی کا تذکرہ تیس ۳۰ مقامات پر آیا ہے اور جبکہ گنگا کا ذکر صرف دو مقام پر آیا ہے۔ بھارتی راہنماؤں اور سکالرز نے سندھ دریا کو زیادہ اہم اور زیادہ مقدس قرار دیا۔ انہوں نے بھارتی جنتا کو اس دریا کے درشن اور اس کے اشنان کرنے کو کہا۔ نیز انہوں نے اس کا بھی اقرار کیا کہ ہندو قوم کی اصل پہچان اسی سندھو سے ہے۔ جس سے لفظِ ہندو بنا ہے۔

پچھلے برس اسی اہمیت کے باعث مقبوضہ لداخ کے علاقہ میں بھارتی حکومت نے، دریائے سندھ کے کنارے بہت بڑا میلہ منعقد کیا (یہ وہ مقام ہے جہاں سے دریائے سندھ گزر کر پاکستان میں آتا ہے)۔ جس کا افتتاح بھارتی وزیر اعظم شری اٹل بہاری واجپائی نے کیا۔ یہاں خصوصی اشنان کیئے گئے۔ اور بعض مقدس اشیاء (ہندو عقیدہ کے مطابق) بہائی گئیں۔ بھارتی پردھان منتری نے اسے پاکستان کیلئے نیک جذبات کا تحفہ کہا۔

ہندوستان کا جنتی دریا

حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ

فجرت اربعة انهار من الجنة : الفرات و النيل و سيحان و جيحان.
(حم . كنز العمال . صفحه ۳۴۴)

اس سے مماثل چند دیگر روایات صحیح ستہ میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ کشف الخفاء صفحہ ۵۶۵ میں ہے

سيحان و جيحان و الفرات و النيل من انهار الجنة رواه مسلم

عربی کی معروف تصنیف فیض القدیر میں ہے کہ سيحون و جيحان بالهند بلخ خوارزم اور اسکی ساتھ فرمایا گیا والفرات والنيل منها من انهار الجنة ایسا ہی بیان کشف الخفاء میں بھی آیا ہے۔ ایسے ہی بیانات تفسیر قرطبی میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

Digitized by Google

اسی طرح الجامع الصغیر الاصدار ۲۱٬۳ میں علامہ جلال الدین السیوطیؒ ''وسیحون'' کی ذیل میں عرض کرتے ہیں کہ ''**وسیحون'' نهر بالهند او سند** جیسا کہ بیان ہوا کہ پرانے وقتوں میں تقریباً موجودہ تمام خطہ پاکستان سندھ کہلاتا تھا۔ اس سارے علاقے کو وادی سندھ کی تہذیب (Indus civilization) کہا جاتا ہے۔ جلال الدین سیوطی نے سیحون کی نشاندہی کرتے ہوئے اسے موجودہ پاک و ہند کا دریا قرار دیا۔

احادیث کی کتب میں ایسی متعدد روایات موجود ہیں۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے بھی ان روایات پر بحث کی ہے اور ایک روایت کو اپنی عمدہ تصنیف ''عرب و ہند تعلقات میں'' میں بھی بیان کی ہے، فرماتے ہیں۔

''ایک روایت یہ ہے کہ جنت میں سے چار دریا نکلتے ہیں۔ نیل، فرات، جیحان اور سیحان۔ نیل مصر کا دریا ہے فرات عراق میں ہے۔ جیحان ترکستان میں ہے''۔ (حوالہ #۷)

(وسط ایشیاء کی نئی آزاد شدہ مسلم ریاستوں میں متذکرہ دریائے جیحون واقع ہے۔ یہ وہی دریائے جیحون ہے، جسے ۷۱۱ء میں قتیبہ بن مسلم نے عبور کر کے ترکوں کے علاقے میں فتح کے پرچم گاڑھے)۔ علامہ سلیمان ندویؒ اپنی تحقیق کے حوالے سے رقم کرتے ہیں کہ 'سیحون کے بارے میں یہ ہے کہ (متحدہ) ہندوستان کا دریا کا نام ہے۔ بعض افراد نے اسے ہند (India) کا دریائے سندھ (Indus) قرار دیا ہے۔

دریائے سندھ اور وادی سندھ، اپنی قدیم ترین اور عظیم تہذیبی ورثہ اور تمدن کی وارث ہے۔ یہ وسیع و عریض دریا ایک ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اپنی حواری دریاؤں کو اپنے اندر سموتے ہوئے بحرہ عرب میں گرتا ہے) یا متذکرہ جنت کا یہ چوتھا دریا کیا گنگا ہے۔ (جو کہ عموماً ہنود کا مقدس دریا سمجھا جاتا ہے)؟

ہنود کے نظریہ کی رو سے ''اصل آریہ ورت نو وادی سندھ ہے۔ پانچ دریاؤں کی دھرتی اور ہندوستانی پوتر دریا گنگا نہیں بلکہ دریائے سندھ ہے۔ جس کے کنارے چاروں مقدس وید اترے'' اس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ دریائے سندھ کے تقدس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایئے کہ مہاتما گاندھی کا قاتل انتہا پسند مذہبی تنظیم (RSS) کے رکن نتھورام گوڈسے' کے اس فعل سے لگایئے کہ اس نے جو وصیت کی اس میں اس نے اپنی چتی کو دریائے سندھ میں بہانے کا کہا ہے۔ جسے اس انتہا پسند جماعت نے آج تک سنبھال کے رکھا ہوا ہے اور ہر سال وہ نتھورام سے کیئے گئے عہد کی تجدید کرتے ہیں۔

Digitized by Google

رسولِ عربی ﷺ کی نسبتِ ہند

پیغمبرِ اسلام کسی خاص ملک، علاقہ یا نسل کے لئے مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ تمام انسانیت اور تمام عالم کی جانب بھیجے گئے۔ آپ ایک آفاقی نظریہ اور نظام لے کر آئے۔ جو تمام انسانیت کے لئے تھا۔ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے بارے میں آپ کی مختلف مقامات پر راہنمائی ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس ضمن میں ہند کی سرزمین کے بارے میں کچھ خصوصی اشارے دیئے ہیں۔

ہند کے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اور اقبالؒ

نبی ﷺ کا ۔ ایک اور ارشاد پاک ہے کہ۔

''مجھے ہندوستان کی جانب سے ربانی خوشبو آتی ہے'' (حوالہ N# ۳)

یہ جانب ہند سے آنے والے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اور ربانی خوشبو ظاہر کرتی ہے کہ یہ سرزمین اللہ کی منتخب سرزمین ہے اور یہیں سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور دین کی مدد فراہم ہونی ہے۔ انہی مقاصد کی تکمیل کے لئے نظریہ اسلام کی بنیاد پر پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ الاصدار ۳۴، از امام جلال الدین السیوطی نے حضرت علیؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ

عن علی بن ابی طالبؓ قال : خیر و اد فی الناس وادی مکۃ، و وادی الهند الذی هبط به آدم علیه السلام، و منه یوتی بهذا الطیب الذی تطیبون به.

حضرت علیؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ

''لوگوں میں سب سے اچھی وادی مکہ اور ہندوستان کی ایک وادی ہے۔ جہاں حضرت آدمؑ اترے تھے۔ جو خوشبو تم استعمال کرتے ہو، وہ وہیں سے لائی جاتی ہے۔''

اللمھید لابن عبدالبر میں صفحہ ۴۴ پر حضرت علی سے یہ فرمان مروی ہے کہ

مہران بن عباس نے کہا کہ علی ابن طالبؓ نے فرمایا کہ میں زمین پر اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزیں اور زمین میں سب سے اچھی آب و ہوا والی جگہ جانتا ہوں۔ زمین میں حرم میں اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز زمزم اور آب و ہوا کے لحاظ سے سب سے اچھی ہند کی سرزمین ہے۔ وہاں جنت سے سلامتی اتری تو اس کے درخت جنت کی ہوا سے بار آور ہوئے۔

''سبحۃ المرجان فی تاریخ ہندوستان'' میں حضرت علیؓ سے ایک فرمان بیان ہوا ہے کہ

''سب سے پاکیزہ اور خوشبودار مقام ہندوستان ہے'' (حوالہ #۴)

یہ خطہ صوفیا، اولیاء، مجاہدین اسلام، دانشوروں، تخلیق کاروں اور زندہ دلان کی سرزمین ہے یہ اسلام کا

Digitized by Google

روحانی اور فکری مرکز ہے۔ یہی بات اس کی پاکیزگی اور معطر ہونے کا باعث ہے۔ ہادیٔ برحق ﷺ نے فرمایا

"مجھے ہند کی جانب سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آتے ہیں"

(حوالہ #۲ اور حوالہ #۱)

اس روایت کو متعدد ملکی و غیر ملکی اور بعض عرب کے مسلم سکالرز کو ذکر کرتے ہیں۔ (عرب سے تعلق رکھنے والی مذہبی تنظیم حزب التحریر اور اسکی قیادت اس روایت کو بکثرت کو ذکر کرتی ہے۔) حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے اس فرمانِ نبوی کو خوبصورت شاعرانہ پیرہن میں ملبوس کیا ہے۔ حضرتِ علامہ نے فرامینِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ان روایات کو خوبصورت شاعرانہ لباس پہناتے ہوئے فرمایا۔

میرِ عرب کو آئی ' ٹھنڈی ہوا جہاں سے

میرا وطن وہی ہے' میرا وطن وہی ہے

مسلمانانِ برِ عظیم کا اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ سے غیر معمولی عقیدت اور لگاؤ ان کے باطن کا غماض ہے۔ ایسا جذبہ ہمیں آجکل کے خطہ عرب میں بھی دکھائی نہیں دیتا جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا تھا۔ توہینِ رسالت ﷺ پر یہاں لوگ جذبات سے بے قابو ہو کر کٹ مرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ عالم اسلام پر کوئی افتاد گرے اس خطہ کے مسلمانوں کا جذبہ دیدنی ہوتا ہے۔ حالیہ جنگ خلیج اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مسلمانانِ پاکستان اہلِ عالم کے مسلمانوں کے مسائل کو اپنے سے جدا نہیں دیکھتے۔ انکے دل تمام مظلوم مسلمانوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔

رسالت مآب ﷺ کی یہاں کے مسلمانوں کے لئے یہ بہت بڑی سند اور Complements ہیں اس سے یہاں کے مسلمانوں کا دین سے لگاؤ اور محبت باقی عالم سے ممتاز کرتی ہے۔

تجدید احیائے دین یا نشاۃ ثانیہ کا عظیم کام اسی مملکت سے ہونا ہے۔ یہ اسلام سے اسی محبت اور عقیدت کا مظہر ہے کہ خالص دین کے نام پر ہم نے یہ مملکت احیائے خلافت کے لئے حاصل کی۔ اور انشاءاللہ یہیں سے دنیا بھر کے مظلومین کی کو تقویت فراہم ہوگی۔

عربی کی تفاسیر اور کتب احادیث میں' ہند کی تقدیس اور اہمیت سے متعلق متعدد روایات کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستان میں نبوت

عربوں کی روایات کے مطابق نیز عربی تفاسیر اور کتب احادیث کے مطابق دنیا میں حضرت آدمؑ کی بعثت دجنا کے مقام پر ہوئی۔ جو ہندوستان میں ہے۔ اسی طرح انہی روایات کے ہمراہ متعدد روایات

Digitized by Google

میں بتایا گیا ہے کہ حجر اسود سرزمینِ ہند میں بعثتِ آدم کے ساتھ ہی اترا۔ اور یہاں سے مکہ لیجایا گیا۔
جیسا کہ تفسیر الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ اصدار ۳۴ میں البیھقی فی الدلائل کے حوالے سے درج ہے کہ

"خرج آدم من الجنة و معه حجر فی یده الکف الآخر' فبث الورق فی الهند فمنه ماترون من الطیب' واما الحجر فکان یاقوتة بیضاء یستضاء بها ......

یہ پتھر جب ہندوستان میں اترا تو یہ سفید یاقوت کی مانند اور چمکدار تھا۔ حضرت جبرائیلؑ اسے ہندوستان سے لیکر آئے اور یہ حضرت ابرہیمؑ نے تعمیرِ کعبہ کے وقت حضرت اسماعیل کے ہمراہ نصب فرمایا۔
حضرت آدمؑ کی بابت کنز العمال صفحہ ۲۲۰ میں درج ہے

کہ عن قتاده قال اهبط الله عزوجل آدم الارض ، و کان مهبیطه بارض الهند.

اسی طرح کنز العمال میں یہ بیانات بھی مروی ہیں۔

عن ابن عباس ، قال : ان اول ما اهبط الله تعالیٰ ادم اهبطه بدهنا ارض الهند

لقد حدثنا عبدالله بن عباس ان ادم نزل هسین نزل بالهند یعنی نزول آدم سرزمینِ ہند پر ہوا۔

اسی طرح ہندوستان میں (ہندووں کے) مقدس ویدوں سے یہ حقائق سامنے آئے ہیں کہ ہنود حضرت نوحؑ کی قوم ہیں۔ حضرت نوحؑ اوران کے سیلاب عظیم کی تفاصیل ہندوؤں کے مقدس ویدوں میں موجود ہیں نیز دیگر مذہبی حقائق اور اس سے متعلق اہم باتوں کا تذکرہ جنکا آگے چل کر کیا جائے گا۔

سرزمینِ ہند پر اللہ کے پیغمبروں کی بعثت ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ جو اعتقادات میں سخت گیر تھے وہ بھی ہند میں بعثتِ انبیاء اعتقاد رکھتے تھے۔ نیز انہیں یہاں کے بعض شہروں میں نور نبوت دکھائی دیا تھا۔ (حوالہ #۲)

عہدِ نبوی ﷺ میں ہندوستان سے تعلقات

عہدِ رسالت ﷺ میں اور اس سے قبل دورِ جاھلیت میں بھی ہندوستان اور عرب کے مابین قریبی تعلقات استوار تھے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں بھی ہند کے ساتھ تجارت عام تھی۔ سندھ (مراد پوری وادی سندھ آج کا تقریباً سارا پاکستان) اور ہند سے حضور ﷺ بخوبی متعارف تھے۔

قدیم ہندی (عرب مید) جو عرب میں آباد تھے وہ عربوں میں رچ بس چکے تھے۔ بہت سے ہندوستانی قبائل عرب میں آباد تھے۔ جن سے اہلِ عرب کو عام واقفیت تھی۔ حدیثِ معراج میں نبیِ رحمت ﷺ نے حضرت موسیٰؑ کو (ہندوستان) کے جاٹوں سے تشبیہ دی ہے۔

ہندوستانی اشیاء میں حضور ﷺ کی دلچسپی

بہت سی ہندی اشیاء حضور ﷺ اور صحابہؓ کے استعمال میں آئیں۔ ان میں خوشبوئیں، مصالحہ

Digitized by Google

جات، ادویات و دیگر سامان شامل ہے۔ ملبوسات میں سب طرح کے ہندوستانی اور سندھی ملبوسات اور چادریں۔ اسلحہ جنگ کی تجارت میں ہندوستانی شمشیریں اور نیزے وغیرہ شامل تھے۔ (تفصیل دیکھیے ''عرب ہند تعلقات از سید سلیمان ندویؒ) رسالت مآب ﷺ کے پاس مشہور ہندی مارکہ Brand کی شمشیر تھی۔ جو آپ ﷺ کو شمشیر غزوہ بنی قینقاع میں حاصل ہوئی۔

ہندوستانی راجہ کا تحفہ

ہندوستان کے ایک راجہ نے رسول برحق ﷺ کی خدمت اقدس میں زنجبیل ارسال فرمایا جسے آپ ﷺ نے نہ صرف خود تناول فرمایا بلکہ صحابہ کرامؓ کو بھی کھلایا۔ (حوالہ N#۱۰)

قرآنِ پاک میں ہندوستانی اشیاء کا تذکرہ

قرآنِ پاک میں تین اشیاء کے نام اسطرح سے فرمائے گئے ہیں۔ اولاً مسک' دوسرا کافور اور تیسرا زنجبیل ۔ ہندوستان و عرب میں جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا یہ مشترک و متوارد الفاظ علاقائی لب ولہجہ کے فرق کے ساتھ ادا کیئے جاتے ہیں۔

متذکرہ بالا اشیاء کو قرآنِ پاک میں جنتِ عظیم کی نعمتوں کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اشیاء خالص ہندوستانی ہیں اور ہند سے عرب کو برآمد ہوتی تھیں۔ اس اعتبار سے ان اشیاء کا قرآنِ پاک' میں جنت کی نعمتوں میں تذکرہ آنا اہلِ ھند کیلئے ایک اعزاز ہے۔

اسی طرح ہند سے جانے والی خوشبو' مشک'' کو رسول مکرم ﷺ نے تمام خوشبوؤں میں بہترین قرار دیا۔

لباسِ ہند اور رسالت مآب ﷺ

امِ سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام کپڑوں میں کرتا بہت پسند تھا۔ (ابوداودؒ، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آخری عمر میں نبی کریم ﷺ نے شلوار خریدی اور پہنی صحابہؓ نے آپؐ سے کہا کہ یہاں اسے عام نہیں پہنا جاتا (کیونکہ یہ اہلِ عرب کا لباس نہیں تھا) تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک اچھا لباس ہے جو ستر کو اچھی طرح ڈھانپتا ہے۔ وہ ﷺ اسے رات کو سوتے وقت بھی استعمال کرتے تھے۔

(حوالہ #۱۲ اس حدیثِ مبارکہ کو ممتاز قانون دان اور سکالر جناب خالد اسحاق صاحب (ایڈوکیٹ) نے Ptv Lecture ''اکیسویں صدی کا چیلنج اور عالمِ اسلام کا مستقبل' میں بیان کی۔)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت مآب ﷺ کو اس خطہ سے خصوصی نسبت تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ہندی لباس

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ سندھی کپڑے استعمال فرماتی تھیں۔ (حوالہ #۱۱)

Digitized by Google

اقبالؒ نے اس سرزمین سے عقیدت کا اظہار یوں فرمایا:۔

چشتیؒ نے جس زمین میں پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم وہنر دیا تھا
مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے
ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے
بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوحِؑ نبی کا آ کر ٹھہرا جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کی بام فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جس کی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

Digitized by Google

Refferences:حوالاجات

۲۰ دسمبر ۱۹۴۱ء (نقوش عظمت ۱۹۷۶ء)

(حوالہ #۸۔ ''ہندوعرب تعلقات'' سید سلیمان ندوی صفحہ ۱۲)

حوالہ # ۳ بحوالہ ''روز و ایشیاء'' از محمد اکرم رانجھا ایڈوکیٹ صفحہ ۴۱، ۱۵ اگست ۹۷

(حوالہ # ۴۔ کتاب ''اگر اب بھی نہ جاگے تو'' بحوالہ کتاب ''سبحۃ المرجان فی تاریخ ہندوستان''

(حوالہ #۲ (حوالہ #۱ کتاب تاریخ منہاج القرآن)

(حوالہ #۶۔ اگر اب بھی نہ جاگے تو'' از شمس نوید عثمانی)

(حوالہ #۸ عرب و ہند تعلقات۔ مولانا سید سلیمان ندوی صفحہ ۱۲ حوالہ دوم انسائیکلو پیڈیا'' ادارہ معارف اسلامی'')

حوالہ #۹ عرب و ہند تعلقات۔ مولانا سید سلیمان ندوی صفحہ ۱۳ حوالہ دوم انسائیکلو پیڈیا'' ادارہ معارف اسلامی'')

(حوالہ N#۱۰ ''ہندوعرب تعلقات'' از سید سلیمان ندوی)

(حوالہ #۷)(عرب و ہند تعلقات۔ مولانا سید سلیمان ندوی ص ۳۰۲)

(حوالہ #N ۳۔) بحوالہ کتاب ''اگر اب بھی نہ جاگے تو'' بحوالہ کتاب ''سبحۃ المرجان فی تاریخ ہندوستان'' باب اول

بحوالہ کتاب ''اگر اب بھی نہ جاگے تو'' بحوالہ کتاب ''سبحۃ المرجان فی تاریخ ہندوستان'' از غلام علی آزاد

سید صباح الدین'' رسالہ معارف'' فروری ۱۹۷۵ء

(حوالہ #۱۲ اس حدیث مبارکہ کو ممتاز قانون دان اور سکالر جناب خالد اسحاق صاحب (ایڈوکیٹ) نے Pty Lecture

''اکیسویں صدی کا چیلنج اور عالم اسلام کا مستقبل'' میں بیان کی۔)

(حوالہ #۱۱۔ ''ہندوعرب تعلقات'' از سید سلیمان ندوی)

(ا) حوالہ کتاب ''تحریک منہاج القرآن کی عالمی دینی خدمات'' صفحہ ۲۸ طبع نومبر ۱۹۹۵ء ''مبشرات پاکستان''

حوالہ دوم حوالہ کتاب ''قیامت آ رہی ہے'' از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈوکیٹ

بحوالہ کتاب ''سبحۃ المرجان'' صفحہ ۲۱، ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۹ صفحہ ۹۵

بحوالہ کتاب ''فقہ حضرت علیؓ'' بحوالہ تفسیر طبری حوالہ دوم سبحۃ المرجان

(حوالہ #۵۔ اگر اب بھی نہ جاگے تو'' از شمس نوید عثمانی بحوالہ سبحۃ المرجان)

بحوالہ کتاب ''اگر اب بھی نہ جاگے تو'' بحوالہ کتاب ''سبحۃ المرجان فی تاریخ ہندوستان'' از غلام علی آزاد

سید صباح الدین'' رسالہ معارف'' فروری ۱۹۷۵ء

مکتوبات جلد اول مکتوب نمبر ۲۹۵ بحوالہ ''اسلام میں دوسرے مذاہب و اہل مذاہب کی حیثیت'' از معین الدین احمد ندوی

((بحوالہ کتاب ''اگر اب بھی نہ جاگے تو'' صفحہ ۶۳ از علامہ شمس نوید عثمانی

بحوالہ سید صباح الدین'' رسالہ معارف'' فروری ۱۹۷۵ء، (ب) بحوالہ کتاب ''سبحۃ المرجان'' صفحہ ۲۱، باب اول))

(حوالہ #)(عرب و ہند تعلقات۔ مولانا سید سلیمان ندوی ص ۳۰۲)

Digitized by Google

باب : چہارم

ہند اور ہنود کی حقیقت

اور

ملتِ پاکستانیہ کی ذمہ داری

علامہ اقبالؒ سرزمینِ ہند کی تکریم اور تاریخی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوحؑ نبی کا آ کر ٹھہرا جہاں سفینا
(اقبالؒ)

Digitized by Google

ملتِ پاکستانیہ کی ذمہ داری

آج سے تیرہ سو برس قبل خطہ عرب کے توہمات وخرافات پر مبنی روایات کے حامل، مشرک اور جہل کے معاشرے کو نبی آخرالزماں ﷺ ،توحید، علم اور شعور کی شمع سے روشن کیا۔ مشرکینِ عرب حضرتِ ابراہیمؑ کے پیرو تھے۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی ان مقدس اور صالح ہستیوں نے بتوں اور ان کی تعلیمات نے لایعنی رسوم کی صورت لے لی۔ وہ اپنی اصل بھول گئے۔ چند تعلیمات اور مذہبی رسوم باقی رہ گئیں جن سے ان کے ماضی کی خبر ملتی تھی۔ جیسے حج بیت اللہ باقاعدگی سے ہوتا تھا۔ مگر خرافات سے پر تھا۔ اسی طرح سنتِ ابراہیمی کی کئی رسومات موجود تھیں، جن کا مشاہدہ روزمرہ زندگی میں کیا جاسکتا تھا۔ رسالت مآب ﷺ نے انہیں ان کے اصل مذہب اور ماضی سے ان کے حقیقی تعلق کو جوڑا۔ مکہ میں تو آپ ﷺ کو سازگار حالات و مواقع میسر نہ آئے۔ نہایت قلیل تعداد میں لوگ فیض یاب ہوئے۔ جبکہ باقی آپ ﷺ کی جان کے در پہ ہو گئے۔

جب ہجرت کے نتیجہ میں مدینہ میں اسلام کی مرکزیت، ایک ریاست کے قیام کی شکل میں ہوئی تو اسلام کے نظریات کے عملی نفاذ اور اصل تصویر کشی ممکن ہوئی۔ اس ماڈل سٹیٹ نے مشرکینِ مکہ کو زیر کیا اور مسلمانوں نے اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ان کو ان کی حقیقت سے روشناس کرایا۔ ان کی معمول کی معاشرتی اور مذہبی رسوم کی ادائیگی بدستور جاری رہی فقط غلط اور فرسودہ رسومات اور مشرکانہ عقائد اور خرافات کا خاتمہ کیا گیا۔ اس کے بعد کسی نے اپنی بچی کو زندہ درگور کیا اور نہ ہی بتوں ہی کی پوجا پاٹ کی۔

مدینہ ثانی پاکستان کی ذمہ داری اور مشرکینِ ہند

جسطرح مسلمانانِ عرب نے ریاستِ مدینہ کے ذریعہ مشرکینِ عرب کو ان کی اصل حقیقت سے روشناس کرایا اور پھر فتح مکہ کے بعد مسلمانانِ عرب کا حقیقی چہرہ اور تعلیمات بلا رکاوٹ ہر خاص و عام تک پہنچیں۔ جسکے نتیجہ میں خطہ عرب سے شرک اور خرافات کا خاتمہ ہوا۔ یہی کام اور فریضہ ریاستِ پاکستان پر عائد ہوتا ہے کہ وہ پہلے پاکستان میں قرآنی نظام قائم کرکے، توحیدِ عملی کا اظہار کرے، پھر صنم خانہ ہند کو شرک سے پاک کرنے کیلیئے ہندو قوم کو ان کے حقیقی چہرہ سے روشناس کرے۔ انشاءاللہ اب وہ وقت دور نہیں جب ہند کے دیرنشیں توحید پرست بن جائیں گے۔ غزوہ ہند کے بعد مشرکین کے تمام خاص وعام اپنی اصل حقیقت سے، پاک سرزمیں کے طفیل آشنا ہو جائیں گے۔ ان کے مذہب اور رسوم و رواج سے خرافات کا خاتمہ ہو گا۔ اب ذرا ہنود کی اصل حقیقت سے متعلق چند اہم شواہد ملاحظہ فرمایئے۔

Digitized by Google

کیا ہنود قومِ نوح ہیں؟

یورپی محقق A.J.Dubois اور شمس نوید عثمانی صاحب کی یہ جدید اور قابلِ قدر تحقیق سامنے آئی ہے کہ ہندو قوم، قومِ نوحؑ ہے۔ Dubois جو کہ ہندو قوم کے مذہب تہذیب، تمدن اور رسم و رواج پر تحقیق کے حوالے سے دنیا بھر میں سب سے مستند مانا جاتا ہے۔ اس نے ہندو مذہب پر معرکۃ آراء کتاب تصنیف کی ہے۔ Hindu Manners ,Customs & Ceremonies ۔ ڈوبائس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ہندو مذہب کی تحقیق اور مشاہدہ پر صرف کیا۔ ہنود کا اصل مذہب ان کے وید ہیں، جو سینہ بہ سینہ نسل در نسل چل رہے ہیں۔ ہنود کے مذہبی پیشوا انہیں کسی دوسرے کو نہیں سکھاتے، Dubois نے پہلے سنسکرت سیکھی اور ساتھ ہی مختلف ذرائع سے ویدوں تک رسائی حاصل کی اور انہیں تحریری شکل میں لانے کے بعد پھر اس نے ان کا ترجمہ کیا۔ ہندو مذہب پر اس نے سب سے جامع اور مستند کتاب تحریر کی۔

شمس نوید عثمانی صاحب نے اپنی معرکۃ الآ راء تصنیف ''اگر اب بھی نہ جاگے تو!'' میں، ہندوؤں کے متعلق ان شواھد اور حقائق کو مجتمع کیا اور اس پر مفصل اور دلچسپ علمی بحث قرآن وسنت اور تاریخ کی روشنی میں فرمائی ہے۔ اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہندو، قومِ نوحؑ ہیں، اور ایک فرمانِ نبوی ﷺ نقل کیا گیا ہے جسکی رو سے قومِ نوحؑ (ہنود) تک اسلام پہنچانا امتِ محمدیہ ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ مزید برآں ویدوں اور بھاگوت میں خاتم النبیین ﷺ کا تذکرہ اور بشارتیں بھی موجود ہیں۔ ان کے علاوہ عقیدہ آخرت، جنت و دوزخ کی تفاصیل، ویدک دھرم میں کعبہ کی حقیقت، آنحضرت ﷺ کا مقامِ محمود، بیانِ دجال، علاماتِ قیامت وغیرہ کے بیانات موجود ہیں۔ ''اب بھی نہ جاگے تو'' اور Dubois کی تصنیف Hindu Manners ,Customs & Ceremonies میں ھنود سے متعلق بہت سے دلچسپ حقائق سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے یہ ایک عمدہ مطالعہ ہے۔

ہندوؤں کے ویدوں میں حضرتِ نوحؑ اور سیلابِ نوحؑ کا تذکرہ

حضرت نوحؑ کا عظیم طوفان جس کے نتیجہ میں وسیع عریض کرہ ارضی زیرِ آب آ گیا۔ اور اس کے نتیجہ میں فقط محدود تعداد میں افراد بچے۔ اور اس طرح پھر سے دنیا کی آبادی کا سلسلہ چلا۔ حضرت نوحؑ جنہیں پہلا رسول کہا جاتا ہے اور جنکی امت موجودہ دنیا کی قدیم ترین امت ہے۔ ان کی امت کا تعین اور سیلاب نوحؑ کے بعد ان کی آباد کاری کی جگہ کا تعین ایک اہم اور دلچسپ موضوع ہے۔ ہنود کے حوالے سے بہت سے اہم اور دلچسپ حقائق منظرِ عام پر آ چکے ہیں ان پر بات سے قبل راقم اس سلسلہ میں اختصاراً

Digitized by Google

اسلامی روایات کا تذکرہ کرنا چاہے گا۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ الاصدار ۳۴ ' میں ہے۔

"..فکان اول من اسس البيت وصلي فيه و طاف آدم عليه السلام 'ولم يقرب الطوفان ارض السند والهند ' فدرس موضعه الطوفان حتى بعث الله ابراهيم و اسماعيل عليهما السلام 'فرفعا قواعده و اعلامه ' ثم بنتة قريش بعد ذالك و هو بحذاء البيت المعمور 'لو سقط ما سقط الا عليه."

ترجمہ: "زمین میں گھر (بیت اللہ) بنا کر اس کا طواف کرنے والے پہلے شخص حضرت آدمؑ تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے طوفان نوح کو بھیجا' یہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب تھا۔ جہاں تک طوفان پہنچا وہاں سے آدم کی خوشبو چلی آئی۔ طوفانِ نوح سرزمینِ سندو ہند کے قریب نہیں آیا۔ چنانچہ اس طوفان نے خانہ کعبہ کی جگہ کو مٹا دیا۔ یہاں تک کہ جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام مبعوث ہوئے تو خانہ کعبہ کی دیواریں اور علامتیں بلند کیں۔ پھر اس کو قریش نے تعمیر کیا۔۔۔"

اس روایت اور اس طرح کی دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نوحؑ کے نتیجہ میں سرزمینِ پاک و ہند محفوظ رہی۔ اور اسی سرزمین سے' جہاں آدم علیہ السلام کا نزول ہوا' حیاتِ انسانی کا پھر سے آغاز ہوا۔ آیئے اب اس سلسلہ میں ہنود کے ویدوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہندو جو اپنے مقدس ویدوں کو الٰہی کلام تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے ان مقدس ویدوں میں سیلابِ نوحؑ کی تفاصیل موجود ہیں۔

"اختصاراً یہ کہ ایک مشہور ہندوؤں کی شخصیت اس سے وہ بہت عقیدت رکھتے ہیں، جسے وہ مہانو و (MAHA NUVU) کے نام سے جانتے ہیں۔ (سیلاب کی) تباہی سے ایک کشتی کے ذریعے بچ نکلی۔ جس میں سات مشہور رشی بھی سوار تھے۔ مہانو دو الفاظ سے مل کر بنا ہے، مہا کے معانی عظیم اور نو و بلا شک وشبہ (حضرت) نوحؑ ہی ہیں......"

(Hindu Manners ,Customs & Ceremonies P_48)

"عملی طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ھے کہ ھندوستان اسی سیلابِ عظیم کے فوراً بعد آباد ھوا تھا، جس نے پوری دنیا کو ویران کر دیا تھا......"

(Hindu Manners,Customs & Ceremonies P_100)

ویدوؤں میں تذکرہ نوح ۵۷ مقامات پر آیا ہے۔ (حوالہ #4n1)

بھاگوت اور مارکنڈیہ پران میں اس کا نہایت واضح بیان ہے کہ "اس (سیلاب کے) حادثے میں تمام نسلِ انسانی ختم ہو گئی تھی۔ سوائے سات مشہور عبادت گزار رشیوں کے جن کا میں نے بہت جگہوں پر تذکرہ کیا ہے۔ یہ سات رشی ایک کشتی پر بیٹھ کر عالم گیر تباہی سے بچ سکے تھے۔ اس کشتی کو وشنو چلا رہا تھا۔ ایک اور عظیم شخصیت جو بچ جانے والوں میں تھی، وہ منو کی تھی۔ جسکو

Digitized by Google

متعدد مقامات پر ثابت کیا گیا ہے کہ وہ نوحؑ کے سوا کوئی نہیں تھی۔'' (حوالہ #1n51)

وید کے ایک منتر میں آنے والے ایک لفظ منو کی تشریح ویدوں کا انگریز مفسر گرفتھ اس طرح کرتا ہے۔ ''منو (نوحؑ) لاجواب شخصیت اور انسانوں کے نمائندے تھے۔ تمام نسلِ انسانی کے باپ (عذابِ آب کے بعد آدمِ ثانی) اور پہلی شریعت کا آغاز کرنے والے تھے۔''

یہ تشریحی کلمات رگ وید 1-13-4 کی ذیل میں ہے۔

''تب بھگوان منو سے یوں بولے ٹھیک ہے تم نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ اے زمین کے رکھوالے! تھوڑے ہی عرصے میں پہاڑ، جنگل اور کانوں سمیت یہ زمین پانی میں ڈوب جائے گی۔ اس لئے اے زمین کے سردار تمام جانداروں کی حفاظت کرنے لئے تمام دیوتاؤں کے ذریعہ اس کشتی کو تعمیر کیا گیا ہے۔ اے وفا شعار...... جتنے بھی قسم کے جاندار ہیں ان سبھی بے سہاروں کو اس کشتی میں چڑھا کر تم ان کی حفاظت کرنا۔''

(حوالہ متیہ پران ادھیائے، اشلوک ۲۹ تا ۳۵ (حوالہ #1n6

''تب ساتوں سمندر موجزن ہو کر آپس میں مل جائیں گے اور تینوں دنیاؤں کو پوری طرح سے ایک کر دیں گے۔ اے وفا شعار! اس وقت تم اس ویدروپی کشتی کو حاصل کر کے اس پر تمام جانداروں اور بیجوں کو سوار کر دینا......''

(حوالہ متیہ پران ادھیائے ۲، اشلوک ۱۰ تا ۱۱ (حوالہ #1n7

جب سیلاب (پانی کے عذاب) کا وقت ہوا تو اس کے بارے میں یوں فرمایا گیا کہ

''......اس سے نوح نامی بیٹا پیدا ہوا۔ اس نے پانچ سو سال تک راج کیا۔ اس کے سیم، شام اور بھاؤ تین بیٹے ہوئے۔ وشنو کا بندہ نوحؑ وحدت الوجود کے دھیان میں محو تھا۔ ایک بار وشنو نے اسے خواب میں بتایا کہ اے پیارے نوحؑ سنو! ساتویں دن حشر برپا ہوگا۔ تم لوگوں کے ساتھ کشتی میں فوراً بیٹھ جانا۔ اے اندر کے بھگت اپنی جان بچاؤ، تم سر بلند ہو گے۔ اسی طرح مان کر اس بزرگ ہستی نے تین سو ہاتھ گہری خوبصورت کشتی ایجاد کی۔ سبھی جانداروں کے جوڑوں اور اپنے اہل خاندان کے ساتھ سوار ہو کر وشنو کے دھیان میں محو ہو گیا۔ ...... چالیس دن تک زبردست بارش ہوئی۔ بھارت ورش پانی میں ڈوب گیا اور چاروں سمندر مل گئے اور بے کراں ہو گئے ......اللہ والا برگزیدہ نوحؑ اپنے اہل خاندان کے ساتھ طوفان ختم ہونے پر وہاں رہنے لگا۔ نوحؑ کے بیٹے سام حام اور یا قوت کے نام سے مشہور ہوئے ......، اسکے بیٹے تین

Digitized by Google

ابراہیم، ہنو اور ہارن اسطرح ملیچھ (غیر ہند) نسل کے سردار ہوں گے۔"

یہ ترجمہ بھوشہ پران کے پرتی سگ پرو، اکھنڈ ۱ ادھیائے ۴ کے اشلوکوں کا ہے۔ (حوالہ #8n1)

ان اشلوکوں میں مندرجہ ذیل سنسکرت کے اصل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

نوحؑ کی جگہ نیوح، ،، سام کی جگہ سم ،،، حام کی جگہ حام

اور **یاقوت** کی جگہ **یاقوت** کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

اسی طرح **ابراہیمؑ** کی جگہ **ابرام** لفظ استعمال ہوا ہے۔

تورات کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کا پہلے نام ابرام ABRAM تھا اور بعدازاں اللہ نے ان کا نام ابراہیم ABRAHAM رکھ کر کہا کہ تم تمام نسلِ انسانی کے سردار ہوگے ہاروںؑ کی جگہ ہارن آیا ہے۔ ملیچھ سے مراد غیر ہندوستانی Out Siders ہیں۔ حضرت نوحؑ کے سیلاب و دیگر تفاصیل قرآن پاک کے علاوہ بائبل میں بھی مذکور ہیں۔

حضرت نوحؑ کی قدامت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہنود اپنی طویل مدتی اکائیوں کا شمار دورِ نوحؑ سے کرتے ہیں۔ حضرت نوحؑ سے اس قدر قریبی رشتہ اور واضح تعلق کے باوجود ہنود بحیثیت قوم عمومی طور پر نوحؑ سے بے خبر ہیں۔

جنسِ نایاب محبت کو پھر ارزاں کر دے
ہند کے دیر نشینوں کو مسلماں کر دے

اسلام اور ھندومت میں مماثلتیں

ہندو عالمی طور پر قدیم ترین قوم، ہندومت قدیم ترین شریعت والا مذہب اور ہند قدیم ترین زندہ تہذیب و تمدن ہے۔ اسکے مقابلے پر اسلام آخری شریعت، حضرت محمد ﷺ آخری نبی اور مسلمان منفرد تہذیب و تمدن کے حامل اللہ کی آخری امت ہیں۔

موازنہ

یہ بہت اہم اور بڑی حقیقت ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ A.J.DUBIOS رقمطراز ہے کہ

"بڑے بڑے مندروں کا طرزِ تعمیر اور ڈھانچہ چاہے وہ نئے ہوں یا پرانے ہر جگہ بالکل ایک اور یکساں ہے...... داخلے کا صدر (مرکزی) دروازہ پورب کے رخ میں کھلتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی نوعیت ہے جس کا مکمل خیال ان کے سب منادر اور معابد میں کیا گیا ہے چاہے وہ بڑے ہوں یا چھوٹے ......۔ (حوالہ #13n1)

(Hindu Maners Customs and Ceremonies by A.J.Dubios p-579)

Digitized by Google

اسلام نے مسلمان قوم کو کعبہ کی سمت رخ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔ ہنود کے منادر کے قبلہ رو ہونے کی جو بھی توجیہ کی جائے بہر کیف یہ ان کے کعبہ کے ساتھ دیرینہ تعلق، اٹوٹ انگ کو ظاہر کرتا ہے۔ جسکی اصل حقیقت وہ خرافات میں گم کر بیٹھے۔

اس مذہبی لباس کے بہت گہرے اثرات ان کی روزمرہ زندگی پر بھی مرتب ہوئے ہیں۔ خواتین کی ساڑھی اسکی ایک شکل ہے۔ اسی طرح مردوں میں دھوتی کا استعمال ہے۔

ان چند بیان کردہ حقائق کے علاوہ بھی بہت سی مماثلتیں دونوں اقوام میں پائی جاتی ہیں۔ ہندوؤں کے مقدس ویدوں، اور قرآن وحدیث کے اقوال میں بھی بہت سی مماثلتیں موجود ہیں۔ ہنود کا کعبہ کے ساتھ نہایت گہرہ رشتہ موجود ہے۔ ہندوؤں کی بہت سی حقیقتیں تاریخ میں اور خرافات میں کھو گئیں۔ لیکن اب بھی بہت اہم ثبوت اور حقائق دونوں بچھڑی ہوئی اقوام کے ملانے میں سنگِ میل ہو سکتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے واضح اشارے موجود ہیں جن کے مطابق قومِ نوح علیہ السلام تک اسلام پہنچانا امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

ہندو عرب روابط (قبل اور بعد از اسلام)

زمانہ جاہلیت سے ہندوستانیوں اور عربوں کے مابین نہایت گہرے مراسم تھے۔ یہ تعلقات نہ صرف تجارتی، معاشی واقتصادی نوعیت کے تھے بلکہ ان دونوں خطوں میں مذہب اور عقائد ونظریات میں بھی یکسانیت موجود تھی، لہٰذ دونوں باہم بآسانی شیر وشکر ہو جاتے تھے۔

تصنیف الملل والنحل میں علامہ عبدالکریم شہرانی متذکرہ حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں اور دونوں علاقوں کو یعنی ہندو عرب کو قریباً ایک ہی مذہب کا پیرو کہا ہے۔

سات مباعد

عالمی سطح پر مشرکین (بت پرستوں) کے اس زمانہ میں سات 'معروف منادر تھے جنہیں سبع ہیاکل کہا جاتا تھا۔ مسعودی کی تفصیل کی رو سے' ایرانیوں میں اہل مجوس کا ہیکل اصفہان (آتشکدہ)، معبدِ نو بہار (بلخ)، بیتِ غمدان (صنعاء، یمن)، ہیکلِ آفتاب (فرغانہ، افغانستان)، ہیکلِ چین (چین)، اور

☆ عربستان میں کعبہ کو زحل ستارہ کا مندر مانا جاتا تھا۔

☆ اہل ہند کا سومنات کا مندر تھا' یہ جونا گڑھ میں واقع تھا۔ (جس کا دفاع ہندوستان کی سورا جدھانیوں نے مل کر کیا۔ مگر پھر بھی وہ محمود غزنویؒ کے ہاتھوں شکست کھا گئے۔)

شہرستانی کے مطابق یہ ہندیوں اور عربوں کے نہ صرف مقبول بلکہ مشترک منادر تھے۔ ہندیوں کے

Digitized by Google

نزدیک یہ بہت قابل احترام تھا۔ اہل ہند اپنے مشہور برانڈ کی کلہ کی تلواریں کعبہ کی نذر کیا کرتے تھے۔ جس سے کعبہ کے ساتھ ان کی عقیدت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ہندوستانیوں اور عربوں کے مابین گہرے محبت و یگانگت کے رشتے قائم تھے۔ مذہبی اعتقادات، رسوم وغیرہ کے اشتراک کے علاوہ دونوں کے مابین عام تجارت تھی۔ ملبوسات، مصالحہ جات اور دیگر سامان اور خام مال ہند سے درآمد کیا جاتا۔

اہلِ عرب کی ہندوستانیوں سے محبت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ ہند کی نسبت سے عرب خواتین کیلئے ہندہ کا نام بے حد محبوب رومانوی رہا ہے۔ عربی ادب میں یہ بڑی محبوبیت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

آمدِ اسلام یعنی بعثتِ نبوی ﷺ کے بعد اہلِ عرب کی کایہ پلٹ کے رہ گئی، تمام عربستان اسلامستان میں بدل گیا۔ لیکن اس کے برعکس، اس وقت ہنود دنیا کی واحد قوم ہے جسکا مذہب تاریخ کے مختلف ادوار سے گزرتا ہوا خرافات سے پر، عملی طور پر آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ قبل از اسلام عرب اور ہند کا موازنہ کریں تو مندرجہ ذیل مماثلتیں پائی جاتی تھیں۔

بت پرستی

فتح الباری، شرح صحیح البخاری، المجلد الثامن میں امام ابن حجر العسقلانی نے سہیلی کے حوالے سے ایک عبارت نقل کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمینِ ہند طوفان نوح کے بعد آباد ہوئی اور بعد ازاں یہاں مذہبی بگاڑ آیا اور بت پرستی رائج ہوگئی اور ان بت پرستوں کے، عرب کے مشرکین سے بھی تعلق استوار ہوئے۔

> وذكر السهيلي في "التعريف" ان يغوث هو ابن شيث بن آدم فيما قيل، و كذلك سواع و ما بعده و كانوا يتبركون بدعائهم، فلما مات منهم احد مثلو ا صورته تمسحوا بها الى زمن مهلائيل فعبدو ها بتدريج الشيطان لهم، ثم صارت سنة في العرب في الجاهلية، ولا ادرى من اين اسرت لهم تلك الاسماء؟ من قبل الهند فقد قيل انهم كانوا المبدا في عبادة الاصنام بعد نوح، ام الشيطان الهم العرب ذلك انتهى.

متذکرہ بالا حوالے کی رو سے جس میں سہیلی نے "التعریف" میں تذکرہ کیا ہے کہ بت پرستی کی ابتداء آدم علیہ السلام کے برگزیدہ بیٹے اور نبی حضرت شیث علیہ السلام اسی طرح حضرت سواع و دیگر کی تصویر اور بت گری سے ہوئی۔ جنہیں لوگ معبود بنا کر حاجات کی طلب اور دعاؤں کی برکت حاصل کرنے لگے۔ اور اس شیطانی فعل نے بتدریج رواج پایا اور یہ عربوں کا عام روج بن گیا۔ سہیلی مذکورہ معبودوں یعنی اصنام کے ناموں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

> "مجھے معلوم نہیں کہ یہ نام ان کے پاس کہاں سے آئے؟ ہند سے جو طوفانِ نوح کے بعد ان کی پوجا کی ابتداء ہوئی۔ یا شیطان نے انہیں یہ نام الہام کیئے۔"

Digitized by Google

تاریخِ عالم کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت ہم پر آشکارہ ہوتی ہے کہ جیسے جیسے علم انسانی اشیاء کی آگہی اور شعور میں اضافہ ہوتا گیا اسی طرح انسان زیادہ حقیقت پسندانہ اور منطق و دلائل کا قائل ہوتا چلا گیا۔ یورپ جو بت پرستی اور مظاہر پرستی وغیرہ کا گڑھ تھا انہیں سینکڑوں برس قبل خیر باد کہہ دیا اب وہ اصنام اور اشیاء ان کے میوزیمز میں تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ جبکہ ہنود اس ترقی علم و معرفت کے دور میں بھی ذہنی پستی کا شکار ہیں اور آج بھی جانوروں کا تقدس، غلاظتوں کو ذریعہ خوراک بنانا ان میں عام ہے۔ عرب سینکڑوں بتوں کے پجاری تھے۔ ہنود کروڑوں کے ہیں۔ توہم پرستی اور فرسودہ رسم و رواج کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ جو اشیاء عجائب گھروں کی زینت ہونی چاہئیں وہ ان کے عبادت خانوں اور گھروں میں مقدس مقام پر فائز ہیں۔

میرے ہاتھوں کے تراشے ہوئے پتھر کے صنم
آج مندر میں بھگوان بنے بیٹھے ہیں

مشرکینِ مکہ کے جس طرح بعض گروہ بے لباس ہو کر عبادات کرتے تھے۔ اسی طرح مشرکینِ ہند کے بھی بعض گروہ اور ان کے گرو برہنہ پوجا پاٹ کرتے ہیں۔ اہل عرب حضرتِ ابراہیمؑ کے پیرو تھے مگر انہوں نے اپنے دین کو خرافات کی نذر کر دیا چند رسوم رہ گئیں جن سے ان کے ماضی کا اندازہ ہوتا تھا۔ جیسے حج وغیرہ۔ ہنود ویدوں کو الہٰی کلام مانتے ہیں مگر یہ کس پر اترے اس کا انہیں پتہ نہیں۔ اسی طرح انکے دین میں نوحؑ کی تفصیلات بھی موجود ہیں مگر حقیقت خرافات میں گم ہے۔

مشہور عرب سیاح و تاریخ داں مسعودی (۳۴۳ھ) لکھتا ہے کہ "ان (ہنود) کا مذہب پہلے لوگوں کا مذہب ہے، اور یہ کہ ایک فرقہ سمینہ ہے، جنکی عبادت کا طریقہ وہی ہے جو اسلام سے قبل قریش کا تھا۔ بت پرست ہیں اور دعاؤں میں ان (بتوں) کی جانب رخ کرتے ہیں۔ (تاریخ مسعودی جلد اول ص ۲۹۸) (بحوالہ #3n1)

بچیوں کا قتل اور عورت کا مقام

عرب کے مشرکوں کی مانند ہنود میں بھی عورت کم ذات ٹھہرتی ہے جو کہ محض سیکس کی علامت بنا دی گئی ہے۔ ماضی میں بھی ان میں دیوداسیوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ عربوں کی مانند ہندو بھی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے ہیں۔ آجکل کے دور میں بھارت کے کئی صوبوں میں مردوں کی تعداد خاصی بڑھ گئی ہے کیونکہ وہاں بچے کی ولادت سے کچھ عرصہ قبل ہی میڈیکل ٹیسٹس کے نتیجہ میں جب علم ہوتا ہے کہ لڑکی پیدا ہونا ہے تو اس کا اسقاطِ حمل Abortion کرا کر پیدائش سے قبل ہی اسے ضائع کرا دیا جاتا ہے۔ یہ بچیوں کے قتل کی جدید شکل ہے۔ بعض راجستھانی علاقوں میں بیٹیوں کی ولادت ہوتے ہی انہیں مار دیا جاتا ہے۔ ہنود خواتین کو ستی کرتے رہے ہیں۔ نیز ہندو معاشرہ میں عورت کو نحوست کا باعث بھی سمجھا جاتا ہے۔

Digitized by Google

مصالحت (Compromising) کی فطرت

مشرکینِ مکہ وعرب رسالت مآب ﷺ کے پاس جس طرح مختلف مصالحتی فارمولے لاتے اور انہیں دولت واقتدار کے ذریعہ اپنے اندر ضم کرنے کی سعی کرتے۔ ہنود جو ماضی میں جین مت اور بدھ مت کو اپنے اندر ہضم کر کے ہندو تہذیب کا حصہ بنا چکے تھے۔انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بھی تاریخ کے کئی مواقع پر یہی کرنا چاہا، خصوصاً تحریکِ پاکستان کے موقع پر۔ اور پھر اعلانِ لاہور اور آگرہ سمٹ بھی اسی کی کڑیاں ہیں۔ایک نسل، رسم ورواج اور زبان کے ساتھ،ایک وطن وعلاقہ کی بنا پر ہندو لیڈروں نے ہمیں ورغلا کر اپنے اندر سمونے کی کوشش کی۔ اسی کی کڑیاں رام رحیم ایک ہیں قرآن اور پرآن میں کوئی فرق نہیں وغیرہ نظریات اور اسی طرح تقسیمِ ہند کو غیر ضروری اور غیر منطقی قرار دیکر سرحدیں کھولنے کے اعلانات کیے جاتے ہیں۔

مشرکینِ عرب کے جمِ غفیر سے جب حضور ﷺ نے عقیدہ وایمان کی بنا پر مٹھی بھر ساتھیوں کے ہمراہ علیحدگی اختیار فرمائی اور نسلیت و وطنیت کی نفی کی۔ یہی معاملہ دوقومی نظریہ کی بنیاد پر تحریکِ پاکستان میں بھی پیش آیا تھا۔

ماضی اور حال کی ان دو مشرک اقوام کے سوا دیگر مذاہب (یہود وعیسائی وغیرہ) اس قسم کی Compromising Deal نہیں کرتے۔وجہ یہ ہے کہ مشرکین چند بتوں کے مزید اضافہ ہونے کو اپنے عقیدہ وایمان سے متصادم تصور نہیں کرتے۔ جبکہ یہود ونصاریٰ کا معاملہ مختلف ہے۔

رسالت مآب ﷺ کی بعثت کے زمانہ میں اہلِ عرب سنگین مذہبی بگاڑ اور بدترین خرافات میں غرق تھے، ہنود کا بھی آج وہی عالم ہے۔ جسطرح سے اس انتہا میں انقلاب برپا ہوا اور بدترین بت پرست توحید پرست بن گئے۔ ویسا ہی انقلاب انشاءاللہ پاکستان کے ذریعہ برپا ہونا ہے۔

دلوں کو پھر یاد آجائے گا پیامِ سجود
جبیں پھر خاکِ حرم سے آشنا ہو جائیگی

Reffences : حوالہ جات

(حوالہ #n1 ۴ بحوالہ کتاب ''اگر اب بھی نہ جاگے تو'')
(حوالہ #n1 ۵ اگر اب بھی نہ ۔۔۔ص ۳۳)
(حوالہ #n1 ۶ بحوالہ کتاب ''اگر اب بھی نہ جاگے تو'' صفحہ ۱۲۵)
(حوالہ #n1 ۷ بحوالہ کتاب ''اگر اب بھی نہ جاگے تو'' صفحہ ۱۲۶)
(حوالہ #n1 ۸ ''اگر اب بھی نہ جاگے تو'' صفحہ ۱۲۷)
حوالہ #n1 ۱۳ بحوالہ ''اگر اب بھی نہ جاگے تو'' ص ۴۷
(بحوالہ #n1 ۳ عرب وہند ص ۲۲۴) تاریخ مسعودی جلد اول ص ۲۹۸

Digitized by Google

باب : پنجم

ہندو احیائی تحریکیں (تاریخی ارتقاء)

اور

اسرائیل بھارت گٹھ جوڑ

ارشاد ربانی ہے کہ

لتجدن اشد الناس عداوہ للذین امنو الیھود والذین اشرکوا

"مسلمانوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی رکھنے والے یہود اور مشرکین ہی کو پاؤ گے"

حوالہ #ip1 (سورہ المائدہ-۸۲)

۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا۔

"اپنا فرض بجالاتے رہو اور خدا پر بھروسہ رکھو دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو ختم نہیں کرسکتی، یہ قائم رہنے کیلئے بنا ہے۔"

(Q.I.A. , M. A. Jinnah, Speeches & Statements.p-157)

Digitized by Google

ہندو احیائی تحریکوں کی تاریخ

جب مسلمان برصغیر میں وارد ہوئے تو اس وقت ہندوستان بے شمار چھوٹی بڑی ریاستوں میں منقسم تھا- یہاں کبھی بھی ایک متحدہ حکومت اور مرکز تاریخ میں نہ رہا۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے نہ صرف برصغیر کو متحد کیا بلکہ اسے ایک مرکز بھی عطا کیا۔ مختلف اسلامی ادوار میں ہنود کے اندر، خصوصاً اعلیٰ ذاتوں کے ہندوؤں میں پورے ہندوستان پر ہندو راج کے احیاء کی تحریک رہی۔ مسلم حکومتوں کی کمزوری یا زوال کے ادوار میں ان ہندو قوتوں نے اس کا بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور مسلمانانِ ہند کو نابود کرنے کی اپنے تئیں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

ان کاوشوں میں ایک بڑی تحریک شیواجی کی قیادت میں چلی، اس یلغار کو مسلمانوں کے انتشار اور زوال کے بدترین دور میں کسی مسلم حکمران کیلئے کچلنا ممکن نہ رہا- شیواجی کی قیادت میں کئی لاکھ ہندو فوج، متحد و منظم ہوئی۔ شیواجی نے مسلمانوں کی بزور شمشیر مکمل شدھی یعنی ہندوستان سے خاتمے کا اعلان کیا۔

اس فتنے کا خاتمہ حضرت احمد شاہ ابدالیؒ کے ہاتھوں ہوا، جسکے نتیجہ میں لاکھوں مرہٹے ہلاک ہوئے۔ ان کے زور کی کمر ٹوٹ گئی اور اس طرح اسلام اس فتنے کے ذریعہ سے ہند میں مٹنے سے بچ گیا۔ احمد شاہؒ کے جانے کے بعد مسلمانوں کا زوال بدستور جاری رہا۔ کوئی اہل قیادت و حکومت نہ بچی نتیجتاً سفید فام مغربی قوم غالب آ گئی۔

فتح بنگال اور ہندو احیاء

جب فتح بنگال سے انگریز سامراج کے ہند میں قیام کا آغاز ہوا تو اس صورتحال میں کمزور مسلم وفاق اور ٹکڑوں میں بٹے باہم متصادم ہندوستان کا مستقبل ہنود نے بھانپ لیا۔

ہنود کیلئے معاملہ آسان تھا، صرف آقا تبدیل کرنا تھا۔ ہنود نے نئے آقا کا خیر مقدم کیا اس کے قریب آئے اس کی ملازمتیں اختیار کیں انگریزی زبان سیکھی۔ اس کے برعکس مسلمان نئے سامراج کے عتاب کا شکار ہوئے اور نہایت پسماندگی میں چلے گئے۔ کیونکہ وہ حکمران تھے اور ان سے لڑ کر انگریز نے اقتدار چھینا تھا۔

Digitized by Google

ان حالات میں ہندوؤں میں نئی امنگ اور تحریک شروع ہوئی، تاکہ ہندوستان میں کھویا ہوا وقار اور عہد رفتہ کی سطوت ثانیہ کی جائے۔

اسی زمانہ میں بنگال میں ایک اہم ناول آنند مٹھ ۱۸۸۱ء میں تحریر کیا گیا۔ آنند مٹھ ناول بنکم چندر چیٹر جی کا لکھا ہوا تھا۔ جس میں غیر ملکی یعنی مسلمان مغل حکومت کے خلاف ہندوؤں کے مذہبی جنون کو ہوا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اے دیوی ماتا بندے ماترم ''سمندر پار سے ایک قوم (انگریز) آئی ہے تیری مدد کیلئے اے ماتا ہم حاضر ہیں مسلم کشی کیلئے۔ بندے ماترم لبیک کے معنے دیتا ہے۔ (اس کی تفاصیل، اصل متن اور ترجمہ منور مرزا صاحب کی کتاب ''دیوار برہمن'' اور نقوش عظمت ۱۹۷۶ء میں اور اکبر ایس احمد کی کتاب ''جناح پاکستان اور اسلامی شناخت'' میں دیکھی جاسکتی ہیں)۔ نیز اس ناول میں شیواجی کے کارناموں کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا۔

ہندوؤں میں یہ تحریک بے حد مقبول ہوئی، بعد ازاں ایک طرف تو اپنے نئے آقا کے تعاون سے ان کی سیاسی جماعت کانگریس وجود میں آئی، جس میں بڑی تعداد میں جدید تعلیم یافتہ ہندو راہنما شامل تھے۔ ساتھ ہی ساتھ کٹر انتہا پسند ہندو تنظیمیں جڑ پکڑتی گئیں۔

ایک فوجی تنظیم ہے راشٹریہ سیوک سنگ RSS جس کا مقصد مسلمانوں کو ختم کرنا ہے یہ ایک ہندو تنظیم ہے جس کے بانی ڈاکٹر ہیڈ گواڑ تھے۔ اسی طرح کی ایک اور مسلم کش تنظیم ''آریا سماج سمبدن'' ASS تھی اس کے بانی سوامی دیانند تھے۔ یہ ایک مذہبی تحریک ہے سوامی دیانند کی تعلیم کا نچوڑ ان کی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' میں ہے جس میں مسلمانوں' عیسائیوں اور پرانے ہندو مذہب جسے ''سناتن دھرم'' کہتے ہیں ان تمام مذاہب کے اصولوں پر نہایت نامناسب زبان میں حملے کئے گئے ہیں۔ اس لئے سناتن دھرم ماننے والے ہندوؤں نے سوامی دیانند کو زہر دیکر ہلاک کر دیا تھا۔ نیز فکری محاذ پر لالہ ہردیال نے ''میرے وچار'' کے ذریعہ بڑا کام کیا۔

RSS کے قیام کے مقاصد

اس تنظیم کے ایک معروف راہنما لالہ دھن پت رائے نے اس کے مقاصد ان الفاظ میں کھل کر بیان کئے۔

''ہندوستان میں سوائے ہندو راج کے دوسرا راج ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتا۔ ایک

Digitized by Google

دن آئے گا کہ ہندوستان کے سب مسلمان شدی ہو کر آریا سماج ہو جائیں گے۔اور اس طرح آخر یہاں ہندو ہی رہ جائیں گے۔ یہ ہمارا آدرش (نصب العین) ہے۔ یہی ہماری آشا (آرزو) ہے۔سوامی جی مہاراج نے آریہ سماج کی بنیاد اسی اصول کو لے کر ڈالی تھی۔ (حوالہ #۲p1)

اس تنظیم نے تقسیم سے قبل ہی ہندو مسلم منافرت میں نمایاں کام کیا،اسی تنظیم نے ہنود کیلئے گائے کھانی بند کرا کے مسلمانون کے خلاف گاؤ کشی کا واویلا کیا۔ (حوالہ #۳p1)

۱۹ ویں صدی کے اواخر اور ۲۰ ویں صدی کے آغاز میں چلنے والی ان تحریکات نے یعنی شدھی اور آریہ سماج نے ہندو مڈل کلاس میں بے حد مقبولیت اختیار کی۔انگریز اور ہندو افسران سرکاری ملازمتوں میں ہر جگہ مسلمانوں سے امتیازی سلوک برتتے۔اس کی ایک واضح مثال جسٹس سر مشادی لال نے پنجاب ہائیکورٹ میں مسلم سیٹ پر اہلیت کے باجود علامہ اقبالؒ کو جج نہ بننے دیا کہ کہیں اتنی موئثر مسلم شخصیت نہ آجائے۔

انگریز بہادر کے دور میں تو اپنے اس نئے آقا کے تعاون سے ہنود نے مسلمانوں کو معاشی طور پر اپنے زیرتسلط کرلیا۔ نیز اس دور میں مسلمان تعلیم، ہنر، معاشرے کے باعزت پیشوں، کاموں اور عہدوں یا اچھی ملازمتون سے بھی محروم ہو گئے ان کے برعکس ہنود نے اس صورتحال سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریزی میں دسترس حاصل کی۔ انتظامیہ کاروبار اور معاش پر ہندو چھا گیا۔حضرتِ اقبالؒ مسلمانوں کی اس صورتحال کا نقشہ اپنی نظم ''ہندی مسلمان'' میں ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے ، مسلماں کو گداگر

آزادی ہند کے وقت ہندو نہ صرف اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھ رہے تھے بلکہ مسلمانوں سے ہزار سالہ غلامی کا حساب بھی چکتا کرنا چاہتے تھے۔

حضرت قائداعظمؒ کا علیحدہ قومیت کی بنا پر وطن کا مطالبہ چاروناچار تو انہیں ماننا پڑا لیکن دل سے تسلیم نہ کیا۔ نہ صرف تقسیم میں بددیانتیاں برتی گئیں بلکہ فسادات میں مسلمانوں کو وسیع پیمانے پر قتل عام ہوا اور ان کی عزتوں سے ہولی کھیلی گئی اور انکی قیمتی جائیدادیں لوٹ لی گئیں۔

Digitized by Google

نومبر ۱۹۴۵ء میں پشاور میں خطاب کرتے ہوئے قائدؒ نے فرمایا۔

" The Cogress has Chosen me as the main target of their attack....Why? Because I am organising Muslims on one platform. Let me declare from this Platform that Muslims are a thousand fold more keen to get Independence then Hindus.

But What do the Hindus want? they want to remain the slave of the English. But at the same time want us to become their slaves. They want the Muslims to be doubly enslave...

We want the Hindus to be free and we want freedom for ourselves. But the Hindus want to rule in AKund Hindustan (Undivided India) ....

Remember, Muslims can never be crushed. They have not been crushed during the last 1,000 years by any power...our religion , our culture and our Islamic Ideals are our deriving force to achieve Independence.

(Shouts of Allah-0-Akbar)

(Ref. Jamiluddin collection. Ahmed 1976 : p-241-2

قائدؒ واحد شخصیت تھے جو ہنود سے ہر محاذ اور فورم پر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی اہلیت رکھتے تھے۔ قائدؒ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا اور منظم کیا۔ قائد کی یہ بات دشمن کو ایک نظر نہ بھاتی تھی لہذا قائد کو دشمنی کیلیئے ہندوؤں نے ٹارگٹ بنالیا۔ اور ان کی کردار کشی کی مہم شروع کردی گئی۔

قائدؒ نے متذکرہ خطاب میں ہنود کی مسلم دشمنی اور فطرت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان آزادی کیلیئے ہندوؤں سے زیادہ بیتاب ہیں۔ مگر ہندو کیا چاہتے ہیں؟ وہ برطانیہ کا غلام رہنا چاہتے ہیں۔ لیکن اسی لمحہ ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہم ان کے غلام رہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان غلاموں کے غلام بن کر رہیں۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری طرح ہندو بھی آزاد ہوں۔

مگر ہندو اکھنڈ بھارت پر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھیئے کہ مسلمانوں کو کبھی کچلا نہیں جا سکتا۔ انہیں پچھلے ہزار برسوں میں کسی طاقت اور مذہب کے ذریعہ ختم نہیں کیا جا سکا۔ ہماری ثقافت اور ہمارے مذہبی اعلیٰ ترین اصول وہ جذبہ محرکہ ہیں جو ہمیں آزادی کے حصول کیلیئے آمادہ کرتے ہیں۔

اس پر پورا جلسہ اللہ و اکبر کے نعروں سے گونج اٹھا۔ اس سے معلوم ہوتا کہ بانی پاکستان کس قدر گہرائی سے ہندو کی ذہنیت اور اسلام کی حقیقی سوچ کو سمجھتے تھے۔ اور وہ باخبر تھے کہ اگر ہم آزادی کی جدو

Digitized by Google

جہد میں ناکام رہے تو ہمیں کس ذہنیت کے دشمن سے واسطہ پڑے گا۔ تقسیم ہند کے بعد بھارت نے اپنے مسلمان شہریوں سے جو امتیازی سلوک برتا وہ ہندو عزائم اور ذہنیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آزادیٔ بھارت کے بعد مسلمانوں کی حالت

بھارت کی آزادی کے بعد پہلے سے تعلیمی و معاشی میدان میں تباہ حال مسلمانوں کو مزید تباہی سے دوچار کر دیا گیا۔ آئے روز کے مسلم کش فسادات کے ذریعہ مسلمانانِ ہند کی زندگی مفلوج کر دی گئی۔ کشمیر اور چند دیگر علاقوں میں بھارتی افواج کے بدترین مظالم اور بربریت وظلم کی ایک نئی داستان رقم کر رہے ہیں۔ مسلمانانِ ہند کو ہر شعبہ زندگی میں ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت پیچھے دھکیلا جا رہا ہے۔ معاشی اعتبار سے وہ قلاش رہیں، سیاست میں ان کی نمائندگی تقریباً صفر ہے۔

کچھ عرصہ قبل بھارتی وزیراعظم ڈیوا گوڈا نے مسلمانوں کی حالت زار کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

''بھارتی مسلمان تمام حقوق سے محروم ہیں۔ سیاسی جماعتوں نے ووٹ بنک کی خاطر ہمیشہ مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ اور ان کی خیر سگالی کا استحصال کیا''۔ (حوالہ p2#)

آئے دن مسلمانوں کو مختلف حیلوں بہانوں سے تنگ کیا جاتا ہے۔ کوئی نہ کوئی نیا مسئلہ اٹھا دیا جاتا ہے۔ تازہ حقائق میں بہت سی مسلم لڑکیوں کی شادیاں ہندو لڑکوں سے کی جارہی ہیں غربت انسان کو کفر تک لے جاتی ہے درحقیقت انتہا پسند ہندو مسلمانوں کو ہندوانا چاہتا ہے اور مسلمانوں کو نابود کر دینا چاہتا ہے۔ دو برہمن زادوں نے ۱۰ اپریل ۱۹۸۵ء کو کلکتہ ہائی کورٹ میں یہ رٹ داخل کرائی کہ قرآنِ حکیم کے عرب نسخے اور تراجم قانون کے خلاف قرار دیکر ضبط کئے جائیں۔ وجہ یہ بیان کی گئی کہ قرآن اہل مسلم کو کفار کے خلاف جہاد کا حکم دیتا ہے۔ (بحوالہ الدعواہ) بھارت میں ایسے پوسٹر لگائے گئے جن پر درج تھا کہ ''قرآن چھوڑ دو یا ہندوستان چھوڑ دو'' جبکہ قرآن اہل ایمان کو ظلم روکنے اور مظلومین کے حقوق کیلئے جہاد کا حکم دیتا ہے۔

مسلم پرنسل لاء

مسلم پرسنل لاز برہمن سماج اور ہندو نیتاؤں کی آنکھوں میں کانٹے کی مانند کھٹکتے ہیں۔ کیونکہ یہ ان کے علیحدہ قومی تشخص کی علامت ہیں۔ ان کی بدولت وہ اپنا مذہب کسی درجہ میں قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ان کو ختم کرنے کا مقصد مسلمانوں کو عملاً ہندو معاشرت و سماج میں مدغم کر دینا ہے، اسی کی بدولت

Digitized by Google

ہندو غیر مسلمانوں سے مسلمانوں کی شادیاں وغیرہ اور دیگر پابندیوں کو قانونی سطح پر ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ بال ٹھاکرے نے اپنے دل کی بات ان الفاظ میں نکالی۔

''انگریز اگر مسلم پرسنل لاز ختم کر دیتے تو۔ پاکستان کبھی نہ بن سکتا''۔ (حوالہ #5p2)

بھارتی مسلمانوں کا محاصرہ

بھارتی وزیر قانون کے مطابق انڈین پرسنل لاز تمام فرقوں پر لاگو ہوگا اور مسلم پرسنل لاز کو ہمیشہ کیلئے دفن کر دیا جائے گا۔ اسی طرح کے اعلانات بال ٹھاکرے بھی کر چکا ہے یہ بل اسمبلی سے پاس کرانے کی تیاریاں کی جارہی ہیں جس پر بال ٹھاکرے نے کہا کہ ''جو مسلمان مسلم پرسنل لاء کے حامی ہیں اور اس کی جگہ ملک کی قانون کی مخالفت کر رہے ہیں ان کے لئے بہتر ہے کہ وہ پاکستان چلے جائیں''۔

BJP نے ایک ذیلی کمیٹی بنا دی ہے جو بھارت میں رہنے والے مسلمانوں کے بدیسی (عرب) ناموں کی جگہ دیسی ناموں کے فروغ اور ترویج کیلئے جلد رپورٹ پیش کر دے گی''۔ (حوالہ #۶)

BJPیاRSS:

BJP کی بھارتی حکومت انتہا پسند احیائی جماعت جسکا تعلق راشٹریہ سیوک سنگھ RSS سے ہے واجپائی اور ایڈوانی منجھے ہوئے پرانے سیاستدان ہیں۔ نوعمری سے وہ RSS کے رکن بنے۔ اس دہشت گرد تنظیم سے تربیت حاصل کی اور فعال رہے RSS کے نئے پرانے اراکین پیلی بنیان، قمیض کے نیچے پہنتے ہیں۔ ان کا سلیوٹ ترچھا ہاتھ بازو اٹھا کر سینہ کے پاس لا کر کرتے ہیں۔ (حوالہ #۷)

نصب العین

بھارت کی سرحدوں کو افغانستان سے انڈونیشیاء تک پھیلانا ہے نیز یہاں سے مسلمانوں کا خاتمہ پاکستان کے خاتمہ کے ساتھ کرنا ہے دوبارہ اکھنڈ بھارت میں ہندو احیاء کرنا۔ (حوالہ #8p1)

آریہ تہذیب وتمدن کی بازیابی

یہ ہیں اہداف جو RSS کے منچلے جارحانہ طریقہ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

نتھورام گوڈسے

RSS کا کارکن نتھورام گوڈسے جس نے گاندھی کی عیاری و مکاری کو نہ سمجھا، Slow

Digitized by Google

Poisioing کی بجائے وہ سخت جذبات اور جارحانہ عزائم رکھتا تھا۔ پاکستان کے قیام کو روکنے میں ناکامی پر اس نے گاندھی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ قتل کے مقدمہ میں اس کا عدالتی بیان مسلم دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہے، نیز اس نے ان اسباب سے بھی پردہ اٹھایا جن کے تحت اس نے گاندھی جی کو قتل کیا۔ اس نے وصیت کی کہ اس کی چتی جلا کے گنگا میں نہ بہائی جائے بلکہ پاکستان فتح کرنے کے بعد (چونکہ یہ ملیچھ ناپاک ہو گیا ہے مسلمانوں نے اسے پلید کر دیا ہے) دریائے سندھ میں بہائی جائے۔ کیونکہ دریا پورے پاکستان سے بہتا ہوا بحرہ عرب میں گرتا ہے اس عمل سے یہ خطہ پھر سے پاک ہو جائے گا ہندو انتہا پسندوں RSS نے اس کی راکھ اب تک محفوظ رکھا ہوا ہے۔ اور ہر سال اس کے گھر پر وہ اکٹھے ہو کر اسکے ساتھ کئے عہد کی تجدید کرتے ہیں ان کے نظریات کی رو سے اصل آریہ ورت وادی سندھ ہے، پانچ دریاؤں کی سرزمین، ہندوستان کا پوتر دریا گنگا نہیں بلکہ دریائے سندھ ہے جسکے کنارے چاروں مقدس وید نازل ہوئے۔

بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

سقوط ڈھاکہ کے بعد ہندوؤں میں اپنی عظمت رفتہ کی بحالی کا نیا جذبہ پیدا ہوا، اندرا گاندھی نے پاکستان کی اس بڑی شکست کو اپنی ہزار سالہ غلامی کا بدلہ اتار دینے کے مترادف قرار دیا۔

اس واقعہ کے بعد انتہا پسند ہندو جماعتیں مزید منظم و متحرک ہو گئیں ان کا مقصد بھارت میں ہندو راشٹر اور اکھنڈ یا پراچین بھارت کا قیام ہے۔ یہ جماعتیں اس وقت ہندوستانی سیاست و حکومت پر چھا چکی ہیں۔

BJP اور شیو سینا نے کانگرس کے پچاس سالہ طویل اقتدار کے سورج کو غروب کر دیا۔ کینیڈا سے چھپی ایک اہم کتاب Brotherhood of Safron میں ان کے منظم اور تربیت یافتہ کارکنوں کی تعداد ۲۵ لاکھ بتائی گئی ہے۔

بابری مسجد کی شہادت

تاریخی بابری مسجد کو نام نہاد ڈرامہ رچا کر شہید کر دیا گیا، کہا گیا کہ یہ جگہ رام کی جنم بھومی ہے، کیونکہ ایک پجاری کو خواب میں اس کا الہام ہوا ہے کہ رام یہاں پیدا ہوا۔ رام کی ایودھیا میں پیدائش کی بے شمار کہانیاں ہیں کسی کو نہیں معلوم کہ یہ جگہ کہاں ہے خود ہندوؤں کے دانشور اسے پکھنڈ قرار دیتے ہیں۔ (تفصیل دیکھئے کتاب دیوارِ برہمن اور اگر اب بھی نہ جاگے تو" وغیرہ میں)

Digitized by Google

دراصل بابری مسجد کی شہادت کے ذریعہ مسلمان کو ان کے حشر اور انجام سے خبردار کرنا مقصود تھا کہ یہاں ہندوستان سے ہم ان کا صفایا کردینا چاہتے ہیں۔ کئی ہزار مساجد اس وقت ان انتہا پسند ہندوؤں کی ہٹ لسٹ پر ہیں۔ اس سے قبل تقسیم ہند کے فوراً بعد سومنات کی جامع مسجد کو گرا کر مندر میں بدلا گیا، یہی حرکت دیگر بہت سی مساجد سے کی گئی۔

ان انتہا پسند ہندو جماعتوں کی تنظیم و تربیت اور نظم وضبط کا اندازاس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے تین لاکھ کارکن بابری مسجد کو گرانے کی غرض سے دسمبر ۱۹۹۲ء پہلے ہفتہ میں ایودھیہ میں اکھٹے ہوئے (یہ ملک کے کونے کونے سے آئے) مسجد کو شہید کرنے کے دوران جذبات سے بے قابو ہو کر، یا مسلمانوں کے خلاف مشتعل ہو کر، ان کے جان و مال اور عزت پر ہاتھ ڈالنے کا کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔ نیز نہ ہی مسجد گرانے کے عمل میں شریک لاکھوں افراد کے عظیم اجتماع کے باوجود کوئی افراتفری یا بھگدڑ وغیرہ کا کوئی واقعہ ہوا اس عمل میں کوئی کارکن ہلاک نہ ہوا۔ چند ایک معمولی زخمی ہوئے۔ اس سے ان کے نظم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد BJP نے زبردست مقبولیت حاصل کی اور حکومت کے ایوانوں پر قابض ہوگئی۔ اس سانحہ کے بعد بھارتیا جنتا پارٹی ملک گیر جماعت بن گئی۔ جہاں اور جن علاقوں میں وہ پہلے موجود نہ تھی وہاں پر یہ خاصی مضبوط ہو کر ابھری، نیز بھارتی مسلح افواج کے بڑی تعداد میں سینئر ریٹائرڈ افسران اور جوان اس میں شامل ہو چکے ہیں۔ RSS اس کی نیم فوجی ذیلی تنظیم ہے۔

ایودھیا کی اصل حقیقت (بابری مسجد یا خانہ کعبہ؟)

بعض ہندو سکالرز اصل حقیقت سے آشنا ہیں۔ ان سرکردہ ہندو راہنماؤں اور سکالرز نے اسے یوں بیان کیا ہے کہ اصل ایودھیا پر مسلمان قابض ہیں۔ بھارتی ہندو انتہا پسند جماعتیں جو سطوتِ گزشتہ کی بازیابی کیلئے متحرک ہیں، ان کی قیادت کے سینوں میں یہ آرزو پل رہی ہے کہ اصل ایودیہ کو مسلمانوں کے تسلط سے آزاد کرایا جائے۔ جب وہ اس انتہائی پوشیدہ راز کو چھپا نہیں پاتے تو بے اختیار ان کی زباں پر بھی یہ بات آ ہی جاتی ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں بھی بت پرست مشرکین کے بارے میں بتایا ہے کہ انجانے میں ان کے منہ سے ان کے دل کی بات نکل جاتی ہے اور اس طرح مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ان کے دل کا عناد اور دشمنی ظاہر ہو جاتی ہے۔

Digitized by Google

قد بدت البغضاء من افواههم و ما تخفی صدورهم اکبر (۳/۱۱۷)

ترجمہ" اسلام دشمنی کی کچھ باتیں بعض اوقات ان کی زبان سے (بے اختیار) نکل جاتی ہیں ورنہ جو کچھ ان کے دلوں میں چھپا ہے، وہ ان سے کہیں زیادہ شدید ہے"

انتہا پسند ہندو تحریک میں شامل ایک اہم جماعت شیو سینا کے قائد بال ٹھاکرے صاحب نے ایک مرتبہ صاف گو ہندو ہفت روزہ بلٹز جو بمبئی سے شائع ہوتا ہے ۔ کے Interviewer صحافی جناب ساجد حسن صاحب کو اپنے انٹرویو میں بابری مسجد کے تناظر میں بات کرتے ہوئے اس خواہش کو پہلے تو زبان پر لائے پھر دبا گئے ۔ Interviewer کا ذہن بھی ادھر منتقل نہ ہوا اور اس نے مزید نہیں کریدا۔ برابری مسجد پر کلیم کے ایک سوال کے جواب میں بال ٹھاکرے نے کہا

"دیکھیئے آپ اتنا پیچھے مت جایئے ۔ ابھی کی بات کیجئے ۔ تاریخ میں بہت پیچھے جائیں گے تو میں آپ کو بہت سی ایسی مسجدیں بتا سکتا ہوں جو پہلے مندر تھے ۔ جن کے نشانات ابھی باقی ہیں ۔ کیا آپ انہیں ہندوؤں کو دینے کیلئے تیار ہیں ۔ میں کہنا تو نہیں چاہتا اور نہ میں ادھیکار جتا رہا ہوں ۔ آپ کی بات پر کہہ رہا ہوں، اگر آپ بہت پیچھے جائیں گے تو آپ کا جو مکہ ہے اس میں پہلے بت تھے ۔ اب اگر ہم کہیں کہ یہاں پہلے ہمارے لوگوں کے بت تھے اس لئے یہ ہم کو دو تو کیا آپ اس بات کو مانیں گے ۔ میں کہتا ہوں آج کی بات کرو، پرانی بات چھوڑو ۔"

(حوالہ #9p2)

"بال ٹھاکرے نے بابری مسجد گرائے جانے پر کہا کہ آپ بابری مسجد کی بات کرتے ہیں بابری مسجد تو بہت دور کی بات ہے ۔ یہ معاملہ تو مسجدِ حرام تک پہنچتا ہے ۔"

عام ہندو ان حقائق سے باخبر نہیں ہندو خواص سینہ بہ سینہ مسلم اور ہندو عوام سے ان Secrets کا اظہار نہیں کرتے لیکن اب ان باتوں سے عام ہندوؤں عوام بھی باخبر ہونے لگے ہیں ۔ ہندو پنڈت تبدیلی کے وقت کو قریب بتاتے ہیں ۔

جب ہندو قوم کو اپنے دین کا اصل چہرہ دکھے گا اور وہ دینِ فطرت اسلام سے اس کا موازنہ کریں

Digitized by Google

گے تو دینِ حق کی حقانیت ان پر آشکار ہو جائے گی۔ ان کا موجودہ صورت میں یعنی بت پرستی کے نقطہ نظر سے 360 بتوں والی ایودھیا کا عقیدہ باقی نہ رہے گا جب آمد اسلام والی تاریخ مشرکینِ مکہ کی مانند مشرکینِ ہند سے دھرائی جائے گی تو ہم اصل ایودھیا (کعبہ) کو سنت کی تعمیل میں لوٹا دیں گے۔

رتھ یاترا

بابری مسجد کا مسئلہ جب اپنے جوبن پر تھا۔ تو BJP کے سربراہ ایل کے ایڈوانی نے رتھ یاترا کا جلوس نکالا۔ موصوف نے گجرات کاٹھیواڑ سے اپنی مارچ شروع کی جس کا اختتام ایودھیا پر ہوا۔ اسکو عالمی میڈیا پر بھی کافی کوریج ملی۔

انتہا پسند راہنما رتھوں پر بیٹھ کر ہاتھوں میں بھالے اور مہابھارت کے زمانے کا جنگی سامان لیکر نکلے، یہ یاترا کی قدیم ہندوؤں کی تاریخ میں جب ان کے مذہبی ہستیاں جنگ پر جس شان سے، جس طرح لشکر کے ساتھ اسلحہ کے ساتھ نکلتیں، یہ اس کا عکس تھا در حقیقت مسلمانوں کو اپنی فیصلہ کن جنگ سے خبردار کیا گیا اور یہ اعلان کیا گیا سطوت رفتہ کی بحالی کیلئے وہ پرانی آب وتاب سے جنگ کے میدان میں اتر آئے ہیں۔ (حوالہ #9p3)

رام مندر کی تعمیر

بھارتی حکومت اقلیتوں اور دیگر سیکولر حکومت مخالف جماعتوں کی پرواہ کیے بغیر عدلیہ کی سماعت اور سابقہ رولنگز کو بالائے طاق رکھتے ہوئے چوری چھپے رام مندر کی تعمیر کا دھماکہ کرنے کی تیاریوں میں ہے۔ رام مندر کے مکمل عمارتی نقشے اور ماڈلز بھارتی میڈیا شائع کر چکا ہے رام مندر کی آرائشی اشیاء کی تیاری تیزی سے جاری ہے۔

راجستھان سے وہ پتھر جس میں ایٹمی دھماکے کیے گئے خصوصی طور پر ایودھیا لایا جا رہا ہے۔
(حوالہ #10p1)

ان بھارتی تیاریوں کی تفاصیل اب راز نہیں رہی خود بھارتی میڈیا' ان کے رسائل وجرائد نیز انٹرنیشنل میڈیا خصوصاً BBC نے اسی پر فلمیں اور انٹرویوز نشر کیے۔

ہر شے ریڈی میٹ تیار کی جارہی ہے تاکہ مندر کی عمارت کھڑی کرنے اور جلدی سے فوری تعمیر انتہائی کم وقت میں ہو سکے۔

یہود مدینہ کی مانند آج بھی یہود اسلامی نظریاتی اساس سے شدید بغض رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ

Digitized by Google

ان کی نگاہوں میں پاکستان بری طرح سے کھٹک رہا ہے چونکہ یہ اللہ کی حاکمیت کیلئے قائم ہوا لہذا یہود نے اس کی تباہی اپنے اوپر فرض کر رکھی ہے۔

اسرائیل نے ۱۹۶۷ء میں عرب ممالک کو بہت بڑی شکست سے دوچار کیا۔ جنگ کے اختتام تک بہت سے علاقے یہود کے زیر تسلط آ گئے اور ایک بہت بڑا المیہ یہ ہوا کہ بیت المقدس (یروشلم) بھی اسرائیل کے قبضہ میں چلا گیا اسرائیلی وزیر اعظم بن گورین نے اس جنگ کے فوری بعد انگلینڈ میں ''جیوش کرانیکل'' نامی یہودی پرچے کو انٹرویو دیتے ہوئے انکشاف کیا کہ وہ

''پاکستان کو اپنا دشمن نمبر ایک (۱) سمجھتے ہیں اور پاکستان کی تباہی کو وہ فرض کا درجہ دیتے ہیں''

(حوالہ #15p2)

یہود و ہنود گٹھ جوڑ

چونکہ یہود اور ہنود ایک جیسی آئیڈیالوجی کے حامل ہیں اور دونوں پاکستان کی نظریاتی اساس کے دشمن ہیں لہذا دونوں میں دوستی اور انتہائی قریبی تعلقات فطری امر ہے۔

کشمیر میں بھی اسرائیلی کمانڈوز کی تحریک آزادی کچلنے کے سلسلے میں بھارت کی معاونت اور موجودگی کی خبریں منظر عام پر آ چکی ہیں۔

Digitized by Google

یہود و ہنود میں موازنہ

دونوں ممالک کے مقتدر حکمرانوں یعنی یہود و ہنود کو آزاد و باوقار حکمران اقوام کی طرح نہ جینا آیا اور نہ رہنا۔ ہر وقت پڑوسیوں سے خوف، ہنگامی بنیادوں پر انہیں نابود کرنے کی تیاریاں خصوصاً مسلمان ان کا نشانہ نمبر ایک ہیں یہ ان پر کس طرح قانون باہمی بے چینی اور انہیں ختم کر ڈالیں۔ یہ اقدام ان کی بزدلی اور پسماندہ نفسیات کی عکاس ہیں۔

ان دونوں اقوام میں اس دنیا اور اسکے وسائل و اسباب کی چاہت رچی بسی ہے۔ اور انکی تمام زندگی اسکے حصول کے گرد گھومتی ہے۔ عملاً ان کے نزدیک یہی زندگی اہم اور حقیقی ہے۔ قرآن پاک نے یہود کی یہ نفسیات بتائی ہے کہ ان کی خواہش ہے کہ ان میں سے ہر ایک یہودی کی عمر کئی کئی ہزار برس ہو۔ اسی طرح قرآن پاک نے اسی کے ساتھ مشرکین (بت پرستوں) کی بھی طویل عمری کی خواہش تذکرہ کیا۔

یہود

نسل پرستی اور فضیلت

یہود اپنے آپ کو دنیا کی سب سے افضل اور مقدس قوم گردانتے ہیں تالمود کی تعلیمات کے مطابق باقی اقوام اور انسان ''گویّم'' یعنی جانور ہیں لہذا ان کا استحصال اپنا حق سمجھتے ہیں۔ حوالہ #۱۶

عظیم تر اسرائیل

اسرائیلی یہودی توسیع پسندانہ عزائم رکھتے ہوئے مصر دریائے نیل سے لیکر مدینہ منورہ تک کے علاقہ پر جہاں وہ ماضی میں رہے عظیم تر اسرائیل کے قیام کیلئے سرگرداں ہیں۔
(حوالہ #۱۷)

ہنود

نسل پرستی اور فضیلت

البیرونی نے ''کتاب الہند'' میں بتایا ہے کہ ہنود نسل پرست قوم ہیں اپنے آپ کو علم و دانش کا منبع اور باقی اقوام کو گھٹیا ملیچھ (پلید) اور بے علم تصور کرتے ہیں۔ یہ آج بھی برہمن سماج میں دیکھا جا سکتا ہے۔

اکھنڈ بھارت

بھارت کے ہنود بھی اسی Pattern پر افغانستان سے لیکر انڈونیشیا تک اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

Digitized by Google

ہیکلِ سلیمانی Solomon Temple

یہودی بیت المقدس کو شہید کر کے ہیکل سلیمانی کی تعمیر کیلئے بیتاب ہیں یعنی مسجد اقصیٰ کی جگہ Soloman Temple کی تعمیر۔

رام مندر Ram Temple

ہنود بابری مسجد، رام کی جنم استھانی قرار دیکر گرا چکے ہیں اور اس کی جگہ Ram Temple تعمیر کرنا چاہ رہے ہیں نیز بابری مسجد کی شہادت پر یہ دیکھنا بھی مقصود تھا کہ مسجد اقصیٰ کے گرائے جانے پر مسلمان کتنا ردِعمل دکھائیں گے۔

سود

یہود دنیا بھر میں سودی کاروبار کے بانی اور عالمی معیشت کو اس گھناؤنے ہتھکنڈے کے ذریعہ جکڑے ہوئے ہیں۔

سود

ہنود میں سودی کاروبار کی ایسی ہی بھیانک صورت موجود ہے۔ جبکہ ہندو بنیا بھی سودی لین دین میں یہودی ہے اور ضرب المثل ہے۔

نسل پرستی

یہود نسل پرست اور تعصب و برتری کے نظریات رکھنے والے ہیں جس کو U.N کی قرارداد میں تسلیم کیا گیا (جسے بعد امریکہ نے دباؤ ڈال کر دوبارہ ختم کرایا)۔ یہود غیر یہود کو جینٹائل یعنی انسان نما جانور قرار دیتے ہیں۔

نسل پرستی

نسل پرستی کے اسی قسم کے معیارات ہندو معاشرتی نظام میں موجود ہیں جس کی واضح مثال برہمنیت ہے اور شودر وچھوت ہیں (اچھوتوں کو برہموں نے فتح کر کے غلام بنایا اور ان کے لئے چھوت چھات کے معیارات برتری کیلئے رکھے)۔

عسکری عزائم

یہود مغربی طاقتوں اور امریکہ کی ایماء پر بہت بڑی فوجی قوت منی سپر پاور کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

عسکری عزائم

جنوب مشرقی ایشیاء میں بھارت بھی مغربی طاقتوں' امریکہ' اسرائیل اور روس کے تعاون سے منی سپر پاور کی شکل میں کھڑا ہے۔

Digitized by Google

بربریت وتشدد

فلسطینی مسلمانون پر مظالم اور تشدد
معمول بن چکا ہے۔

بربریت وتشدد

بھارت نے کشمیر میں مظالم کا بازارکشت وخون کے ذریعہ گرم کر رکھا ہے جس میں اسرائیل اس کی معاونت کر رہا ہے۔

ثقافت

یہود امریکہ اور یورپ کے ذریعہ وسیع تر فلم انڈسٹری قائم کر کے عریانیت و فحاشی اور پوپ موسیقی کے سیلاب کو ایک منصوبہ بندی کے تحت لانے کا باعث ہیں۔

ثقافت

بھارت بھی اسی پیٹرن پر کام کر رہا ہے خصوصاً پاکستانی مسلمانوں کو اخلاقی طور پر برباد کرنے کیلئے ان ہتھکنڈوں کو اپنی ثقافتی سرگرمیوں کے ذریعہ پھیلایا۔ بھارت کی اس وقت دنیا کی سب سے بڑی فلم انڈسٹری سے ناچ گانا عریانیت معمول بن چکا ہے۔

باہمی اشتراک

دونوں قومیں مسلمانوں کے وجود کے خلاف باہم مکمل متحد اور برسرپیکار ہیں پاکستان اور عالم اسلام کے خلاف میڈیا وار نفسیاتی جنگ بھارت اور اسرائیلی ایجنسیوں کی دہشت گردی فرقہ واریت لسانیت کا فروغ میں سرگرم عمل ہیں۔ دونوں ممالک ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کے علاوہ انتہائی قریبی فوجی تعاون بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اسرائیل بھارت گٹھ جوڑ

اسرائیل کے بھارت سے قریبی فوجی تعلقات قائم ہیں جنگی ساز وسامان جنگی الیکٹرانکس، اسلحہ، ہیلی کاپٹر وغیرہ شامل ہیں بھارتی افسران کی اسرائیل میں تربیت کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

اسرائیلی صدر نے دسمبر ۱۹۹۶ء کے آخری ہفتہ میں بھارت کا سرکاری دورہ کیا جس میں متعدد معاہدات ہوئے جس میں وسیع تر فوجی تعاون بھاری فوجی سامان اور اسرائیلی لڑاکا طیاروں کی فراہمی شامل تھی۔

''اسرائیل نے اپنے ایئر چیف میجر بوڈنگر کے ذریعہ بھارت کو ایک نہایت پرکشش دفاعی معاہدے کی پیش کش کی۔ جو کہ اویکس آر پی وی جیسے جدید ترین فضائی نگرانی اور وارننگ سسٹم

Digitized by Google

اور اسرائیلی سراغرسانی سیلائٹ کے استعمال پر مشتمل ہے۔ بشرطیکہ بھارت اسرائیل کو جودھ پور یا بھوج کے ہوائی اڈے استعمال کرنے کی اجازت دے۔ بھوج پاکستانی سرحد سے فقط ۸۰ کلومیٹر اور جودھ پور فقط ۱۵۰ کلومیٹر ہے۔ (حوالہ #۱۸)

کچھ عرصہ قبل امریکی ڈیفنس سیکرٹری ولیم پیری نے بھی جودھ پور کا دورہ کیا۔

بھارتی ایٹمی دھماکے اور تازہ ترین اسرائیلی معائدات

بھارت نے اچانک مئی ۱۹۹۸ء میں اکٹھے پانچ ایٹمی تجربات کیے، جن کا جدید ترین نظام کے باوجود بظاہر امریکہ اور یورپی ممالک کو علم نہ ہوا۔ راجستھان کے مقام پکھران پر یہ کیے گئے ایٹمی دھماکے میڈیا کے مطابق ایٹمی ہائیڈ وجی اور نیوٹران بموں پر مشتمل تھے۔

ماہرین کے مطابق بھارت ہائیڈ ورجن اور نیوٹران بم کی صلاحیت نہیں رکھتا یہ خبریں آئیں کہ یہ دو قسم کے دھماکے اسرائیلی تجربات تھے جس سے ان دونوں کی قربت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے (اس ضمن میں منو بھائی صاحب کے کالموں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے) نیز بھارتی ٹی وی دوردرشن کے مطابق روس کے ساتھ دو ہزار میگاواٹ کے ایٹمی ری ایکٹر لینے کے معائدات ہوئے مزید برآں روس کے ساتھ مل کر اینٹی بلاسٹک میزائل بھی تیار کیے جائیں گے۔

ایک موقعہ امریکی جریدے ''ڈیفنس نیوز'' کے مطابق

''دونوں ممالک نے اربوں ڈالر کے مشترکہ منصوبہ کے آغاز کا اسی سال سے فیصلہ کیا ہے۔ جس کے تحت جدید ریموٹ کنٹرول طیارے اور تیز رفتار جنگی کشتیاں تیار کی جائیں گی۔ امریکی جریدے نے دونوں ممالک کے حوالے سے رپورٹ میں بتایا کہ ابھی مزید بات چیت دونوں ممالک کے مابین چل رہی ہے۔ اسرائیل بھارت کو جدید ریموٹ کنٹرول ''ہیرون'' طیارے اسی سال دسمبر میں فراہم کرے گا۔ علاوہ ازیں یہ طیارے بھارت میں بھی تیار ہوں گے ٹیکنالوجی اسرائیل فراہم کرے گا رپورٹ کے مطابق یہ طیارے بھاری پے لوڈ اٹھا کر طویل فاصلے تک پرواز کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں بھارت کو جدید اور تیز ترین جنگی کشتیاں سپر ڈور ۱۱ ایم کے ۱۱ بھی فراہم کرے گا۔ دونوں ممالک بھارت میں ایسی ۸۰ کشتیاں تیار کریں گے۔'' (حوالہ #۱۹)

Digitized by Google

پاکستان کے ایٹمی دھماکے

بھارت نے یکدم پانچ دھماکے کر کے پاکستان کی سیکورٹی خطرہ میں ڈال دی اور اس پر متضاد ایڈوانی کی جانب سے آزاد کشمیر پر سخت حملہ کی دھمکیاں، صورتحال سخت گھمبیر ہوگئی، علاقائی دفاعی توازن بگڑ گیا نیز پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کے امکانات بھی بہت بڑھ گئے اور بھارت کے سلامتی کونسل کا ممبر بننے کا بھی امکان ہوگیا۔ پاکستان کیلئے سوائے ایٹمی قوت کے اظہار کے کوئی راستہ نہ چھوڑا۔ یوں پاکستان پہلی اسلامی ایٹمی قوت کی حیثیت سے ابھرا۔

یہودی جریدہ اور انڈو پاک گولڈن جوبلی

امریکی جریدے ٹائمز نے انڈو پاک کی آزادی کے ۵۰ برس ہونے پر اپنا خصوصی شمارہ نکالا۔ یہ شمارہ یہود و ہند کی گٹھ جوڑ اور ذہنیت کا بہترین عکاس تھا اور آپس میں ان کی قربت آئینہ دار بھی۔

میگزین کے سروق پر فقط دو باہم ملے ہوئے اور کھلے ہوئے 'کسی دوشیزہ کے ہاتھ دکھائے گئے تھے۔ ان دونوں ہاتھوں پر بالکل ایک جیسی مہندی کے ڈیزائن خوبصورتی کے ساتھ نقش تھے۔

اس علاماتی ٹائیٹل میں پیغام یہ دیا جا رہا تھا کہ حقیقتاً یہ دونوں ممالک ایک ہی خطے سے متعلق رکھتے ہیں۔ ان کی زبان' ماضی' ثقافت' تہذیب وتمدن' شکل وصورت اور لباس وغیرہ ایک جیسا ہے خواہ مخواہ یہ دو علیحدہ ریاستوں میں آزاد ہوئے۔ نیز پاکستان کے قیام کو غیر ضروری قرار دیا گیا اور اسے مسلمانوں کی ہٹ دھرمی سے تعبیر کیا گیا۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ پاکستان ایک ناکام ریاست ہے۔

قائد کو Sterio Type بنا کر جذبات واحساسات سے عاری اور ضدی انسان کے روپ میں پیش کیا گیا۔ اور یہ نئی بات نہیں مغربی یہودی میڈیا اور ہندو میڈیا روز اول سے یہی پروجیکشن کرتے آرہے ہیں۔ نیز پاکستان کی نظریاتی اساس پر طنز کیا جاتا ہے۔ کبھی پاکستان کو ناکام ریاست کہا جاتا ہے تو کبھی بانیانِ پاکستان کو متنازعہ بنانے کی سعی کی جاتی ہے۔

اس کے بھی شواھد موجود ہیں کہ مہاتما گاندھی کے مراسم یہودی شخصیات اور فری میسنز سے قائم تھے۔ مہاتما گاندھی کی ناکامی کے باوجود (جبکہ اس ناکامی کے باعث خود ایک انتہا پسند ہندو نے گاندھی جی کو قتل کر ڈالا) عالمی یہودی میڈیا نے اسے پوری صدی کا سب سے بڑا اور عظیم راہنما بنا کر پیش کیا۔ اسکے برعکس قائدِ اعظمؒ، جنہوں نے نہات راست بازی اور عظمتِ کردار کی داستان رقم کی۔

Digitized by Google

ان کے وقت بدترین مخالفین نے بھی ان کی عظمت اور کردار کو تسلیم کیا۔اور قائدؒ بدترین دشمنوں کو شکست سے دوچار کرتے ہوئے منزل سے ہمکنا ہوئے۔اور ایک ناممکن کام کو ممکن کر دکھایا۔لیکن دور حاضر کی سب سے بڑی مسلم سلطنت بلا جنگ و جدل قائم کرنے والے شخص کو، جس نے محض فکر اور دلائل سے تمام حریفوں کو شکست دی۔کبھی جیل گئے اور نہ کبھی تشدد کا ڈراوا دیا۔ان کا عالمی راہنماؤں کی صف میں کبھی تذکرہ نہیں آتا۔بلکہ ان کی شخصیت آئیڈیالوجی اور ریاست کو متنازعہ بنایا جاتا ہے۔

عہد اشوک اور ہندوستان

عہد اشوک کے بارے میں Will Durant کی تصنیف HISTORY OF CIVILIZATION PART-1 OUR ORIENTAL HERITAGE NEW YORK- 1954. Chap: XVI " FROM ALEXANDER TO AURANGZEB SEE PAGE 596.

مشہور برطانوی محقق و مصنف ول ڈیورانٹ تحریر کرتا ہے' اشوک وردھن سن ۲۷۳ قبل مسیح میں تخت نشین ہوا۔ایک عظیم الشان سلطنت اسے ورثے میں ملی جو اس سے قبل کسی اور ہندو (ہندی) فرمانروا کے حصے میں نہیں آئی جنوب میں تامل علاقے اور شمال میں افغانستان سے بلوچستان تک سارا علاقہ اس کے زیر نگیں تھا۔(حوالہ p5#۲۰)

ایک چینی کے سیاح یوان چوانگ نے اس کے عہد سے متعلق تفاصیل بیان کی ہیں۔بحوالہ''ول ڈیورانٹ ''ہندوستان'' (بحوالہ OUR ORIENTAL HERITAGE NEW YORK- 1954. Chap:XVI P-450)

اشوک شروع میں ایک ظالم حکمران تھا۔اسکے اذیت دینے والے ٹارچر سیل ''اشوک جہنم'' سے مشہور تھے۔بعدازاں اس کی زندگی بدل گئی اور وہ بدھ مت کا سچا ہیرو بن گیا (اس کی ''ول ڈیورانٹ ''ہندوستان'' تفاصیل V..A SMITH کی OXFORD HISTORY OF INDIA مطبوعہ ۱۹۲۳ء پر دیکھی جاسکتی ہیں ہند میں پتھر کے قدیم ترین مجسمے اشوک کے ہیں۔

اشوک سلطنت کی نشاۃ ثانیہ اور گاندھی

۱۹۴۲ء کا تذکرہ ہے کہ مہاتما گاندھی سرحد کے دورے پر پشاور پہنچے سرحدی گاندھی انہیں ہندوستان کی سرحد دکھلانے طورخم لے گئے ان دونوں گاندھیوں میں ہونے والے گفتگو وہاں پر کچھ یوں ہوئی۔

گاندھی: ڈاکٹر خان شاب ہمارا ''شیما'' کہاں ہے۔

سرحدی گاندھی: مہاتما جی ''شیما'' کسے کہتے ہیں۔

Digitized by Google

گاندھی: واہ جی واہ' آپ کو شیما کا مطلب نہیں آتا- ''شیما'' دیش کی آخری سرحد کو کہتے ہیں- میں پوچھ رہا ہوں بھارت ماتا کی آخری سرحد کہاں ہے-

سرحدی گاندھی: مہاتما جی' یہی تو ہے' طورخم' ہماری حد-

گاندھی: اوں ہوں' ہمارا شیما' بہت دور ہے' افغانستان کا شمالی کنارہ' دریائے آمو- (حوالہ#p3 ۱۳)

دراصل مہاتما گاندھی جی کے ذہن میں چندر گپت موریہ سمندگیت کے عظیم عہد، جس میں پھر اشوک اعظم' کا عہد بادشاہت تھا جس کا اوپر تذکرہ کیا جا چکا ہے- اشوک کی سلطنت دریائے آمو پر تھی-

عہد اشوک اور بھارتی برہمن

اشوک کا عہد بدھ مت کے عروج کا عہد ہے اور یہ مذہب سرکاری مذہب کی حیثیت رکھتا تھا بھارتی برہمن کس بنیاد پر اس عہد کو اپنا عہد قرار دیتے ہیں اشوک ہندو تو نہیں تھا دراصل اشوک کے عہد کا بہانہ بنا کر اپنا عظیم استعمار قائم کرنے کا سوچنے لگے-

ہندوستانی پرچم

اشوک کے دور کے وسیع تر استعمار کیلئے بھارتی برہمنی حکمرانون نے بھارتی پرچم پر ''اشوک کا چکر'' (حوالہ#p4 ۲۱) کی علامت ڈال کر اپنے وسیع تر استعمار کے عزائم یعنی اشوک سلطنت کی بازیابی کا اعلان کر رکھا ہے-

دھرتی ماتا کا عقیدہ

ہندوؤں کا ایک بنیادی عقیدہ دھرتی ماتا ہے جس کے مطابق برصغیر ہندو قوم کا بھگوان ہے وہ اسے بھارت ماتا' بھوی ماتا اور دھرتی بھی کہتے ہیں وہ اسے دیوتا مان کر اس کی پوجا کرتے ہیں-

اس دیوتا کے ٹکڑوں میں ہندوستان' پاکستان' بنگلہ دیش، نیپال' بھوٹان' سرلنکا اور افغانستان کا پشتون علاقہ ہے-

Digitized by Google

تقسیم ہنداور ہندوعقیدہ

تقسیم ہند

ہندوؤں کے عقیدے کی روشنی میں جب ۱۹۴۷ء میں برصغیر کی تقسیم عمل میں آئی تو ہندوؤں کا دیوتا تقسیم ہو گیا اور کئی حصوں میں بکھر گیا ان کے ہاتھ لگا وہ بھارت یا ہند ٹھہرا۔ بھارت کے ترانہ ''بندے ماترم'' میں اس دیوتا کو مخاطب کیا جاتا ہے۔

پروفیسر محمد منور مرزا صاحب اپنی کتاب Dimensions of Pakistan Movement میں لکھتے ہیں۔ لالہ ہردیال PhD اپنے رسالہ ''میرے وچار'' میں لکھتے ہیں۔

''میں اعلان کرتا ہوں کہ پنجاب اور ہندوستان میں بسنے والے ہندوؤں کی نسل کی بقاء کا انحصار ان چار باتوں پر ہے۔

۱۔ ہندو سنگھٹن۔ ہندو اتحاد کامل

۲۔ ہندو راج

۳۔ مسلمانوں کی شدھی

۴۔ افغانستان اور سرحدی علاقوں کی فتح اور شدھی جب تک ہندو قوم یہ چار کام سرانجام نہیں دے دیتی ہمارے بچوں ہمارے پوتوں اور پوتوں کے پوتوں کے بچوں کا وجود ہمیشہ خطرے میں رہے گا۔ (حوالہ #۲۲p3)

ان دونوں مذہبوں کو شدھ کر لینا چاہیے۔ تاکہ ہندوؤں کی آنکھوں میں یہ بیرونی مواد کھٹکتا نہ رہے۔ افغانستان اور سرحد کے کوہستانی خطے مع دماضی میں ہندوستان کا حصہ تھے۔ مگر آج ان پر اسلام کا غلبہ ہے افغانستان کی مثال نیپال کی سی ہے جہاں آج بھی ہندو مذہب رائج ہے۔ کوہستانی قبائل ہر دم آمادہ جنگ ہیں اور بھوکے بھی ہیں اگر انہوں نے ہمارے ساتھ دشمنی ٹھان لی تو نادر شاہ اور زمان شاہ کا دور از سر نو شروع ہو جائے گا۔ اگر وہ اپنا تحفظ چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ وہ افغانستان اور سرحدی علاقوں کو فتح کریں اور تمام پہاڑی قبائل کو ہندو بنائیں۔

Digitized by Google

بھارت ماتا یا دھرتی ماتا کا مندر

''سفرنامہ ہند'' کے مصنف پروفیسر محمد اسلم ہندوؤں کے مقدس ترین شہر بنارس کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ اس میں ۱۲۰۰ مندر ہیں جن میں سے ایک مندر بھارت ماتا کا ہے ۱۹۵۵ء میں بنارس کے سفر میں اس مندر کی شہرت سن کر اسے دیکھنے گئے پروفیسر سعید الدین احمد ڈار بھی ان کے ہمراہ تھے۔

''ایک بڑے ہال میں ایک تالاب میں اغلباً پلاسٹر آف پیرس سے بھارت کا نقشہ بنایا ہوا ہے جس میں پاکستان اور بنگلہ دیش بھی شامل ہیں اس نقشہ پر عقیدت مندوں نے پھول بھی چڑھائے ہوئے تھے۔ ہندو وہاں آئے تو دونوں ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر بھارت ماتا کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرتے تھے۔

(حوالہ #p2 ۲۳)

ہندوؤں کا خواب

اس منقسم دھرتی ماتا کے دیوتا کے ٹکڑوں اس کے الگ کیے ہوئے ہاتھوں بازوؤں' ٹانگوں وغیرہ کو جوڑ کر پھر سے مکمل دیوتا بنانا ہندوؤں کے نزدیک مذہبی فریضہ اور ان کا خواب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہندوستان نے بنگلہ دیش کو پاکستان سے جدا کیا اور اسے اپنے تابع رکھا مزید برآں نیپال اور بھوٹان پر بھی اپنی بالادستی قائم کی سری لنکا اور مالدیپ میں فوجی مداخلت کی جبکہ وہ پاکستان وافغانستان پر نگاہیں جمائے بیٹھا ہے پورے خطے پر مکمل کنٹرول میں حائل واحد رکاوٹ پاکستان ہے جو کہ اس کی نگاہوں میں سخت کھٹک رہا ہے۔

ہندو قوم اپنے پارینہ رفتہ اور سطوت گزشتہ کا خواب دیکھ رہی ہے وہ ایک عظیم سلطنت قائم کرنا چاہتے ہیں، وہ تمام علاقے جو ماضی میں ہند کے ساتھ منسلک رہے، انہیں بزور شمشیر فتح کرنا چاہتے ہیں ہندوستان اس مقصد کیلئے ان چھوٹے پڑوسیوں میں سازشیں کر کے انہیں کمزور کرنے کے علاوہ بے پناہ فوجی طاقت بھی بڑھا رہا ہے۔

Digitized by Google